دو ہزار دو سو پچاس ہوئے سود در خرچ کے جو پائے تھے وہ کٹ گئے ڈیڑھ سو عملہ فعلہ کی نذر ہوئے مختار کار دو ہزار لایا چونکہ میں اُس کا قرضدار ہوں روپے اُس نے اپنے گھر میں رکھے اور مجھسے کہا کہ میرا حساب کیجئے حساب کیا سود مول سات کم پندرہ سو ہوئے میں نے کہا میرے قرض متفرق کا حساب کر کچھ اوپر گیارہ سو نکلے میں کہتا ہوں یہ گیارہ سو بانٹ دے تو سو بچے آدھے تو لے آدھے مجھے دے وہ کہتا ہے پندرہ سو مجھکو دو پانسو سات تم لو یہ جھگڑا مٹ جائیگا تب کچھ ہاتھ آئیگا خزانہ سے روپیہ آگیا ہے میں نے آنکھ سے دیکھا ہو تو آنکھیں پھوٹیں بات رہ گئی پت رہ گئی حاسدوں کو موت آگئی دوست شاد ہو گئے ہیں جیسا ننگا بھوکا ہوں جب تک جیونگا ایسا ہی رہونگا میرا دار و گیر سے بچنا معجزہ اسد اللہی ہے اِن بیسوں کا ہاتھ آنا عطیۂ ید اللہی ہے حاکم شہر لکھ دے کہ یہ شخص ہرگز پنشن پانے کا مستحق نہیں حاکم صدر مجھکو پنشن دلوائے اور پورا دلوائے میرن صاحب کو دعا کہتا ہوں اور مزاج کی خبر پوچھتا ہوں جواب ترکی بترکی جواب عربی عربی جو انہوں نے لکھا وہ میں نے بھی لکھا مجتہد العصر کو بندگی لکھوں دعا لکھوں کیا لکھوں نہیں بھئی وہ مجتہد ہوں ہوا کریں میرے تو فرزند ہیں میں دعا ہی لکھوں گا اور اسی طرح میر نصیر الدین کو بھی دعا۔

بنام میر مہدی کے نام

میری جان تم کو تو بیکاری میں خط لکھنے کا ایک شغل ہے قلم دوات
لے بیٹھے اگر خط پہنچا ہے تو جواب ورنہ شکوہ و شکایت و عتاب و خطاب
لکھنے لگے کل حکیم میر اشرف علی آئے تھے سر منڈوا ڈالا ہے محلقین رؤسکم
پر عمل کیا ہے میں نے کہا کہ سر منڈوایا ہے تو ڈاڑھی رکھو کہنے لگے کہ
دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم واللہ اُن کی صورت قابل دیکھنے کے
ہے کہتے تھے کہ میر احمد علی صاحب آئے اور بحال و برقرار رہے خدا کا
شکر بجا لایا کبھی تو ایسا بھی ہو کہ کسی عزیز کی اچھی خبر سنی جائے میرا
سلام کہنا اور مبارکباد دینا خبردار بھول نہ جائیو تمہاری شکایتہائے
بیجا کا جواب یہ ہے کہ تم نے جو خط مجھکو پانی پت سے بھیجا تھا اور کرنال
کی روانگی کی اطلاع دی تھی میں نے تجویز کر لیا تھا کہ جب کرنال سے
خط آئیگا تو میں جواب لکھونگا آج شنبہ ۱۵؍ اکتوبر صبح کا وقت ابھی کھانا
پکا بھی نہیں تبرید پی کر بیٹھا تھا کہ تمہارا خط آیا اور پڑھا اور یہ جواب لکھا
کلیان بیمار رہے ایاز کو خط دیکر ڈاک گھر روانہ کیا ہو تو تمہارا گلہ بیجا یا بجا
بھائی گلہ کرو تو اپنے سے کرو کہ تمنے کرنال پہنچکر خط لکھنے میں کیوں دیر
کی اور ہاں یہ کیا ہے کہ بہت دن سے میر نصیر الدین کا نام تمہارے

قلم سے نہیں نکلتا نہ اُن کی خیر و عافیت نہ اُن کی بندگی اگر وہ مجھ سے خفا
ہیں تو اُن کی بندگی نہ لکھتے خیر و عافیت تو لکھتے یہ باتیں اچھی نہیں
میرن صاحب کے باب میں حیران ہوں تنہا تمہارے ساتھ گئے ہیں
والدہ اُن کی پانی پت میں ہیں وہاں کوئی مکان لیکر والدہ کو وہیں
بلائیں گے یا خود بعد چند روز کے یہاں آجائیں گے یہ دو باتیں جواب
طلب ہیں میر نصیر الدین کی بندگی نہ لکھنے کا سبب اور میرن صاحب
کی بود و باش کی حقیقت لکھو رہا میرا پنشن اُس کا ذکر نہ کرو اگر ملیگی
تو تم کو دیجائیگی شہر کی آبادی کا چرچا ہوا کرایہ کو مکان ملنے لگے چار
پانسو گھر آباد ہوئے تھے کہ پھر وہ قاعدہ مٹ گیا اب خدا جانے کیا
دستور جاری ہوا ہے آیندہ کیا ہوگا سلطان العلما مجتہد العصر
مولوی سید سرافراز حسین کو اگرچہ نظر اُنکے مدارج علم و عمل پر
بندگی چاہیئے مگر چونکہ میں عزیز داری و یگانگی کی راہ سے دعا لکھتا
ہوں میرن صاحب کو دعا اور بعد دعا کے بہت سا پیار میر نصیر الدین
کو زیادہ کیا لکھوں۔

۱۸ - میر مہدی کے نام

واہ حضرت کیا خط لکھا ہے اس خرافات کے لکھنے کا فائدہ

بات اتنی ہی ہے کہ میرا پلنگ مجھکو ملا میرا بچھونا مجھکو ملا میرا حجام مجھکو ملا میرا بیت الخلا مجھکو ملا راست وہ شور کوئی آئیو کوئی آئیو فرو ہو گیا میری جان بچی میرے آدمیوں کی جان بچی مصرعہ

اکنوں شب من شب ست و روزم روزست

بھئی تم نے یہ نہ لکھا کہ میرن صاحب کو میرا خط پہنچا یا نہ پہنچا میں گمان کرتا ہوں کہ نہیں پہنچا اگر پہنچتا تو بیشک وہ خط تمہاری نظر سے گزرتا اور میرن صاحب اس کی اصل حقیقت تم سے پوچھتے اور اس صورت میں یہ بھی ضرور تھا کہ تم اس واہیات کے بدلے مجھکو وہ ارادات لکھتے جو میرن صاحب میں اور تم میں پیش آئی پس اگر جیسا کہ میرا گمان ہے خط نہیں پہنچا تو خیر جانے دو اگر خط پہنچا ہے تو میرن صاحب سے خط کے جواب لکھوانے میں تم نے میرا دم ناک میں کر دیا تھا اب اُن سے میرے خط کے جواب کا تقاضا کیوں نہیں کرتے حسن بھی کیا چیز ہے نادر کا اتنا خوف نہیں جتنا حسین آدمی کا ڈر ہوتا ہے تم اُن سے خواہش وصال کرتے ہو ڈرو میرے خط کے جواب کے باب میں کیوں نہیں لکھتے نہ صاحب یہ کچھ بات نہیں میرے خط کا جواب اُن سے لکھکر بھجواو یہاں کا حال وہ ہے جو دیکھ گئے ہو پانی گرم ہے اگر ہم میں مستولی اناج مہنگا بیچارہ منشی میر احمد حسین کا بھتیجا یعنی میر امداد علی آشوب کا بیٹا محمد میر

ہو ا میں گرمی

شب گذشتہ کو گذر گیا آج صبح اُس کو دفن کر آئے جوان صالح پرہیزگار مومنین پیش نماز تھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجتہد العصر کا حکم بجا لاؤنگا اور نہ رئیس کو بلکہ مدار المہام ریاست کو لکھونگا رئیس میرے سوال کا جواب قلم انداز کر جائیگا اور مدار المہام امر واقعی لکھ بھیجے گا مجتہد العصر کو دعا اور یہ خط پڑھا دینا میرن صاحب کو دعا اور کہنا کہ بھلا صاحب تمنے ہمارے خط کا جواب نہیں لکھا ہم بھی تمہارے طرز کا تتبع کرینگے حکیم میر اشرف علی کو دعا کہنا اور کہنا کہ اگر تم میں اور اُن میں راہ و رسم تعزیت و تہنیت ہو تو میر احمد حسین کو خط لکھو اور یہ بھی اُن کو معلوم ہو کہ حفیظ یہاں آیا ہوا ہے قبائل تمہارے نہیں ہیں اگر وہاں کچھ حاصل ہو رسائی تو خیر ورنہ یہاں کیوں نہ چلے آؤ شعر

میں بھولا نہیں تجھکو ملے میری جان کروں کیا کہ یاں گر رہے ہیں مکان

برسات کا حال نہ پوچھو خدا کا قہر ہے قاسم جان کی گلی سعادت خاں کی نہر ہے میں جس مکان میں رہتا ہوں عالم بیگ خاں کے کٹرہ کی طرف کا دروازہ گر گیا مسجد کی طرف کے دالان کو جاتے ہوئے جو دروازہ تھا گر گیا سیڑھیاں گرا چاہتی ہیں صبح بیٹھنے کا حجرہ جھک رہا ہے چھتیں چھلنی ہو گئی ہیں مینہ گھڑی بھر برسے تو چھت گھنٹہ بھر برسے کتابیں قلمدان سب توشہ خانہ پر فرش پہ کہیں لگن رکھا ہوا کہیں

چلبلی دھری ہوئی خط کہاں بیٹھ کر لکھوں پانچ چار دن سے فرصت
ہے مالک مکان کو فکر مرمت آج ایک امن کی صورت نظر آئی کہا کہ
آؤ میر مہدی کے خط کا جواب لکھوں الور کی ناخوشی راہ کی محنت کشی
تپ کی حرارت گرمی کی شرارت یاس کا عالم کثرت اندوہ و غم حال
کی فکر مستقبل کا خیال تباہی کا رنج آوارگی کا ملال جو کچھ کہو وہ کم
ہے بالفعل تمام عالم کا ایک سا عالم ہے سنتے ہیں کہ نومبر میں مہاراجہ
کو اختیار ملیگا مگر وہ اختیار ایسا ہوگا جیسا خدانے خلق کو دیا ہے سب کچھ
اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا آدمی کو بدنام کیا ہے بارے رفع مرض
کا حال لکھو خدا کرے تپ جاتی رہی ہو تندرستی حاصل ہوگئی ہو
میر صاحب کہتے ہیں مصرعہ تندرستی ہزار نعمت ہے +
ہائے ہیش مصرعہ مرزا قربان علی بیگ سالک نے کیا خوب بہم پہنچایا
ہے مجھکو پسند آیا ہے شعر

تنگ دستی اگر نہ ہو سالک تندرستی ہزار نعمت ہے

مجتہد العصر میر سرافراز حسین صاحب کو دعا اہاہا میر افضل حسین
صاحب کہاں ہیں حضرت یہاں تو اس نام کا کوئی نہیں ہے لکھنؤ
کے مجتہد العصر کے بھائی کا نام میرن صاحب تھا جے پور کے مجتہد العصر کے
بھائی میرن صاحب کیوں نہ کہلائیں ہاں بھائی میرن صاحب بھلا انکو ہماری دعا کہنا

۴۳ میر مہدی کے نام

شعر

سر دست ہوا آتش بے دود کجائی ۔۔۔ بے مے نکند در کف من خامہ روائی

میر مہدی صبح کا وقت ہے جاڑا خوب پڑ رہا ہے انگیٹھی سامنے رکھی ہوئی ہے دو حرف لکھتا ہوں آگ تاپتا جاتا ہوں آگ میں گرمی نہیں مگر ہائے آتش سیال کہاں کہ جب دو جرعہ پی لیے فوراً رگ و پے میں دوڑ گئی دل توانا ہو گیا دماغ روشن ہو گیا نفس ناطقہ کو تواجد بہم پہنچا ساقی کوثر کا بندہ اور تشنہ لب ہائے غضب ہائے غضب میاں تم پنشن پنشن کیا کر رہے ہو گورنر جنرل کہاں اور پنشن کہاں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر صاحب کمشنر بہادر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر جب ان تینوں نے جواب دیا ہو تو اُس کا مرافعہ گورنمنٹ میں کروں مجھے تو دربار و خلعت کے لالے پڑے ہیں تم کو پنشن کی فکر ہے یہاں کے حاکم نے میرا نام فرد میں نہیں لکھا میں نے اِس کا اپیل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے یہاں کیا ہے مصرعہ

دیکھیے کیا جواب آتا ہے

بہرحال جو کچھ ہوگا تمکو لکھا جائیگا اجی وہ یوسف ہند نہ سہی یوسف دہر سہی یوسف عصر سہی یوسف کشور سہی اُن کی زلیخا نے ستم برپا کر رکھا ہے

مجھے تو خبر نہیں کہیں حضرت کہہ گئے ہیں کہ میں ساڑھے سات روپیہ مہینہ بھیجے جاؤنگا اب ان کا تقاضا ہے رحیم بخش روز آتا ہے اور کہتا ہے کہ پھوپھا جان کو لکھو کہ پھوپھی جان بھوکی مرتی ہیں خرچ جلد بھیجو ورنہ نالش کی جائیگی اور تم کو گواہ قرار دیا جائیگا بہرحال میرن صاحب کو یہ عبارت پڑھوا دینا میر سرفراز حسین کو دعا میر نصیر الدین کو دعا حکیم میر اشرف علی کو دعا یوسف ہفت کشور کو دعا۔

۸۳ میر مہدی کے نام

سیّد صاحب اچھا ڈھکوسلا نکالا ہے بعد القاب کے شکوہ شروع کر دینا اور میرن صاحب کو اپنا ہمزبان کر لینا میں میر مہدی نہیں کہ میرن صاحب پر مرتا ہوں میر سرفراز حسین نہیں کہ اُن کو پیار کرتا ہوں علی کا غلام اور سادات کا معتقد ہوں اس میں تم بھی آگئے کمال ہے کہ میرن صاحب سے محبت قدیم ہے دوست ہوں عاشق زار نہیں بندۂ مہر و وفا ہوں گرفتار نہیں تمہارے بھائی نے سخت مشوش کیا ہے نعل در آتش کر رکھا ہے ایک سلام اصلاح کے واسطے بھیجا اور لکھا کہ بعد محرم کے میں بھی آؤنگا میں نے سلام رہنے دیا اور منتظر رہا کہ ڈاک میں کیوں بھیجوں وہ آئیں گے تو دیں اُن کو دونگا محرم تمام ہوا آج

سہ شنبہ غرۂ صفر ہے حضرت کا پتا نہیں ظاہرا برسات نے آنے نہ دیا
برسات کا نام آگیا سو پہلے مجملاً سنو ایک غدر کالوں کا ایک ہنگامہ گوروں
کا ایک فتنہ انہدام مکانات کا ایک آفت وبا کی ایک مصیبت کال کی اب
یہ برسات جمیع حالات کی جامع ہے آج اکیسواں دن ہے آفتاب
اس طرح نظر آجاتا ہے جس طرح بجلی چمک جاتی ہے رات کو کبھی کبھی
اگر تارے دکھائی دیتے ہیں تو لوگ اُن کو جگنو سمجھ لیتے ہیں اندھیری
راتوں میں چوروں کی بن آئی ہے کوئی دن نہیں کہ دو چار گھر کی چوری
کا حال نہ سنا جائے مبالغہ نہ سمجھنا ہزارہا مکان گر گئے سیکڑوں آدمی
جا بجا دب کر مر گئے گلی گلی ندی بہ رہی ہے قصہ مختصر وہ انّ کال تھا
کہ مینہ نہ برسا اناج نہ پیدا ہوا یہ پن کال ہے پانی ایسا برسا کہ بوئے ہوئے
دانے بہ گئے جنھوں نے ابھی نہیں بویا تھا وہ بونے سے رہ گئے سُن لیا
دلّی کا حال اس کے سوا کوئی نئی بات نہیں ہے جناب میرن صاحب
کو دعا زیادہ کیا لکھوں۔

میر مہدی کے نام

میری جان تو کیا کہہ رہا ہے بیٹھے سے بیگار بھلی سودیوانہ صبر و تسلیم
و توکل و رضا شیوہ صوفیہ کا ہے مجھ سے زیادہ اس کو کون سمجھے گا جو تم

مجھکو سمجھاتے ہو کیا میں یہ جانتا ہوں کہ ان لڑکوں کی پرورش میں کرتا
ہوں استغفر اللہ لا موثر فی الوجود الا اللہ یا تم یہ سمجھے ہو کہ میں شیخ چلی کی
طرح سے یہ خیال باندھتا ہوں کہ مرغی مول لونگا اور اُسکے انڈے بچے
بیچ کر بکری خریدونگا اور پھر کیا کرونگا اور آخر کیا ہوگا بھائی یہ تو میں نے
اپنا رازِ دل تم سے کہا تھا کہ آرزو یوں تھی اور اب وہ نقش باطل ہوگیا
ایک حسرت کا بیان تھا نہ خواہش کا دیکھا اس پنشن قدیم کا حال میں تو
اس سے ہاتھ دھوئے بیٹھا ہوں لیکن جب تک جواب نہ پاؤں کہیں اور
کیونکر چلا جاؤں حاکم اکبر کے آنے کی خبر گرم ہے دیکھیے کب آئے
آئے تو مجھے بھی دربار میں بلائے یا نہ بلائے خلعت ملے یا نہ ملے اس
بیچ میں ایک اور پیچ آپڑا ہے اُس کو دیکھ لوں اور پھر صرف اِسی کا
انتظار نہیں اس مرحلے کے طے ہونے کے بعد پنشن کے ملنے نہ ملنے
کا تردد بدستور رہیگا سبک سیر کیونکر بنجاؤں کہ یہ سب امور ملتوی چھوڑ
کر نکل جاؤں پنشن جاری ہونے پر بھی تو سوا رامپور کے کہیں ٹھکانا
نہیں ہے وہاں تو جاؤں اور ضرور جاؤں تین برس ثبات قدم اختیار
کیا اب انجام کار میں اضطراب کی کیا وجہ چپکے ہو رہو اور مجھکو کسی
عالم میں غمگین اور مضطر گمان نہ کرو ہر وقت میں جیسا مناسب ہوتا ہے
ویسا دل میں آتا ہے صاحب یہ میرن صاحب نے جو دو سطریں دستخط

خاص نے لکھی تھیں واللہ میں کچھ نہیں سمجھا کہ یہ کس مقدمہ کا ذکر ہے۔

۸۵ منشی ہرگوپال تفتہ تخلص کے نام

شعر

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

بندہ پرور تم کو پہلے یہ لکھا جاتا ہے کہ میرے دوست قدیم میر مکرم حسین صاحب کی خدمت میں میرا سلام کہنا اور یہ کہنا اب تک جیتا ہوں اور اس سے زیادہ میرا حال مجھکو بھی معلوم نہیں مرزا حاتم علی صاحب مہر کی جناب میں میرا سلام کہنا اور یہ میرا شعر میری زبان سے پڑھ دینا شعر

شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب اے تو غائب ز نظر مہر تو ایمان من ست

تمہارے پہلے خط کا جواب بھیج چکا تھا کہ اس کے دو دن یا تین دن کے بعد دوسرا خط پہنچا سنو صاحب جس شخص کو جس شغل کا ذوق ہو اور وہ اس میں بے تکلف عمر بسر کرے اس کا نام عیش ہے تمہاری توجہ مفرط بطرف شعر و سخن کے تمہاری شرافت نفس اور حسن طبع کی دلیل ہے اور بھائی یہ جو تمہاری سخن گستری ہے اس کی شہرت میں میری بھی

تو نام آوری ہے میرا حال اس فن میں اب یہ ہے کہ شعر کہنے کی روش
اور اگلے کہے ہوئے اشعار سب بھول گیا مگر ہاں اپنے ہندی کلام
میں سے ڈیڑھ شعر یعنی ایک مقطع اور ایک مصرعہ یاد رہ گیا ہے سو گاہ
گاہ جب دل اُلٹنے لگتا ہے تب دس پانچ بار یہ مقطع زبان پر آجاتا ہے

شعر

زندگی اپنی اسی ڈھب سے جو گذری غالب ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے

پھر جب سخت گھبراتا ہوں اور تنگ آتا ہوں تو یہ مصرعہ پڑھ کر چپ ہو جاتا
ہوں مصرعہ اے مرگ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے
یہ کوئی نہ سمجھے کہ میں اپنی بے رونقی اور تباہی کے غم میں مرتا ہوں جو
دکھ مجھکو ہے اُس کا تو بیان تو معلوم مگر اُس بیان کی طرف اشارہ
کرتا ہوں انگریزی کی قوم میں سے جو ان روسیاہ کالوں کے ہاتھ سے
قتل ہوئے اُس میں کوئی میرا امیدگاہ تھا اور کوئی میرا شفیق تھا اور
کوئی میرا دوست اور کوئی میرا یار اور کوئی میرا شاگرد ہندوستانیوں
میں کچھ عزیز کچھ دوست کچھ شاگرد کچھ معشوق سو وہ سب کے سب
خاک میں مل گئے ایک عزیز کا ماتم کتنا سخت ہوتا ہے جو اتنے عزیزوں
کا ماتم دار ہو اُس کو زیست کیونکر نہ دشوار ہو ہائے اتنے یار مرے کہ جو اب
میں مروں گا تو میرا کوئی رونے والا بھی نہ ہو گا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

۱۸۶۶ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

نظم

بہت سہی غم گیتی شراب کم کیا ہے　　غلام ساقیِ کوثر ہوں مجھکو غم کیا ہے
سخن میں خامۂ غالب کی آتش افشانی　　یقیں ہے ہمکو بھی لیکن اب اُسمیں دم کیا ہے

علاقۂ محبت ازلی کو برحق مان کر اور حقوق غلامی جناب مرتضیٰ علی کو سچ جان کر ایک بات اور کہتا ہوں کہ بینائی اگرچہ سب کو عزیز ہے مگر شنوائی بھی تو آخر ایک چیز ہے مانا کہ روشناسی اس کے اجارے میں آئی ہے یہ بھی دلیل آشنائی ہے کیا فرض ہے کہ جب تک دید وادید نہ ہولے اپنے کو بیگانۂ یکدگر سمجھیں البتہ ہم تم دوست دیرینہ ہیں اگر سمجھیں سلام کے جواب میں خط بہت بڑا احسان ہے خدا کرے وہ خط جس میں میں نے آپ کو سلام لکھا تھا آپ کی نظر سے گزر گیا ہو اچھا تا اگر نہ دیکھا ہو تو اب مرزا تفتہ سے لیکر پڑھ لیجئے گا اور خط کے لکھنے کے احسان کو اُس خط کے پڑھ لینے سے دوبالا کیجئے گا ہائے میر جان جا کوب کیا جوان مارا گیا ہے سچ ہے اُس کا یہ شیوہ تھا کہ اردو کی فکر کو مانع آتا اور فارسی زبان میں شعر کہنے کی رغبت دلواتا بندہ پرور یہ بھی انہیں میں سے کہ جن کا میں ماتمی ہوں ہزار ہا دوست مر گئے کس کو یاد کروں اور کس سے

فریاد کروں جیوں تو کوئی غمخوار نہیں اور مروں تو کوئی عزادار نہیں غزلیں آپ کی دیکھیں سبحان اللہ چشم بد دور اردو کی راہ کے تو سالک ہو گویا اس زبان کے مالک ہو فارسی سے بھی خوبی میں کم نہیں مشق شرط ہے اگر کہے جاؤ گے لطف پاؤ گے میرا تو بقول طالب آملی اب یہ حال ہے **بیت**

لب از گفتن چناں بستم کہ گوئی | دہن بر چہرہ زخمی بود و بہ شد

جب آپ نے بغیر خط کے بھیجے مجھکو خط لکھا ہو تو کیونکر مجھکو اپنے خط کے جواب کی نہ تمنا ہو پہلے تو اپنا حال لکھیے کہ میں نے سنا تھا آپ کہیں کے صدر امین ہیں پھر آپ اکبر آباد میں کیوں خانہ نشین ہیں اس ہنگامہ میں آپ کی صحبت حکام سے کیسی رہی۔

بنام مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

راجہ بلوان سنگھ کا حال بھی لکھنا ضرور ہے کہ کہاں ہیں اور وہ دو ہزار مہینا جو اُن کو سرکار انگریزی سے ملتا تھا اب بھی ملتا ہے یا نہیں ہائے لکھنؤ کا حال کچھ کھلتا کہ اُس بہارستان پر کیا گذری اموال کیا ہوئے اشخاص کہاں گئے خاندان شجاع الدولہ کے زن و مرد کا انجام کیا ہوا قبلہ و کعبہ حضرت مجتہد العصر کی سرگذشت کیا ہے گمان کرتا ہوں کہ بہ نسبت میرے تم کو کچھ زیادہ آگہی ہو گی امید وار ہوں کہ جواب بہ

معلوم ہے وہ مجھ پر مجہول نہ رہے پتا مسکن مبارک کشمیری بازار سے زیادہ نہیں معلوم ہوا تھا ظاہرا اسی قدر کافی ہوگا ورنہ آپ زیادہ لکھئے مرزا تفتہ کو دعا کہیے گا اور اُنکے اُس خط کے پہنچنے کی اطلاع دیجیے گا جس میں آپ کے خط کی انہوں نے نوید لکھی تھی -

۵۵ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بندہ پرور آپ کا مہربانی نامہ آیا آپ کی مہر انگیز اور محبت آمیز باتوں نے غم بیکسی بھلایا کہاں وحیبان لڑا ہے کہاں سے دستنبو کی مناسبت کے واسطے یہ بیضا ڈھونڈھ نکالا ہے آفرین صد ہزار آفرین تیسرا مصرع اگر یوں ہو تو فقیر کے نزدیک بہت مناسب ہے مصرعہ نامہ خوشبو سال خوبیش ادبیاں مرزا تفتہ کا خط ہاترس سے آیا اُن کے لڑکے بالے اچھے ہیں اب گھبرائیں نہیں وہ آئینی کے آئینی ہیں اگر تمہیں بغیر اُن کے آرام نہیں تو ان کو بغیر تمہارے چین کہاں ۱۲- صاحب اثنا عشری ہوں ہر مطلب کے خاتمہ پر بارہ کا ہندسہ کرتا ہوں خدا کرے میرا بھی خاتمہ اسی عقیدہ پر ہو ہم تم ایک آقا کے غلام ہیں تم جو مجھسے محبت کروگے یا میری غمگساری میں محنت کروگے کیا تم کو غیر جانوں جو تمہارا احسان مانوں تم سراپا مہر و وفا ہو واللہ اسم بامسمیٰ ہو ۱۲ مبالغہ اس کتاب کی تصحیح میں اس واسطے کرتا ہوں کہ عبارت کا ڈھنگ نیا ہے صحیح کا درست پڑھنا بڑی بات ہے اگر غلط ہو جائے تو پھر

وہ عبارت نری خرافات ہے بارے بہ سبب التفات بھائی منشی نبی بخش صاحب
کی صحت الفاظ سے خاطر جمع ہے متوقع ہوں کہ وہ تکلیف سہیں اور ختم کتاب
تک متوجہ رہیں منشی شیونراین صاحب نے کاپی میرے دیکھنے کو بھیجی تھی
سب طرح میرے پسند آئی چنانچہ ان کو لکھ بھیجا ہے اگر ہو سکے تو سیاہی ذرا
اور بھی رنگت کی اچھی ہو ۱۲۔ حضرت چار جلدیں یہاں کے حکام کو دونگا
اور دو جلدیں ولایت کو بھیجونگا اللہ اللہ کیا غفلت ہے اور کیا اعتماد ہے
زندگی پر بہرحال یہ ہوس تھی اور شاید اب بھی ہو کہ ان چھ جلدوں کی کچھ تزئین
اور آرایش کی جاوے آپ اور بھائی صاحب اور ان کا فرزند رشید منشی
عبد اللطیف اور منشی شیونراین یہ چاروں صاحب فراہم ہوں اور باجلاس
کونسل یہ امر تجویز کیا جاوے کہ کیا کیا جاوے معہذا دو دو روپیہ کتاب سے زیادہ
کا مقدور بھی نہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ چار جلدیں چھ روپے میں اور دو
جلدیں چھ روپے میں تیار ہوں پھر سوچتا ہوں کہ یارب آرایش کی
گنجایش کہاں ناچار چار کتابوں کی جلد ڈیڑھ روپیہ کی اور دو کتابوں
کی جلد تین تین روپے کی بنائی جائے قصہ مختصر کچھ کیا جاوے یا یہی کہہ دیا
جاوے کہ تیری رائے کونسل میں مقبول اور صرف جلدوں کی تیاری
منظور ہوئی بارہ روپیہ بھیجدے ۱۲۔ مطالب اور مقاصد تمام ہوئے
اور ہم تم بزبان قلم ہمدگر ہم کلام ہوئے ۱۲۔

۵۹ مرزا حاتم علی مہرؔ تخلص کے نام

بھائی صاحب از روئے تحریر مرزا تفتہ آپ کا چھ کتابوں کی تزئین کی طرف متوجہ ہونا معلوم ہوا پھر بھائی منشی نبی بخش صاحب نے دوبارہ لکھا کہ میں باجمال لکھتا ہوں مفصل مرزا حاتم علی صاحب نے لکھا ہوگا یارب وہ خط ان کے آ گئے مرزا صاحب نے اگر لکھا ہوتا تو ان کا خط کیوں نہ آتا آپ نے حسن اعتقاد سے یوں سمجھا کہ نہ لکھنا بمقتضائے بکدلی ہے جب اپنا کام سمجھ لیے تو مجھکو لکھنا کیا ضرور ہے مگر اس کو کیا کروں کہ جواب طلب باتوں کا جواب نہیں مطلع اخبار آفتاب عالمتاب میں یکم ستمبر ۱۸۵۸ء حال سے حکیم احسن اللہ خاں کا نام لکھوا دینا اور دو نمبروں کا ایک بار بھجوا دینا اور آیندہ ہر ہفتہ اس کے ارسال کا طور ٹھہرا دینا۔ کیوں صاحب یہ امر ایسا کیا دشوار تھا کہ آپ نے نہ کیا اور دشوار تھا تو اس کی اطلاع دینی کیا دشوار تھی ابھی شکایت نہیں کرتا پوچھتا ہوں کہ آیا یہ امور مقتضی شکایت ہیں یا نہیں مرزا تفتہ کے ایک خط میں یہ قصہ لکھ چکا ہوں کیا انہوں نے بھی وہ خط تم کو نہیں پڑھایا ہر چند عقل دوڑائی کوئی درنگ کی وجہ خیال میں نہ آئی اب حصول مدعا سے قطع نظر میں یہ سوچ رہا ہوں کہ دیکھوں چھ مہینے بعد برس دن بعد

اگر مرزا صاحب خط لکھتے ہیں تو اس امر خاص کا جواب کیا لکھتے ہیں
میں بھی شاعر ہوں اگر کوئی مضمون ہوتا تو میرے بھی خیال میں آجاتا
کوئی عذر ایسا میرے ذہن میں نہیں آتا کہ قابل سماعت کے ہو میں بھی
تو دیکھوں تم کیا لکھتے ہو ۱۲

۹۰ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

مرا بسادہ دلیہاے من تواں بخشید
خطا نمودہ ام و چشم آفرین دارم

کل دوشنبہ کا دن ۲۰ ستمبر کی تھی صبح کو میں نے آپ کو شکایت نامہ
لکھا اور بیرنگ ڈاک میں بھیجدیا دوپہر کو ڈاک کا ہرکارہ آیا تمہارا خط
اور ایک مرزا تفتہ کا خط لایا معلوم ہوا کہ جس خط کا جواب میں آپ سے
مانگتا ہوں وہ نہیں پہنچا کچھ شکوہ سے شرمندگی اور کچھ خط کے نہ پہنچنے
سے حیرت ہوئی دوپہر ڈھلے مرزا تفتہ کے خط کا جواب لکھ کر ٹکٹ لگانے
لگا بکس میں سے وہ تمہارے نام کا خط نکل آیا اب میں سمجھا کہ خط
لکھ کر بھول گیا ہوں اور ڈاک میں نہیں بھیجا اپنے نسیان کو لعنت کی اور
چپ ہو رہا متوقع ہوں کہ میرا قصور معاف ہو بعد چاہنے عفو جرم کے
آپ کے کل کے خط کا جواب لکھتا ہوں ۱۲ - سبحان اللہ جلد و ل

کی آرایش کی ان میں کیا اچھی فکر کی ہے میرے دل میں بھی ایسی ہی ایسی
باتیں تھیں یقین ہے کہ متاع شاہوار ہو جائیں گی اہار جھرہ اگر ہو جائیگا
تو حرف خوب چمک جائیں گے اِس کا خیال اُن چار جلدوں میں بھی رہے
بارہ روپے کی ہنڈوی پہنچتی ہے روپیہ وصول کر کر مجھکو اطلاع دیجئے گا
ورنہ میں مشوش رہونگا ۱۲۔ حضرت یہاں دو خبریں مشہور ہیں ان کے
باب میں آپ سے تصدیق چاہتا ہوں ایک تو یہ کہ لوگ کہتے ہیں کہ آگرہ
میں اشتہار جاری ہو گیا ہے اور ڈھنڈورا پٹ گیا ہے کہ کمپنی کا ٹھیکہ
ٹوٹ گیا اور بادشاہی عمل ہندوستان میں ہو گیا دوسری خبر یہ ہے کہ
جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر گورنمنٹ کلکتہ کے چیف سکرتر اکبرآباد
کے لفٹنٹ گورنر بہادر ہو گئے خبریں دونوں اچھی ہیں خدا کرے سچ ہوں اور
سچ ہونا ان کا آپ کے لکھنے پر منحصر ہے ۱۲۔ ہاں صاحب ایک بات اور
ہے اور وہ محل غور ہے میں نے حضرت ملکہ معظمہ انگلستان کی مدح میں
ایک قصیدہ ان دنوں میں لکھا ہے تہنیت فتح ہند اور عملداری شاہی
ساٹھ بیت ہے منظور یہ تھا کہ کتاب کے ساتھ قصیدہ ایک اور کاغذ
مہذب پر لکھ کر بھیجوں پھر یہ خیال آیا کہ دس سطر کے مسطر پر کتاب
لکھی گئی ہے یعنی چھاپہ ہوئی ہے اگر یہ چھ صفحے یعنی تین ورق اور چھپ کے
اُس کتاب کے آغاز میں شامل جلد ہو جائیں تو بات اچھی ہے آپ

اور منشی نبی بخش صاحب اور مرزا تفتہ منشی شیونراین صاحب سے کہکر اسکا
طور درست کریں اور پھر مجھکو اطلاع دیں تو میں مسودہ آپ کے پاس
بھیجدوں جب کتاب سب چھپ چکے تو یہ چھپ جائے دو باتیں ہیں
ایک تو یہ کہ چھپے بعد کتاب کے اور لگایا جائے پہلے کتاب سے۔ دوسرے
یہ کہ اس کی سیاہ قلم کی لوح الگ ہو اور پہلے صفحہ پر جس طرح کتاب کا
نام چھاپتے ہیں اس طرح یہ بھی چھاپا جائے کہ (قصیدہ در مدح
جنا ملکۂ انگلستان خلد اللہ ملکہا) میرا نام کچھ ضرور نہیں کتاب کے پہلے
صفحہ پر تو ہوگا ۱۲۔ ہنڈوی کی رسید اور اس مطلب خاص کا جواب
باصواب یعنی نوید قبول جلد لکھیے ۱۲۔

۹۱ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب خدا تم کو دولت و اقبال روز افزوں عطا کرے
اور ہم تم ایک جگہ رہا کریں خدا کرے قصیدے کے چھاپے کی منظوری
اور ہنڈوی کی رسید آئے گویا صفر کے مہینے میں عید آئے ہنڈوی
کا روپیہ جب چاہو تب منگواؤ اور کتابوں کی لوحیں اور جلدیں موافق
اپنی رائے کے بنوا لو ۱۲۔ اب آپ دو ورقہ کا ڈاک میں بھیجنا موقوف
رکھیں اور کتابوں کی درستی پر ہمت مصروف رکھیں قصیدے کے

مسودے کا ورق مرزا تفتہ کے خط میں پہنچ گیا ہوگا آپ نے اور مرزا تفتہ نے اور بھائی منشی نبی بخش صاحب نے قصیدے کو دیکھا ہوگا قصیدے کا شامل کتاب ہونا بہت ضروری ہے پر دیکھا چاہئے صاحب مطبع کو کیا منظور ہے اگر وہ کاغذ کی قیمت کا عذر کرینگے تو ہم پانچ سات روپے سے اور بھی ان کا بھرنا بھرینگے ۱۲ جناب او منٹن صاحب بہادر سے میں صورت آشنا نہیں کبھی میں نے ان کو کہیں دیکھا نہیں خطوں کی میرے اُن سے ملاقات ہے اور نامہ و پیام کی یوں بات ہے کہ جب کوئی نواب گورنر جنرل بہادر دہلی آتے ہیں تو میری طرف سے ایک قصیدہ بطریق نذر جاتا ہے بذریعہ جناب صاحب بہادر اجنٹ دہلی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ بھجواتا ہوں اور صاحب سکرتر بہادر گورنمنٹ کا خط اُس کی رسید میں بہ سبیل ڈاک پاتا ہوں جب جناب لارڈ کیننگ بہادر نے کرسی گورنری پر اجلاس فرمایا تو میں نے موافق دستور کے قصیدہ ڈاک میں بھجوایا او منٹن صاحب بہادر چیف سکرتر کا جو مجھکو خط آیا تو انہوں نے باوجود عدم سابقہ معرفت میرا القاب بڑھایا قبل ازیں خان صاحب بسیار مہربان دوستان میرا القاب تھا اس قدر شناس نے ازراہ قدرافزائی صاحب مشفق بسیار مہربان مخلصان لکھا اب فرمائیے ان کو کیونکر اپنا محسن اور مربی نہ جانوں

کیا کافر ہوں جو احسان نہ مانوں ۱۲- برخوردار مرزا تفتہ کو دعا کہتا ہوں
بھائی اب میں اس کا منتظر ہوں کہ تم اور مرزا صاحب مجھکو لکھو کہ
لوصاحب دستنبو کا چھاپہ تمام کیا گیا اور قصیدہ چھاپکر ابتدا میں لگا
دیا گیا مادّہ تاریخ میں کیا بُرائی ہے جو تمھارے جی میں یہ بات آئی
ہے کہ مجھ سے بار بار پوچھتے ہو مادّہ اچھا ہے قطعہ لکھوا اور خاتمہ کتاب
پر لگا دو ایک قطعہ مرزا صاحب کا ایک قطعہ تمہارا یہ دونوں قطعے رہیں
اگر وہاں کوئی اور صاحب شاعر ہوں تو وہ بھی کہیں اس عبارت سے
یہ نہ سمجھنا کہ روے سخن ساری خدائی کی طرف ہے بلکہ خاص یہ اشارہ
بھائی کی طرف ہے مولانا حقیر کو توجہ اِس باب میں چاہیئے اور ان کا
نام بھی اس کتاب میں چاہیے ۱۲- اس خط کو لکھ کر بند کر چکا تھا کہ ڈاک
کا ہرکارہ میرے مشفق منشی شیونراین صاحب کا خط لایا بارے
قصیدہ کا مسودہ پہنچ گیا اور منشی صاحب نے اُس کا چھاپنا قبول کیا
یہ تشویش رفع ہو گئی آپ اُن سے میرا سلام کہیے گا اور یہ کہیے گا مصرعہ

شکر را فتہاے تو چند انکہ رافتہاے تو

اور یہ اُن کو اطلاع دیجیے گا کہ اخبار کا لفافہ ہرگز مجھکو نہیں پہنچا ورنہ
کیا امکان تھا کہ میں اُس کی رسید نہ لکھتا ۱۲-

۹۲ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب آپ کے خامۂ مشکبار کی صریر نے کتابوں کی لوح طلائی کا آوازہ یہاں تک پہنچایا بلکہ مجھکو ان کی لوحوں کا ہر خط طلائی مانند شعاع آفتاب نظر آیا کیا پوچھنا ہے اور کیا کہنا ہے مجھکو تو بموجب اِس مصرع کے **مصرعہ** خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست

دل میں خوش ہو کر چپ رہنا ہے حضرت مدح کو ایک موقع ضرور ہے مجھکو آپ کے حکم کا بجا لانا منظور ہے اس نذر کے بھیجنے کے بعد جب کوئی ان کا عنایت نامہ آئیگا تو بندہ درگاہ مدح گستری کا جوہر دکھائیگا اُس نظم میں آپ کا ذکر خیر بھی آجائیگا اب یہ تو فرمائیے کہ مدت انتظار کب انجام پائے گی اور کتابوں کی روانگی کی خبر مجھکو کب آئیگی آپ کی فرط توجہ کا سب طرح یقین ہے۔ سیاہ قلم کی پانچوں لوحیں بھی اگر بن گئی ہوں تو کچھ عجب نہیں ہے جلدوں کا بنانا البتہ چھاپے کے اختتام پر موقوف ہے معلوم تو ہوتا ہے کہ بھائی نبی بخش صاحب اور ہمارے شفیق منشی شیونرائن صاحب کی ہمت اُس کے انجام ہونے پر مصروف ہے یارب اِسی اکتوبر کے مہینے میں یہ کام انجام پاجائے اور چالیس جلدوں کا پشتارہ میرے پاس آجائے ۱۲-

مرزا تفتہ کو کیا دوں اور کیا لکھوں مگر دعا دوں اور دعا لکھوں صاحب اب ڈھیل نہ کرو کام میں تعجیل کرو مصرعہ

اے ز فرصت بیخبر درہر چہ باشی زود باش

خدا کرے نثر کی تحریر انجام پا گئی ہو اور قصیدہ کے چھاپنے کی نوبت آگئی ہو قصیدہ کا نثر سے پہلے لگانا از راہ کرم و اعزاز ہے ورنہ نثر میں صنعت اور نظم کا اور انداز ہے یہ اس کا دیباچہ کیوں ہو بلکہ صورت ان دونوں کے اجماع کی یوں ہو کہ سر رشتہ آمیزش توڑ دیا جاوے اور قصیدے کے اور دستنبو کے بیچ میں ایک ورق سادہ چھوڑ دیا جائے ۱۲ - راے امید سنگھ کا اگر کوئی خط اندور سے آیا ہو تو مجھکو بھی آگہی دو چاہو تمہیں ابتدا کرو اور ایک خط ان کو لکھو اور اُس کا پرداز اس بات پر رکھو کہ اب وہ کتابیں تیار ہونے کو آئی ہیں آپ کی خدمت میں کہاں بھیجی جائیں اور کیا پتا لکھا جائے یہ خط جواب طلب ہو جائیگا اور ان کو جواب لکھنا پڑیگا۔

۹۳ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

مرزا صاحب میں نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلہ کو مکالمہ بنا دیا ہے ہزار کوس سے بزبان قلم باتیں کیا کرو ہجر میں وصال کے مزے

لیا کرو کیا تم نے مجھ سے بات کرنے کی قسم کھائی ہے اتنا تو کہو کہ یہ کیا بات تمہارے جی میں آئی برسوں ہو گئے کہ تمہارا خط نہیں آیا نہ اپنی خیر و عافیت لکھی نہ کتابوں کا بیورا بھجوایا ہاں مرزا تفتہ نے ہاترس سے یہ خبر دی ہے کہ پانچ ورق پانچ کتابوں کے آغاز کے ان کو دے آیا ہوں اور انہوں نے سیاہ قلم کی لوحوں کی تیاری کی ہے یہ تو بہت دن ہوئے جو تم نے خبر دی ہے کہ دو کتابوں کی طلائی لوح مرتب ہو گئی ہے پھر اب ان دو کتابوں کی جلدیں بن جانے کی کیا خبر ہے اور ان پانچ کتابوں کے تیار ہونے میں دیر نگ کس قدر ہے مہتمم مطبع کا خط پرسوں آیا تھا وہ لکھتے ہیں کہ "تمہاری چالیس کتابیں بعد منہائی لینے سات جلدوں کے اسی ہفتہ میں تمہارے پاس پہنچ جائیں گی" اب حضرت ارشاد کریں کہ یہ سات جلدیں کب آئیں گی ہر چند کاریگروں کے دیر لگانے سے تم بھی مجبور ہو مگر ایسا کچھ لکھو کہ آنکھوں کی نگرانی اور دل کی پریشانی دور ہو خدا کرے اُن ۳۳ منتقلین جلدوں کے ساتھ یا دو تین روز آگے پیچھے یہ سات جلدیں آپ کی عنایتی بھی آئیں تا خاص و عام کو جا بجا بھیجی جائیں میرا کلام میرے پاس کبھی کچھ نہیں رہا ضیاء الدین خاں اور حسین مرزا جمع کر لیتے تھے جو میں نے کہا انہوں نے لکھ لیا اُن دونوں کے گھر لٹ گئے ہزاروں

روپے کے کتاب خانے برباد ہوئے اب میں اپنے کلام کے دیکھنے کو ترستا ہوں کئی دن ہوئے کہ ایک فقیر کہ وہ خوش آواز بھی ہے اور زمزمہ پرداز بھی ہے ایک غزل میری کہیں سے لکھوالیا اُس نے وہ کاغذ جو مجھکو دکھایا یقین سمجھنا کہ مجھکو رونا آیا غزل تم کو بھیجتا ہوں اور صلہ میں اس کے اِس خط کا جواب چاہتا ہوں۔

غزل

درد منت کش دوا نہ ہوا
میں نہ اچھا ہوا بُرا نہ ہوا

جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو
اک تماشا ہوا گلہ نہ ہوا

رہزنی ہے کہ دلستانی ہے
لیکے دل دلستاں روانہ ہوا

ہے خبر گرم اُن کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

زخم گر دب گیا لہو نہ تھما
کام گر رک گیا روانہ ہوا

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھاکے بے مزا نہ ہوا

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

جان دی دی ہوئی اُسکی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں
آج غالب غزل سرا نہ ہوا

۹۴ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب مطبع میں سے سادہ کتابیں یقین ہے کہ آج کل بھیجی جائیں اور پس و پیش سات جلدیں آپ کی بھنوائی ہوئی بھی آئیں بالفعل ایک اور عقدہ سر رشتہ خیال میں پڑا ہے یعنی از روے اخبار مفید خلایق ذہن یوں لڑا ہے کہ اس ہفتہ میں جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر آگرہ آئیں گے اور وسادہ لفٹنٹ گورنری پر اجلاس فرمائیں گے اس صورت میں اغلب ہے کہ ولیم میور صاحب بہادر ان کی جگہ چیف سکرتر بن جائیں گے پھر دیکھئے کہ یہ محکمہ لفٹنٹ گورنری میں اپنا سکر ترکس کو بنائیں گے میر منشی اس محکمہ کے تو وہی منشی غلام غوث خاں رہیں گے دیکھیے ہمارے منشی مولوی قمر الدین خاں کہاں رہیں گے بہر حال آپ سے یہ استدعا ہے کہ پہلے کتابوں کا حال لکھیے اور پھر جدا جدا جواب ہر سوال کا لکھیے جب تک اڈمنسٹن صاحب بہادر چیف سکرتر تھے تو یہ خیال میں تھا کہ ان کی نذر اور نواب گورنر جنرل بہادر کی نذر یعنی دو کتابیں مع اپنے خط کے اُن کے پاس بھیجوں گا اب حیران ہوں کہ کیا کروں آیا اُن کی جگہ سکرتر کون ہوا اور یہ جو لفٹنٹ گورنر ہوے تو انھوں نے سکر ترکس کو کیا میر منشی لفٹنٹ گورنر کا کون رہا

اور گورنر جنرل کا میر منشی کون ہے جو آپ کو معلوم ہو وہ اور جو نہ معلوم ہو وہ دریافت کر کر لکھیے قمرالدین خاں کا حال ضرور میر منشی غلام غوث خاں کا حال پر ضرور لکھنا بھائی میرے سر کی قسم اس خط کا جواب ضرور لکھنا اور مفصل لکھنا اور ایسا واضح لکھنا کہ مجھ سا کند ذہن اچھی طرح اُس کو سمجھ لے زیادہ کیا لکھوں۔

۹۵ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی جان کل جو جمعہ روز مبارک سعید تھا گویا میرے حق میں روز عید تھا۔ چار گھڑی دن رہے نامہ فرحت فرجام اور چار گھڑی کے بعد وقت شام

بیت

سات جلدوں کا پارسل پہنچا واہ کیا خوب برمحل پہنچا

آدمی کو موافق اس کی تمنا کے آرزو برآنی بہت محال ہے میری آرزو ایسی برآئی کہ برتر از وہم و خیال ہے بتاؤ تو میرے تصور میں بھی نہیں گذرتا تھا میں تو صرف اسی قدر خیال کرتا تھا کہ جلدیں بندھی ہوئی دو کی لوحیں زریں اور پانچ کی لوحیں سیاہ قلم کی ہونگی واللہ اگر تصور میں بھی گذرتا ہو کہ کتابیں اس رقم کی ہونگی جب تک جہان ہے تم جہان میں رہو ائمہ اطہار علیہم السلام کی امان میں رہو میرا مقصود

یہ تھا کہ ایک کتاب مثل اُن چار کے بن جائے نہ یہ کہ دو کتابوں کا سا رنگ دکھلائے اب میں حیران ہوں کہ آیا شمار ائمہ نے اُن بارہ روپے میں برکت دی یا کچھ تمہارا روپیہ صرف ہوا دو پارسلوں کا محصول دو رجسٹریوں کا محصول تین کتابوں کی لوحیں طلائی یہ ساری بات اُس روپے میں کس طرح بن آئی اور کیونکر معلوم کروں کس سے پوچھوں خدا کرے تم تکلّف نہ کرو اور اس امر کے اظہار میں توقف نہ کرو حقانی آدمی کو بغیر حال معلوم ہوئے آرام نہیں آتا جہاں محبتیں دینی اور روحانی ہوں وہاں تکلّف کام نہیں آتا زیادہ اس سے کہ شکر گذار ہوں اور شرمسار ہوں کیا لکھوں مصرعہ

چارہ خاموشیست چیزے راکہ از تحسیں گذشت

۹۶ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بندہ پرور آپ کا خط کل پہنچا آج جواب لکھتا ہوں داد دینا کتنا شتاب لکھتا ہوں مطالب مندرجہ کے جواب کا بھی وقت آتا ہے پہلے تم سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ برابر کئی خطوں میں تم کو غم و اندوہ کا شکوہ گزار پایا ہے پس اگر کسی بے درد پہ دل آیا ہے تو شکایت کی کیا گنجایش ہے بلکہ یہ غم تو نصیب دوستاں در خور افزایش ہے

بقول غالب علیہ الرحمۃ **بیت**

کسی کو دیکے دل کوئی نوا سنجِ فغاں کیوں ہو

نہ ہو جب دل ہی پہلو میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو

ہے ہے حسن مطلع یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے **مصرعہ**

ہوا تو دوست جس کا اُس کا دشمن آسماں کیوں ہو

افسوس ہے کہ اس غزل کے اور اشعار یاد نہ آئے ۱۲ - اور اگر خدا
نخواستہ باشد غم دنیا ہے تو بھائی ہمارے ہمدرد ہو ہم اس بوجھ کو
مردانہ اُٹھا رہے ہیں تم بھی اُٹھاؤ اگر مرد ہو بقول غالب مرحوم **شعر**

دلا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر — نہ گریۂ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے

سحر ہو گی - خبر ہو گی - اس زمین میں یعنی وہ **شعر**

تمہارے واسطے دل سے مکاں کوئی نہیں بہتر

جو آنکھوں میں تمہیں رکھوں تو ڈرتا ہوں نظر ہو گی

کتنا خوب ہے اُردو کا کیا اچھا اسلوب ہے قصیدے کا مشتاق ہوں
خدا کرے جلد چھپا پایا جائے تو ہمارے دیکھنے میں بھی آئے کیا کہیے بھلا
کہیے - یہ زمین ایک بار یہاں طرح ہوئی تھی مگر بحر اور ہی تھی غالب

اشعار

کہوں جو حال تو کہتے ہو مدعا کہیے — تمہیں کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہیے

رہے نہ جان تو قاتل کو خوں بہا دیجے کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے
سفینہ جبکہ کنارے پر آ لگا غالب خدا سے کیا ستم و جور نا خدا کہیے

اور وہ جو فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن یہ بحر ہے اس میں ایک میرا قطعہ ہے کہ وہ میں نے کلکتہ میں کہا تھا تقریب یہ کہ مولوی کرم حسین صاحب ایک میرے دوست تھے انہوں نے ایک مجلس میں چکنی ڈلی بہت پاکیزہ اور بے ریشہ اپنے کف دست پر رکھ کر مجھسے کہا کہ اسکی کچھ تشبیہات نظم کیجئے میں نے وہاں بیٹھے بیٹھے نو دس شعر کا قطعہ کہہ کر ان کو دیا اور صلہ میں وہ ڈلی اُن سے لی اب سوچ رہا ہوں جو شعر یاد آتے جاتے ہیں لکھتا جاتا ہوں **قطعہ**

ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہیے
خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیے
اخترِ سوختۂ قیس سے نسبت دیجے
خالِ مشکینِ رخِ دل کشِ لیلےٰ کہیے
حجر الاسود دیوار حرم کیجے فرض
نافہ آہوئے بیابانِ ختن کا کہیے

صومعہ میں اسے ٹھہرائیے گر مہر نماز
میکدے میں اسے خشتِ خم صہبا کہیے
مسی آلودہ سر انگشت حسیناں لکھیے
سرِ پستان پری زادسے مانا کہیے

غرض کہ بیس بائیس پھبتیاں ہیں اشعار سب کب یاد آتے ہیں آخر کی بیت یہ ہے

بیت

اپنے حضرت کے کفِ دست کو دل کیجیے فرض
اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے

لو حضرت آپ کے خط کے جواب نے انجام پایا اب میرا دردِ دل سنو "برخوردار منشی شیو نراین نے میرے دو خطوں کا جواب نہیں لکھا اور وہ خطوط جواب طلب تھے تم اُن کو میری دعا کہیو اور کہیو کہ میاں میرا کام بند ہے اُس مطلب خاص کا جواب جلد لکھو یعنی اگر وہ کتاب بن چکی ہے تو جلد بھیجو اور اگر اُس کے بھیجنے میں دیر ہی ہو تو یہہ لکھ بھیجو کہ وہ سیاہ قلم کی لوح کی ہے یا طلائی ۱۲۔

۹۵ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

خدا کا شکر بجالاتا ہوں کہ آپ کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں مرزا تفتہ کا

خط جو آپ نے نقل کر کر بھیجدیا ہے میں نے منشی شیو نرائن کا بھیجا ہوا
اصل خط دیکھ لیا ہے اگر تم مناسب جانو تو ایک بات میری مانو رقعات
عالمگیری یا انشاء خلیفہ اپنے سامنے رکھ لیا کرو جو عبارت اُس سے
پسند آیا کرے وہ خط میں لکھ دیا کرو خط مفت میں تمام ہو جایا کریگا اور
تمہارے خط کے آنے کا نام ہو جایا کریگا اگر کبھی کوئی قصیدہ کہا
اُس کا دیکھنا مشاہدہ اخبار پر موقوف رہا **مصرعہ**

براتِ عاشقاں بر شاخ آہو

واقعی جو اخبار آگرہ سے دلّی آتے ہیں وہ میرے سامنے پڑھے جاتے
ہیں صاحب ہوش میں آؤ اور مجھکو بتاؤ کہ یہاں جو پارسیوں کی دوکانوں
میں فرنج اور شامپین کے درجن دھرے ہوئے ہیں یا ساہوکاروں
کے اور جوہریوں کے گھر روپے اور جواہر سے بھرے ہوئے ہیں
میں کہاں وہ شراب پینے جاؤنگا اور وہ مال کیونکر اُٹھاؤنگا بس
اب زیادہ باتیں نہ بنائیے اور وہ قصیدہ مجھکو بھجوائیے میں نے
کتابیں جا بجا بسبیل پارسل ارسال کی ہیں اگرچہ پہنچنے کی خبر پائی ہے
مگر نوید قبول ابھی کہیں سے نہیں آئی ہے **شعر**

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

دیکھنا بھائی اس غزل کا مطلع کیا ہے

غزل

جور سے باز آئیں پر باز آئیں کیا
کہتے ہیں ہم تجھکو مُنہ دکھلائیں کیا

موجِ خوں سر سے گذر ہی کیوں نہ جائے
آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا

لاگ ہو تو اُسکو ہم سمجھیں لگاؤ
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا

پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

غزل ناتمام

غزل

ہے بسکہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اور
کرتے ہیں محبت تو گذرتا ہے گماں اور

تم شہر میں ہو تو ہمیں کیا غم جب اُٹھیں گے
لے آئیں گے بازار سے جاکر دل و جاں اور

لوگوں کو ہے خورشید جہانتاب کا دھوکا
ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغ نہاں اور

ابرو سے ہے کیا اُس نگہ ناز کو پیوند
ہے تیر مقرر مگر اُس کی ہے کماں اور

یارب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل اُن کو جو نہ دے مجھکو زباں اور

ہرچند سبکدست ہوئے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہیں سنگ گراں اور

پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے
رُکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور
مرتا ہوں اس آواز پہ ہر چند سر اُڑ جائے
جلّاد کو لیکن وہ کہے جائیں کہ ہاں اور
ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

دوشنبہ کا دن ۲۰ دسمبر کی صبح کا وقت ہے انگیٹھی رکھی ہوئی ہے آگ تاپ رہا ہوں اور خط لکھ رہا ہوں یہ اشعار یاد آگئے تم کو لکھ بھیجے والسلام ـ

۹۸ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب تمہارا خط اور قصیدہ پہنچا اصل خط تمہارا لفافہ میں لپیٹ کر مرزا تفتہ کو بھیج دیا تاکہ حال اُن کو مفصل معلوم ہو جائے بعد اس رپورٹ کے تم کو تہنیت دیتا ہوں پروردگار بہ تصدق ائمہ اطہار یہ پیش آمد اقبال تم کو مبارک کرے اور منصبہائے خطیر اور مدارج عظیم کو پہنچاوے واقعی تم نے بڑی جرأت کی فی الحقیقت اپنی جان پر کھیلے تھے بات پیدا کی مگر اپنی مردی و مردانگی سے

دولت کا ہاتھ آنا مع نیک نامی اس سے بہتر کوئی بات نہیں اب یقین ہے کہ خدمت منصفی ملے اور جلد ترقی کرو ایسا کہ سال آیندہ تک چشم بد دور صدر الصدور ہو جاؤ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ معلی نے تمہارا ذکر مجھ سے کیا تھا اور وہ اشعار جو تم نے اس کے حسن کے وصف میں لکھے تھے تمہارے ہاتھ کے لکھے ہوئے مجھکو دکھائے تھے اب ایک یہ زمانہ ہے کہ طرفین سے نامہ و پیام آتے جاتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن بھی آجائیگا کہ ہم تم باہم بیٹھیں اور باتیں کریں قلم بیکار ہو جائے زبان بر سر گفتار آئے ۱۲- انشاء اللہ خاں کا بھی قصیدہ میں نے دیکھا ہے تم نے بہت بڑھکر لکھا ہے اور اچھا سماں باندھا ہے زبان پاکیزہ مضامین اچھوتے معانی نازک مطالب کا بیان دل نشین ہے زیادہ کیا لکھوں۔

۹۹ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

شعر

خود شکوہ دلیل رفع آزار بس است　　آید بزبان ہر آنچہ از دل برود

بندہ پرور فقیر شکوہ سے برا نہیں مانتا مگر شکوہ کے فن کو سوا میرے کوئی نہیں جانتا شکوہ کی خوبی یہ ہے کہ راہ راست سے منہ نہ موڑے

اور مہدا دوسرے کے واسطے جواب کی گنجایش نہ چھوڑے کیا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھکو آپ کا فرخ آباد جانا معلوم ہو گیا تھا اس واسطے آپ کو خط نہیں لکھا تھا کیا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اِس عرصہ میں کئی خط بھجوائے اور وہ اُلٹے پھر آئے اب شکوہ کاہے کو کرتے ہیں اپنا گناہ میرے ذمہ دھرتے ہیں نہ جاتے وقت لکھا کہ میں کہاں جاتا ہوں نہ وہاں جاکر لکھا کہ میں کہاں رہتا ہوں کل آپ کا مہربانی نامہ آیا آج میں نے اُس کا جواب بھجوایا کہیے اپنے دعوی میں صادق ہوں یا نہیں پس دردمندوں کو زیادہ ستانا اچھا نہیں مرزا تفتہ سے آپ فقط ان کے خط نہ لکھنے کے سبب سرگراں ہیں میں یہ بھی نہیں جانتا کہ ان دنوں میں وہ کہاں ہیں آج توکلت علی اللہ سکندرآباد خط بھیجتا ہوں دیکھوں کیا دیکھتا ہوں۔

۱۰۰ مرزا حاتم علی مہرؔ تخلص کے نام

شعر

شرط اسلام بود ورزش ایماں بالغیب
اے تو غائب ز نظر مہر تو ایمان من ست

حلیۂ مبارک نظر افروز ہوا جانتے ہو کہ مرزا یوسف علی خاں عزیز نے جو کچھ

تم سے کہا اُس کا منشا کیا ہے کبھی میں نے بزم احباب میں کہا ہوگا کہ مرزا
حاتم علی کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے سنتا ہوں کہ وہ طرحدار آدمی ہیں اور
بھائی تمہاری طرحداری کا ذکر میں نے مغل جان سے سنا تھا جس زمانے
میں کہ وہ نواب حامد علی خاں کی نوکر تھی اور ان میں مجھ میں بے تکلفانہ
ربط تھا تو اکثر مغل سے پہروں اختلاط ہوا کرتے تھے اُس نے تمہارے
شعر اپنی تعریف کے بھی مجھکو دکھائے ہیں بہرحال تمہارا حلیہ دیکھ کر
تمہارے کشیدہ قامت ہونے پر مجھکو رشک نہ آیا کس واسطے کہ میرا
قد بھی درازی میں انگشت نما ہے تمہارے گندمی رنگ پر رشک نہ آیا
کس واسطے کہ جب میں جیتا تھا تو میرا رنگ چنپئی تھا اور دیدہ ور لوگ
اُس کی ستایش کیا کرتے تھے اب جو کبھی مجھ کو وہ اپنا رنگ یاد آتا ہے
تو چھاتی پر سانپ سا پھر جاتا ہے ہاں مجھ کو رشک آیا اور میں نے
خون جگر کھایا تو اس کلمہ پر کہ (ڈاڑھی خوب گھٹی ہوئی ہے) وہ مزے
یاد آگئے کیا کہوں جی پر کیا گذری بقول شیخ علی حزیں شعر

تا دسترسم بود زدم چاک گریباں   شرمندگی از خرقۂ پشمینہ ندارم

جب ڈاڑھی مونچھ میں سفید بال آگئے تیسرے دن چیونٹی کے انڈے
گالوں پر نظر آنے لگے اس سے بڑھ کر یہ ہوا کہ آگے کے دو دانت ٹوٹ
گئے ناچار مسی بھی چھوڑ دی اور ڈاڑھی بھی مگر یہ اور سنیے کہ اس بھونڈے

شہر میں ایک عام وردی ہے ملّا حافظ۔ بساطی۔ نیچہ بند۔ دھوبی۔ سقہ۔ بھٹیارا۔ جولاہہ۔ کنجڑا۔ منہ پر ڈاڑھی سر پر بال فقیر نے جس دن ڈاڑھی رکھی اُسی دن سر منڈایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا بک رہا ہوں ۱۲۔ بندہ نے دستنبو جناب اشرف الامرا جارج فریڈرک ولمنٹسٹن صاحب لفٹننٹ گورنر بہادر غرب و شمال کی نذر بھیجی تھی سو اُنکا فارسی خط محررہ ۲۹ مارچ مشتمل بر تحسین و آفرین و اظہار خوشنودی بطریق ڈاک آگیا پھر میں نے تہنیت میں لفٹننٹ گورنری کے قصیدہ فارسی بھیجا اُس کی رسید میں نظم کی تعریف اور اپنی رضامندی پر متضمن خط فارسی بہ سبیل ڈاک مرقومہ چہار وہم آگیا پھر ایک قصیدہ فارسی مدح اور تہنیت میں جناب رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں بواسطۂ صاحب کمشنر بہادر دہلی بھیجا تھا کل اُن کا مُہری خط بذریعہ صاحب کمشنر بہادر دہلی آگیا پنشن کے باب میں ابھی کچھ حکم نہیں اسباب توقع کے فراہم ہوتے جاتے ہیں دیر آید درست آید۔ اناج کھاتا ہی نہیں ہوں آدھ سیر گوشت دن کو اور پاؤ بھر شراب رات کو مل جاتی ہے شعر

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے ۔۔۔ تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

اگر ہم فقیر سمجھے ہیں اور اس غزل کے طالب کا ذوق پکا ہے تو یہ غزل اس خط سے پہلے پہنچ گئی ہوگی رہا سلام وہ اب پہنچا دیں گے۔

بنام مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

جناب مرزا صاحب آپ کا غم افزا نامہ پہنچا میں نے پڑھا
یوسف علی خاں عزیز کو پڑھوا دیا انہوں نے جو میرے سامنے اُس
مرحومہ کا اور آپ کا معاملہ بیان کیا یعنی اُس کی اطاعت اور تمہاری
اُس سے محبت سخت ملال ہوا اور رنج کمال ہوا سنو صاحب شعرا
میں فردوسی اور فقرا میں حسن بصری اور عشاق میں مجنوں یہ تین آدمی
تین فن میں سر دفتر اور پیشوا ہیں شاعر کا کمال یہ ہے کہ فردوسی ہو جاوے
فقیر کی انتہا یہ ہے کہ حسن بصری سے ٹکر کھاوے عاشق کی نمود یہ ہے
کہ مجنوں کی ہم طرحی نصیب ہوئے لیلیٰ اُس کے سامنے مری تھی
تمہاری محبوبہ تمہارے سامنے مری بلکہ تم اُس سے بڑھ کر ہوئے
کہ لیلیٰ اپنے گھر میں اور تمہاری معشوقہ تمہارے گھر میں مری بھئی مغل بچے
بھی غضب ہوتے ہیں جس پر مرتے ہیں اُس کو مار رکھتے ہیں میں بھی
مغل بچہ ہوں عمر بھر میں ایک بڑی ستم پیشہ ڈومنی کو میں نے بھی
مار رکھا ہے خدا اُن دونوں کو بخشے اور ہم تم دونوں کو بھی کہ زخم
مرگ دوست کھائے ہوئے ہیں مغفرت کرے چالیس بیالیس
برس کا یہ واقعہ ہے باآنکہ یہ کوچہ چھٹ گیا اس فن سے بیگانہ محض ہوں

بیگانہ محض ہو گیا لیکن اب بھی کبھی کبھی وہ ادائیں یاد آتی ہیں اُس کا
مرا زندگی بھر نہ بھولونگا جانتا ہوں کہ تمہارے دل پر کیا گذرتی ہوگی
صبر کرو اور اب ہنگامہ سازی عشق مجازی چھوڑو **بیت**

سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی عشق محمدؐ بس ست و آل محمدؐ

اللہ بس ماسوائے ہوس۔

۱۰۲ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

مرزا صاحب ہم کو یہ باتیں پسند نہیں پینسٹھ برس کی عمر ہے پچاس
برس عالم رنگ و بو کی سیر کی ہے ابتدائے شباب میں ایک مرشد کامل
نے یہ نصیحت کی ہے کہ ہم کو زہد و ورع منظور نہیں ہم مانع فسق و فجور
نہیں پیو کھاؤ مزے اُڑاؤ مگر یہ یاد رہے کہ مصری کی مکھی بنو شہد کی مکھی
نہ بنو سو میرا اس نصیحت پر عمل رہا ہے کسی کے مرنے کا وہ غم کرے
جو آپ نہ مرے کیسی اشک فشانی کہاں کی مرثیہ خوانی آزادی کا شکر بجا لاؤ
غم نہ کھاؤ اور اگر ایسے ہی اپنی گرفتاری سے خوش ہو تو چنا جان
نہ سہی منا جان سہی میں جب بہشت کا تصوّر کرتا ہوں اور سوچتا ہوں
کہ اگر مغفرت ہو گئی اور ایک قصر ملا اور ایک حور ملی اقامت جاودانی
ہے اور اُسی ایک نیکبخت کے ساتھ زندگانی ہے اس تصوّر سے جی گھبراتا

ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے ہے ہے وہ حور اچیرن ہو جائیگی طبیعت کیوں
نہ گھبرائیگی وہی زمرّدین کاخ اور وہی طوبیٰ کی ایک شاخ چشم بد دور
وہی ایک حور بھائی ہوش میں آؤ کہیں اور دل لگاؤ **بیت**

زن نو کن اے دوست در ہر بہار　　کہ تقویم پارینہ ناید بکار

مرزا مظہر کے اشعار کی تضمین کا مسدّس دیکھکر فکر سراپا پسند فقیر بہمہ
جہت ناپسند اپنے نام کا خط مع اُن اشعار کے مرزا یوسف علی خاں
عزیز کے حوالہ کیا ۱۲۔ مکرمی نواب محمد علی خاں صاحب کی خدمت
میں سلام عرض کرتا ہوں پروردگار ان کو سلامت رکھے ۱۲۔ مولوی
عبد الوہاب صاحب کو میرا سلام دیں دیکے مجھسے فارسی عبارت میں
خط لکھوایا میں منتظر رہا کہ آپ لکھنؤ بھائیں گے وہ عبارت جناب
قبلہ و کعبہ کو دکھائیں گے ان کے مزاج اقدس کی خیر و عافیت مجھکو
رقم فرمائیں گے میں کیا جانوں کہ حضرت میرے وطن میں جلوہ افروز ہیں

مصرعہ یار در خانہ و ما گرد جہاں میگردیم

اب مجھے ان سے یہ استدعا ہے کہ دستخط خاص سے مجھکو خط
لکھیں اور لکھنؤ نہ جانے کا سبب اور جناب قبلہ و کعبہ کا حال
جو کچھ حال معلوم ہو اِس خط میں درج کریں۔

۳۳۔ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

صاحب میرے عہدۂ وکالت مبارک ہو موکلوں سے کام لیا کیجیے پریوں کو تسخیر کیا کیجیے مثنوی پہنچی جھوٹ بولنا میرا شعار نہیں کیا خوب بول چال ہے انداز اچھا بیان اچھا روزمرہ صاف جنبشیوں کا استغنا کیا کہوں کیا مزہ دے رہا ہے ؎

نظم صاحب پھسوڑے میں پھنسایا چھٹا بیگم نے بے حرمت کرایا

اس مثنوی نے اگلی مثنویوں کو تقویم پارینہ بنا دیا ۱۲۔ بیان بخشایش ہم گنہگاروں تک کیوں پہنچے گا مگر ہاں اس راہ سے مصرعہ

کہ مستحق کرامت گناہگار انند

بخشش کا متوقع ہوں میں ابھی تک یہ بھی نہیں سمجھا کہ وہ نسخہ نظم ہے یا نثر ہے اور مضمون اس کا کیا ہے مرزا یوسف علی خاں آٹھ دس مہینے سے مع عیال واطفال اسی شہر میں مقیم ہیں ایک ہندو امیر کے گھر پہ مکتب کا سا طور کر لیا ہے میرے مسکن کے پاس ایک مکان کرایہ کو لے لیا ہے اس میں رہتے ہیں اگر ان کو خط بھیجو تو میرے مکان کا پتا لکھ دینا اور یہ بھی آپ کو معلوم رہے کہ میرے خط کے سرنامہ پر محلہ کا نام لکھنا ضرور نہیں شہر کا نام اور میرا نام قصہ تمام ہاں بیا

عزیز کے خط پر میرے مکان کے قریب کا پتا ضرور رہے دور وز سے شجاع مہر کو دیکھ رہے ہیں اکثر تمہارا ذکر خیر رہتا ہے وہ نواب ہر وقت نہیں تشریف رکھتے ہیں رات کو تو پھر چھ گھڑی کی نشست روز رہتی ہے ابھی یہیں سے اٹھکر مکتب کو گئے ہیں تم کو سلام کہتے ہیں اور شجاع مہر کے مداح اور بیان بخشایش کے مشتاق ہیں۔

۱۰۴ نواب انور الدولہ بہادر شفق کے نام

شعر

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق

ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

خداوند نعمت آج دوشنبہ ۱۶ رمضان کی اور ۱۵-فروری کی ہے اس وقت کہ بارہ پر تین بجے ہیں عطوفت نامہ پہنچا ادھر پڑھا ادھر جواب لکھا ڈاک کا وقت نہ رہا خط کو معنون کر رکھتا ہوں کل سہ شنبہ ۱۶ فروری کو ڈاک میں بھجوا دونگا سال گذشتہ مجھ پر سخت گذرا ۱۲-۱۳ مہینے صاحب فراش رہا اٹھنا دشوار تھا چلنا پھرنا کیسا نہ تپ نہ کھانسی نہ اسہال نہ فالج نہ لقوہ ان سب سے بدتر ایک صورت پر کدورت یعنی احتراق کا مرض مختصر یہ کہ سر سے پانوں تک

بارہ پھوڑے ہر پھوڑا ایک زخم اور ہر زخم ایک غار ہر روز بے مبالغہ ۱۲، ۱۳ پھائے اور پاؤ بھر مرہم درکار نو دس مہینے بے خور و خواب رہا ہوں اور شب و روز بیتاب راتیں یوں گذری ہیں کہ اگر کبھی آنکھ لگ گئی دو گھڑی غافل رہا ہونگا کہ ایک آدھ پھوڑے میں ٹیس اُٹھی جاگ اُٹھا تڑپا کیا پھر سو گیا پھر ہوشیار ہو گیا سال بھر میں تین چھے دن یوں گذرے پھر تخفیف ہونے لگی دو تین مہینے میں لوٹ پوٹ کر اچھا ہو گیا نئے سر سے روح قالب میں آئی اجل نے میری سخت جانی کی قسم کھائی اب اگرچہ تندرست ہوں لیکن ناتوان اور سُست ہوں حواس کھو بیٹھا حافظہ کو رو بیٹھا اگر اُٹھتا ہوں تو اتنی دیر میں اُٹھتا ہوں کہ جتنی دیر میں ایک قد آدم دیوار اُٹھے آپ کی پرسش کے کیوں نہ قربان جاؤں کہ جب تک میرا مرنا نہ سنا میری خبر نہ لی میری مرگ کے مخبر کی تقریر اور منشاء میری یہ تحریر آدھی سچ اور آدھی جھوٹ در صورت مرگ نیم مردہ اور در حالت حیات نیم زندہ ہوں ؎

درکشاکش ضعفم نگسلد روان از تن اینکہ من نمیمیرم ہم زناتوانیہاست

اگر ان سطور کی نقل میرے مخدوم مولوی غلام غوث خاں بہادر میر منشی لفٹنٹ گورنری غرب و شمال کے پاس بھیج دیجئے تو ان کو خوش اور مجھکو ممنون کیجیے گا۔

۱۰۵۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ کبھی آپ کو یہ بھی خیال آتا ہے کہ کوئی ہمارا دوست جو **غالب**
کہلاتا ہے وہ کیا کھاتا پیتا ہے اور کیونکر جیتا ہے پنشن قدیم اکیس مہینے سے
بند اور میں سادہ دل فتوح جدید کا آرزومند اُس پنشن کا احاطۂ پنجاب
کے حکام پر مدار ہے سو ان کا یہ شیوہ اور یہ شعار ہے کہ نہ روپے دیتے ہیں
نہ جواب نہ مہربانی کرتے ہیں بعنایت خبیر اس سے قطع نظر کی اب سنیے ادھر کی
سنہ ۱۸۵۴ء سے بموجب تحریر وزیر عطیۂ شاہی کا امیدوار ہوں تقاضا
کرتے ہوئے شرماؤں اگر گنہگار رہوں گنہگار ٹھہرتا تو گولی یا پھانسی سے
مرتا اس بات پر کہ میں بےگناہ ہوں مقید اور مقتول نہ ہونے سے آپ
اپنا گواہ ہوں پیشگاہ گورنمنٹ کلکتہ میں جب کوئی کاغذ بھجوایا ہے نقلم
چیف سکرتر بہادر اس کا جواب پایا ہے اب کی بار دو کتابیں بھیجیں
ایک پیشکش گورنمنٹ اور ایک نذر شاہی ہے نہ اُس کے قبول کی
اطلاع نہ اُس کے ارسال سے آگاہی ہے جناب ولیم میور صاحب
بہادر نے کبھی عنایت نہ فرمائی اُن کی بھی کوئی تحریر مجھکو نہ آئی یہ سب
ایک طرف اب خبریں ہیں مختلف کہتے ہیں کہ چیف سکرتر صاحب بہادر
لفٹنٹ گورنر ہوئے یہ کوئی نہیں کہتا کہ ان کی جگہ کون سے صاحب

عالیشان چیف سکرتر ہوئے مشہور ہے کہ جناب ولیم میور صاحب بہادر
صدر بورڈ میں تشریف لے گئے یہ کوئی نہیں بتاتا کہ [illegible]
کی سکرتری کا کام کس کو دیا گیا آپ کا حال کوئی نہیں کہتا کہ آپ کہاں
ہیں ہاں از روئے قیاس جانتا ہوں کہ آپ اُسی منصب اور اُسی دفتر
میں شاد و شادمان ہیں جواب لفٹنٹی کے سکرتر ہوئے ہونگے اُن سے
علاقہ رہتا ہوگا میور صاحب بہادر سے کاہے کو ملنا ہوتا ہوگا لفٹنٹ
گورنری اور صدر بورڈ یہ دو توں محکمے الہ آباد آگئے یا آئیں گے بہر حال
آپ اب کیوں آگرہ کو جائیں گے نواب گورنر جنرل بہادر کی روانگی
کی بھی خبر میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ ۲۰ جنوری کو گئے کوئی کہتا
ہے فروری میں کوچ فرمائیں گے میں تو اُدھر سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا
ہر طرح اپنی قسمت کو رو بیٹھا مگر یہ چاہتا ہوں کہ حقیقت واقعی بہ
کماحقہ اطلاع حاصل ہو تاکہ تسلی خاطر اور تسکین دل ہو اگر ان مطالب
کا جواب نہ مجمل بلکہ مفصل نہ دیر بلکہ جلد مرحمت کیجیے گا تو گویا مجھکو
مول لے لیجیے گا زیادہ اس سے کیا لکھوں۔

مکتوب ۱۰۵ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد یہ خط ہے یا کرامت ہے صاف صفائے ضمیر و کشف

حجاب کی علامت ہے مدعا ضروری التحریر اور اندیشۂ نشان مسکن دامنگیر
اگر یہ خط کل نہ آجاتا تو آج کیونکر لکھا جاتا سبحان اللہ جس دن یہاں مجھکو
وہ مطلب خطیر درپیش آیا ہے اُسی دن آپ نے وہاں خط لکھنے کو قلم
اُٹھایا ہے آپ کو عارف کامل کیونکر نہ کہوں اور کیا کہوں گو کہ لکھو مدعا بیان
کرتا ہوں مگر یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ خط پہنچنے نہ پائیگا کہ وہ راز سربستہ
آپ پر کھل جائیگا یعنی یکشنبہ ۲۸۔ نومبر کو دو خط اور دو پارسل ایک میں
دستنبو کا ایک مجلد اور ایک میں تین معاً بہ سبیل ڈاک روانہ کر چکا ہوں
خطوں کا چوتھے پانچویں دن اور پارسل کا چھٹویں ساتویں دن پہنچنا
خیال کر رہا ہوں پارسلوں کے عنوان پر خطوں کی معیت رقم کی ہے
اور خطوں کے سرنامے پر پارسلوں کے ارسال کی اطلاع دی ہے
تین کتاب والی پارسل اور ایک خط بر جناب سکرٹر بہادر اول کا نام
نامی ہے اور ایک کتاب والی پارسل اور ایک خط بر جناب چیف سکرٹر
بہادر دوم کا اسم سامی ہے آج پانچواں دن ہے خط اگر دونوں پہنچ گئے
ہوں تو کیا عجب ہے بلکہ سچ تو یوں ہے کہ اگر نہ پہنچے ہوں تو بڑا عجب
ہے اگلے عرائض کے نہ پہنچنے میں کچھ شک نہیں جواب امر آخر می دفتر
میں اُس کا پتا آج تک نہیں یارب کارپردازان ڈاک کو نہ بنجائیں
اور میرے ان دونوں خطوں اور پارسلوں کو باحتیاط پہنچائیں

صرف عنایت کی گنجائش تو آپ جب پائیں گے کہ وہ خط اور پارسل پہنچ جائیں گے ابھی تو آپ سے مجھ کو اُن کے نہ پہنچنے کا سوال ہے کس واسطے کہ جب تک آپ اطلاع نہ دینگے ان کے نہ پہنچنے کی بھی خبر مجھ تک پہنچنی محال ہے بہرحال یہ نیاز نامہ جس دن پہنچے اُس کے دوسرے دن جواب لکھیے جیسا میں نے جلد لکھا ایسا ہی آپ بھی شتاب لکھیے آپ کے عنایت نامہ میں کوئی امر ایسا نہ تھا کہ جس کا جواب لکھا جائے یا اس باب میں کچھ اور عرض کیا جائے لوہارو کی روانگی کا خط جب آئیگا لوہارو کو بھیجدیا جائیگا جناب منشی نواب جان صاحب اور جناب منشی اظہار حسین صاحب میں اور آپ میں اگر ربط بے تکلف ہو تو ان دونوں صاحبوں کی خدمت میں میرا سلام نیاز پہنچانے میں نہ توقف ہو

مصرعہ تم سلامت رہو قیامت تک ۱۲۔

۱۰ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ اس نامہ مختصر نے وہ کیا جو بارۂ ابر کشت خشک سے کرے یعنی خط اور پارسل کا پہنچ جانا ایسا نہیں کہ اُس کی خبر پاکر بخت کی رسائی کا سپاس گزار نہ ہوں یہ تو حضرت کو لکھ چکا ہوں کہ دوسرا پارسل اور خط معاً اس پارسل اور اس خط کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور

ہرگونہ توقع کا خیال اُسی پارسل پر ہے کس واسطے کہ اُس خط میں حاکم
اعظم کے نام کی عرضی ملفوف ہے جانتا ہوں کہ محکمۂ ایک ڈاک ایک
دونوں پارسل اور دونوں لفافے ایک دن پہنچے ہونگے مگر دل نہیں
مانتا اور کہتا ہے کہ نہ مانوں گا جب تک کہ حضرت اُس سررشتہ سے معلوم
کر کر نہ لکھیں گے اب آپ جانیے اور یہ دل سودازدہ میں اس کی
سپارش کرنے والا اور اُس کے مدعا کا گزارش کرنے والا کون ہاں
اتنی بات ہے کہ آپ لکھ سکتے ہیں بلکہ یہ بھی آپ مجھ پر حالی کر سکتے ہیں
کہ نذر ولایت کی ولایت کو روانہ ہوئی یا نہیں میری جگر کاوی کی
قدردانی ہوئی یا نہیں پیشگاہ حکام سے موافق دستور قدیم کے خط کا
امیدوار ہوں یا نہیں اپنے حسن طبع کا شکرگزار ہوں یا نہیں اس
خط کا جواب جتنا جلد عنایت کیجیے گا مجھکو جلا لیجیے گا لوہارو کا خط
ایک معتمد کے ہاتھ بھیجدیا گیا ۱۲-

خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلۂ حاجات عطوفت نامہ کے آنے سے آپ کا بھی شکرگزار ہوا
اور اپنے بخت اور قسمت کو بھی آفرین کہی اور ڈاک کے کارپردازوں
کا بھی احسان مانا بارے دونوں پارسل اور دونوں لفافے پہنچ گئے

شعر

تا نہال دوستی کے بر دہد　　حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم

یہ کتاب جو مرسل الیہ کے مطالعہ میں ہے پھر بہ نسبت اُس دوسری کتاب کے قسمت کی اچھی ہے یعنی خود ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اگر کہیں کچھ پوچھنا ہوگا تو یقین ہے کہ آپ سے پوچھیں گے دوسری کتاب دیکھیے مجھکو کیا دکھائے جن کو اُس کے دیکھنے کا حکم ہوا ہے وہ اہل علم و فضل ہیں سہی ہیں لیکن یہ طرز تحریر میں نہیں کہتا کہ یہ نادر ہے مگر بیگانہ و ناآشنا ہے خدا کرے وہ جو اُس کے سہر پر مامور ہیں ان اوراق کو بمشورت آپ کے دیکھا کریں اور کہیں کہیں آپ سے پوچھ لیا کریں کیونکر لکھوں نہیں لکھ سکتا تم سب کچھ جانتے ہو جہاں گنجایش پاؤ گے جیسا مناسب جانو گے جو کچھ کر سکو گے وہ کرو گے لوہارو کو خط بکمال احتیاط روانہ ہو گیا خاطر اقدس جمع رہے جواب طلب زیادہ حد ادب۔

۱۰۵ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی آج دوشنبہ ۳ جنوری ۱۸۵۹ء کی ہے پہر دن چڑھا ہوگا ابر گھر رہا ہے ترشح ہو رہا ہے ہوا سرد چل رہی ہے پینے کو کچھ میسر نہیں ناچار روٹی کھائی ہے

بیت

اقتضاے اثر ابر بہمن تہی — سفالینہ جام من از مے تہی

غم زدہ و دردمند بیٹھا تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ تمہارا خط لایا سرنامہ دیکھ کر اس راہ سے کہ دستخط خاص کا لکھا ہوا ہے بہت خوش ہوا خط کو پڑھ کر اس رو سے کہ حصول مدعا کے ذکر سے حاوی نہ تھا افسردگی حاصل ہوئی

شعر

ما خاطر رمیدگان طلسمیم — پیغام خوش از دیار ما نیست

اسی افسردگی میں جی چاہا کہ حضرت سے باتیں کروں باآنکہ خط جواب طلب نہ تھا جواب لکھنے لگا پہلے تو یہ سنیے کہ آپ کے دوست کو آپ کا خط پہنچ گیا مگر وہ دوبار مجھکو لکھ چکا ہے کہ میں جواب اس کا نشان مرقومہ لفافہ کے مطابق ڈاک میں بھیج چکا ہوں جواب الجواب کا منتظر ہوں ۱۲ آپ جانتے ہیں کہ کمال یاس مقتضی استغنا ہے بس اب اس سے زیادہ یاس کیا ہوگی کہ بامید مرگ جیتا ہوں اس راہ سے بھی مستغنی ہوتا چلا ہوں دو ڈھائی برس کی زندگی اور ہے ہر طرح گذر جائیگی جانتا ہوں کہ تم کو ہنسی آئے گی کہ یہ کیا بکتا ہے مرنے کا زمانہ کون بتا سکتا ہے یہ الہام سمجھیے یا وہم سمجھیے بیس تیس برس سے یہ قطعہ لکھ رکھا ہے :-

قطعہ

من کہ باشم کہ جاودان باشم — چون نظیری نماند و طالب مرد
گر بگویند در کدامین سال — مرد غالب بگو کہ غالب مرد ۱۲۷۷

اب بارہ سو چہتر ہیں اور غالب مرد کے بارہ سو ستتر ہیں اس قطعہ میں جو کچھ مسرت تمہیں پہنچتی ہو پہنچ لے ورنہ پھر ہم کہاں ۔۱۲

منشی خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلۂ حاجات قطعہ میں جو حضرت نے الہام درج کیا ہے وہ تو ایک لطیفہ بہ سبیل دعا ہے مگر ہاں یہ کشف القلبی ہے اور مخدوم کی روشن دلی اور دوربینی ہے کہ جو سوالات میں نے مستوری کر کے ان کے جواب تم سے مانگے ۔ سو لکھ کر بھیجے ہیں کیونکر نہ کہوں کہ روشن ضمیر ہو اگرچہ جوان ہو مگر میرے پیر ہو خلاصۂ تقریر یہ کہ تیسویں کو آخر روز میں نے خط ڈاک میں بھجوایا اور اکتیسویں کو ڈاک کا ہرکارہ پہر دن چڑھے تمہارا خط لایا سوالات میں ایک سوال کا جواب باقی رہا ہے یعنی جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر کی جگہ چیف سکرتر گورنمنٹ کلکتہ کون ہوا ہے دل میں پیچ و تاب باقی رہا کتاب کے باب میں جو کچھ لکھا ہے واقعی کہ یہ درست اور بجا ہے جو کچھ واقع ہوا اُس کو مفید مطلب فرض

کروں لیکن اگر اجازت پاؤں تو اسی باب میں یہ عرض کروں کہ پیشگاہ
گورنمنٹ میں بتوسط چیف سکرتر بہادر سابق اور لفٹننٹ گورنر بہادر
حال دو مجلد پیش کی ہیں ایک نذر گورنمنٹ اور دوسری کے واسطے
یہ سوال کہ میری عزت بڑھائی جاوے اور یہ مجلد حضور حضرت
شاہنشاہی میں بھجوائی جاوے اچھا نذر گورنمنٹ میں تو مولوی
اظہار حسین صاحب کا وہ اظہار ہے نذر سلطانی کے ارسال عدم
ارسال میں کیا دار و مدار ہے دو نسخے جو اُن دونوں صاحبوں کے
پیشکش مقرر ہوئے اُن میں سے ایک صدر بورڈ کے حاکم اور
لفٹننٹ گورنر ہوئے رد و قبول و نفرین و آفرین کچھ بھی نہیں قیاس آ
جو چاہوں سو کروں یقین کچھ بھی نہیں ہے ۱۷ دسمبر ۱۸۵۶ء کا لکھا ہوا
حکم وزیر اعظم کا ولایت کی ڈاک میں مجھکو آیا ہے کہ اُس قصیدہ کے
صلہ و جائزہ کے واسطے کہ جو بتوسط لارڈ الن برا سائل نے بھجوایا
ہے خطاب و خلعت و پنشن کی تجویز ضرور ہے جو حکم صادر ہوگا سائل
کو بتوسط گورنمنٹ اُس کی اطلاع دینی ضرور ہے یہ حکم مورخہ ۱۷
دسمبر ۱۸۵۶ء آخر جنوری ۱۸۵۷ء میں میں نے پایا فروری مارچ
اپریل مئی خوشی اور توقع میں گذری مئی ۱۸۵۷ء میں فلک نے یہ
فتنہ اٹھایا اب اس کتاب اور دوسرے قصیدے کی جا بجا نذر کرنے پیشگا

سبب ہے کہ سائل محکمۂ ولایت کو یاد دہی کرتا اور گورنمنٹ سے
تحسین طلب ہے جب یہاں سے نوید تحسین نہیں تو ولایت کو نذر
کے ارسال کا بھی یقین نہیں تحسین و آفرین سے گزرا نذر کے ولایت
جانے کا یقین کیونکر حاصل ہو جہاں یہ تفرقہ اور بے اتفاقی اور یہ
دشواری اور مشکل ہو جی میں آتا ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر
اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اور حاکم صدر بورڈ کو ایک ایک عریضہ
جدا لکھوں پھر یہ سوچتا ہوں کہ انگریزی لکھواؤں فارسی لکھوں
اور دونوں صورت میں کیا لکھوں کل کا بھیجا ہوا خط اور یہ آج کا
خط یقین ہے یہ دونوں معاً ایک وقت میں پہنچیں وہ تو جواب طلب
نہیں اس کا جواب لکھیے اور بہت شتاب لکھیے ۱۲

۱۱۱ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی ایک شعر استاد کا مدت سے تحویل حافظہ چلا آتا ہے

شعر

ظالم تو میری سادہ دلی پہ تو رحم کر
روٹھا تھا تجھ سے آپ ہی اور آپ من گیا

میں نے ازراہ تصرف اس شعر کی صورت بدل ڈالی :-

شعر

ان دلفریبیوں سے نہ کیوں اس پہ پیار آئے
روٹھا جو بے گناہ تو بے عذر [illegible] گیا

تم اخوان الصفا میں سے ہو تمہاری آزردگی اوروں کی خوشنودی
سے خوشتر ہے ہاں حضرت کہیے ممتاز علی خاں کی سعی بھی مشکور ہوگی
وہ مجموعۂ اردو چھپا یا چھپا ہی رہیگا احباب اُس کے طالب ہیں بلکہ
بعض نے طلب کو بسرحد تقاضا پہنچا دیا ہے میرا حال سنیے لارڈ
کیننگ صاحب نے بعد فتح دہلی میرا قصیدہ مجھکو واپس بھیجدیا
صاحب سکرتر نے مجھے کہہ دیا کہ تم ایام غدر میں بادشاہ باغی کے
مصاحب رہے اپنا گورنمنٹ کو تم سے راہ و رسم آمیزش منظور نہیں
ناچار چپ ہو رہا جب ہوا لارڈ الگن صاحب بہادر کے وقت
میں پھر موافق معمول قصیدہ شہر کے مقامات پر بھیجا بخلاف
تصور بے سبب و دستور قدیم چیف سکرتر بہادر کا خط آگیا وہی افشانی
کا کاغذ وہی القاب وہی تحسین کلام وہی اظہار خوشنودی اب جو
یہ امیر کبیر والسرے قلمرو ہند ہوئے ہیں خدمت میں [illegible]
۱۳ فروری ۱۸۶۴ء حال کو قصیدہ مع عرضداشت ارسال کیا
آجتک کہ ۱۰ مارچ کی ہے جواب نہیں پایا وجہ [illegible]

رسم قدیم کا عمل ہیں نہ آنا خاطر آشوب کیوں نہ ہو مصرعہ
بیدل نسیم ہرزہ بہ پیغام می رود

۱۲۲ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد کوئی صاحب ڈپٹی کلکٹر ہیں کلکتہ میں مولوی عبد الغفور خاں ان کا نام اور نساخ ان کا تخلص ہے میری ان کی ملاقات نہیں انھوں نے اپنا دیوان چھاپے کا موسوم بہ دفتر بے مثال مجھکو بھیجا اُسکی رسید میں یہ خط میں نے اُن کو لکھا چونکہ یہ خط مجموعۂ نثر اردو کے لائق ہے آپ کے پاس ارسال کرتا ہوں اور ہاں حضرت وہ مجموعہ چھپنے کا بالفتح یا چھپے کا بالضم چھپ چکا ہو تو حق التصنیف کی جتنی جلدیں منشی ممتاز علی خاں صاحب کی ہمت اقتضا کرے فقیر کو بھیجیے والسلام ۱۲

۱۲۳ مولوی عبد الغفور خاں نساخ کے نام

جناب مولوی صاحب قبلہ یہ درویش گوشہ نشین جو موسوم باسد اللہ اور متخلص بہ غالب ہے مکرمت حال کا شاکر اور آیندہ افزایش عنایت کا طالب ہے دفتر بے مثال کو عطیۂ کبری اور موہبت عظمی سمجھ کر یاد آوری کا احسان مانا پہلے اس قدر افزائی کا شکر کرتا ہوں کہ حضرت نے اس

نہ پہنچے پر ہیچمدان کو قابل خطاب و لائق عطاے کتاب جانا میں دروغ گو
نہیں خوشامدی نہیں دیوان فیض عنوان اسم با مسمّیٰ ہے دفتر
بے مثال اس کا نام بجا ہے الفاظ متین معانی بلند مضمون عمدہ بندش
دلپسند ہم فقیر لوگ اعلان کلمۃ الحق میں بیباک و گستاخ ہیں شیخ
امام بخش ناسخ طرز جدید کے موجد اور پرانی ناہموار روشوں کے ناسخ تھے
آپ اُن سے بڑھ کر یعنی مبالغہ بے مبالغہ نساخ ہیں ہم وانامہ ریختہ
اُردو زبان کو سرمایۂ نازش قلمرو ہندوستان ہو خاکسار نے ابتداے
سن تمیز میں اُردو زبان میں سخن سرائی کی ہے پھر اوسط عمر میں بادشاہ
دہلی کا نوکر ہو کر چند روز اسی روش پر خامہ فرسائی کی ہے نظم و نثر فارسی
کا عاشق اور مائل ہوں ہندوستان میں رہتا ہوں مگر تیغ اصفہانی
کا گھائل ہوں جہاں تک زور چل سکا فارسی زبان میں بہت کچھ بکا
اب نہ فارسی کی فکر نہ اُردو کا ذکر نہ دنیا میں توقع نہ عقبیٰ کی امید
میں ہوں اور اندوہ ناکامی جاوید جیسا کہ خود ایک قصیدہ نعت کی
تشبیب میں کہتا ہوں

شعر

چشم کشودہ اند بکردار ہاے من — زائیدہ ناامیدیم و از رفتہ شرمسار

ایک کم ستر برس دنیا میں رہا اب اور کہاں تک رہونگا ایک اردو کا دیوان
ہزار بارہ سو بیت کا ایک فارسی کا دیوان دس ہزار کئی سو بیت کا

تین رسالہ نثر کے یہ پانچ نسخے مرتب ہوگئے اب اور کیا کہونگا مدح کا صلہ نہ ملا غزل کی داد نہ پائی ہرزہ گوئی میں ساری عمر گنوائی بقول طالب آملی علیہ الرحمۃ

شعر

لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی　دہن بر چہرہ زخمی بود بہ شد

سچ تو یوں ہے کہ قوت ناطقہ پر وہ تصرف اور قلم میں وہ زور نہ رہا طبیعت میں وہ ہمزہ سر میں وہ شور نہ رہا پچاس پچپن برس کی مشق کا ملکہ کچھ باقی رہ گیا ہے اس سبب سے فن کلام میں گفتگو کر لیتا ہوں سو اس کا بھی بقیہ اس قدر ہے کہ معرض گفتار میں مطابق سوال جواب دیتا ہوں روز و شب یہ فکر رہتی ہے کہ دیکھیے وہاں کیا پیش آتا ہے اور یہ بال بال گنہگار بندہ کیونکر بخشا جاتا ہے حضرت سے یہ التماس ہے کہ آپ جو ابد کے ہادی اور مجھکو ارسال نامہ کی سبیل کے ہادی ہوے ہیں جب تک میں جیتا ہوں نامہ و پیام سے شاد اور بعد میرے مرنے کے دعاے مغفرت سے یاد فرماتے رہیے گا والسلام بالوف الاحترام

۱۴ ظہیر الدین کی طرف سے اُن کے چچا کے نام

جناب فیض مآب چچا صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان کے حضور میں کورنش و تسلیم پہنچاتا ہوں اور سو ہزار زبان سے اس [illegible]

مرحمت فرمانے کا شکریہ بجا لاتا ہوں سبحان اللہ کیا توپ ہے جس کی آواز
سے رعد کا دم بند اور بجلیوں کے رشک سے بجلی کو رنج گولہ اُس کا خدا
کا قہر دھواں اُس کا دریاے آتش کی لہر استغفر اللہ کیا باتیں کرتا ہوں
چھوٹے منہ بڑی بات کہتا ہوں کہتی رنجک کیسا دھواں کیسا گولہ کیسا
چقماق کیسا اگر اپنا یہ دو توپ ہے کہ بغیر ان چیزوں کے صرف اُسکی
آواز سے دشمن کا زہرہ آب ہو جاے بارود ہو تو رنجک اُڑنے لگ
دکھائیں تو دھواں ہو گولہ چھوڑ کچھ اس میں بھریں تو ظاہر نہیں
کہیں نشان ہو صرف آواز پر مدار ہے نئی ترکیب اور نیا کاروبار
ہے ایک آواز اور اُس پر یہ اعجاز کہ دوست کو فتح کی شکست کی
صدا سنائے دشمن سنے تو ہیبت سے اُس کا کلیجا پھٹ جائے آواز
کا صدمہ اگرچہ صدا سے ظہور میں آتا ہے مگر یہ نہیں کہتے ہیں آتی
ہے کہ صور کا نمونہ ہے کیا خدا کی قدرت ہے دیکھو تو یہ کیسی ندرت
ہے توپ کا گولہ توپ ہی میں رہ جائے اور جو قلعہ اوپر آئے وہ ڈھ
جائے دانا آدمی زنجیری گولہ اس کو کہتا ہے کہ توپ میں سے نکل کر
پھر وہیں آ کے رہتا ہے اچھے سے سچا جان یہ توپ کس نے بنائی
ہے اور تمہارے ہاتھ کہاں سے آئی ہے ہم نے دیکھا ہے وہ حیران ہو گئے
اب شہر میں ہر جگہ اسی کا بیان ہوتا ہے حق تعالیٰ شانہ آپ کو ہاتھ

سر پر سلامت رکھے اور ہمیشہ بہ دولت و اقبال و عز و کرامت رکھے ۔

۱۱۵۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

بندہ پرور اگر ایک بندۂ قدیم کہ عمر بھر فرمان پذیر رہا ہو بڑھاپے میں ایک حکم بجا نہ لاوے تو مجرم نہیں ہو جاتا ۔ مجموعۂ نثر اردو کا انطباع اگر میرے لکھے ہوئے دیباچہ پر موقوف ہے تو اس مجموعہ کا چھپ جانا بالفعل میں نہیں چاہتا بلکہ چھپ جانا اقصم چاہتا ہوں سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۔ بیت

رسم است کہ مالکان تحریر آزاد کنند بندۂ پیر

آپ بھی اسی گروہ یعنی مالکان تحریر میں سے ہیں پھر اس شعر پر عمل کیوں نہیں کرتے ۔ حضرت وہ شعر بنگالی زبان کا ہو تو ۱۲۳۹ھ میں ضیافت طبع احباب کے واسطے کلکتے سے ارمغان لایا ہوں صحیح یوں ہے ہم کہے تھے رات میں آئیں گے سو کچھ نہیں ۔ قبلہ بندہ رات بھر اس غم سے پیچ کھائے ہے

والسلام بالوف الاحترام ۱۲ ۔

۱۱۶۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ میرا ایک شعر ہے ۔ شعر

خود پیش خود کفیل گرفتاری من ست
ہر دم بہ پرسش دل مایوس میرسد

یہ معاملہ میرا اور آپ کا ہے قارج سے مسموع ہوا کہ یہیں سے جو اغلاط برہان قاطع کے نکال کر ایک نسخہ موسوم بہ قاطع برہان لکھا ہے اور ایک مجلد اس کا آپ کو بھی بھیجا ہے آپ اس کی تردید میں کوئی رسالہ لکھ رہے ہیں اگرچہ باور نہیں آیا لیکن عجب آیا ایک مولوی نجف علی صاحب ہیں باوجود فضیلت علم عربی فارسی دانی میں انکا نظیر نہیں وہ جو ایک شخص مجہول الحال نے اہل دہلی میں سے میرے کلام کی تردید میں کتاب تصنیف کی ہے مسمی بہ محرق قاطع برہان انھوں نے اس کی توہین اور سود سے کی تفضیح میں دو جزو کا ایک نسخہ مختصر لکھا ہے اور ایک طالب العلم مسمی بہ عبد الکریم نے سعادت علی مؤلف محرق قاطع سے سوالات کیے ہیں اور ایک محضر اسنے بفتوی علمائے شہر مرتب کیا ہے ایک میرے دوست نے بصرف زر اسکو چھپوایا ہے ایک نسخہ اس کا آج اسی خط کے ساتھ بسبیل پارسل ارسال کیا ہے اس شہر میں ایک میلہ ہوتا ہے پھول والوں کا میلہ کہلاتا ہے بھادوں کے مہینے میں ہوا کرتا ہے امرائے شہر سے لے کر اہل حرفہ تک قطب صاحب جاتے ہیں دو تین ہفتہ تک وہیں جا رہتے ہیں

مسلمین و ہنود دونوں فرقے شہر میں دکانیں بند پڑی رہتی ہیں بھائی
ضیاء الدین خاں اور شہاب الدین خاں اور میرے دونوں لڑکے
سب قطب گئے ہوئے ہیں اب دیوان خانے میں ایک میں ہوں اور
ایک داروغہ اور ایک بیمار خدمتگار بھائی صاحب جب وہاں سے
آئیں گے تو مقرر آپ کو خط لکھیں گے بڑے پہاڑ سے آ کر چھوٹے
پہاڑ پر چڑھ گئے عدم تحریر کی وجہ یہ ہے ۱۲

خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

میں سادہ دل آزردگی یار سے خوش ہوں یعنی سبق شوق مکرر
نہ ہوا تھا پیر و مرشد خفا نہیں ہوا کیے یوں سمجھا کیے یا ورنہ آیا سمجھا
تو میں مورد عتاب نہیں ہو سکتا جھگڑا استفتا ہے بے محل استغنا
رہ گیا کہ آپ کا دوست کہتا ہے کہ میر منشی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر
میرے شاگرد ہیں اور وہ قاطع برہان کا جواب لکھ رہے ہیں اولیا
کا یہ حال ہے وا سے بر حال ہم اشقیا کے یہ حکایت ہے شکایت
نہیں ہے میں دنیا داری کے لباس میں فقیری کر رہا ہوں لیکن
فقیر آزاد نہ شیاد کیا و ستر برس کی عمر ہے بے مبالغہ کہتا ہوں ستر ہزار
آدمی نظر سے گزرے ہوں گے زمرہ خواص میں سے عوام کا شمار نہیں

دو مخلص صادق الولا دیکھے ایک مولوی سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ دوسرا منشی غلام غوث سلمہ اللہ تعالیٰ العظیم لیکن وہ مرحوم حسن صورت نہیں رکھتا تھا اور خلوص اخلاص اس کا خاص میرے ساتھ تھا اللہ اللہ دوسرا دوست خیر خواہ خلق حسن و جمال چشم بد دور کمال مہر و وفا صدق و صفا نور علیٰ نور میں آدمی نہیں ہوں آدم شناس ہوں

شعر

گنجم نقش سپہر در بہ نہاں خانۂ دل — مژدہ باد اہل ریا را کہ زمیدان رفتم

ثابت مہر و محبت جس کے ملنے کا غم کھا رہا کہ سمجھتا ہوں وہ بہ نسبت اپنے اس قدر یقین کرتا ہوں کہ پہلے آدمیوں کو اپنے بعد اپنا ماتم دار سمجھا ہوا تھا ایک تو میں رو لیا اب اللہ آمین کا ایک دوست رہ گیا دعائیں مانگتا ہوں کہ خدایا اس کا داغ مجھے دکھائیو اس کے سامنے مر دل میاں تمہارا عاشق صادق ہوں بھائی ابھی قطب سے نہیں آئی واقع مہربان کی دو جلد اور بھیجوں گا۔ ۱۲

۱۱۸ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ میں نہیں جانتا کہ ان روزوں میں بقول ہندی اشعر شناسوں کے کون سی کوئی گردآئی ہوئی ہے کہ ہر طرف سے پیچ و

زحمت کا ہجوم ہے مولوی صاحب سے میری ایک ملاقات ہوئی تھی جب
وہ دلّی آئے تھے اور میر خیراتی کے گھر میں اُترے تھے شرفا میں تعارف
بنائے محبت اور مودت ہے چہ جائے آنکہ معانقہ اور مکالمہ اور مشاعرہ
واقع ہوا ہو روز ملاقات سے اُس دن تک کہ حضرت دکن کو روانہ
ہوں کوئی امر ایسا باعث ناخوشی کا ہو درمیان نہیں آیا اور میرے
اِس قول کے اس راہ سے کہ مولوی صاحب آپ کے ہم نشین و
ہمدم تھے اور مجھ میں آپ میں پیوند ولائے روحانی متحقق ہے آپ بھی
گواہ ہوسکتے ہیں اگر خدانخواستہ مجھ میں ان میں رنج پیدا ہوتا تو آپ
بہت جلد اصلاح بین الذاتین کی طرف متوجہ ہوتے اب سنیئے حال
منشی حبیب اللہ کا میں نے اُن کو دیکھا ہو تو آنکھیں پھوٹیں تین چار
برس ہوئے کہ ناگاہ ایک خط حیدرآباد سے آیا اُس میں دو غزلیں خط کا
مضمون یہ کہ میں مختار الملک کے دفتر میں نوکر ہوں آپ کا تلمذ اختیار
کرتا ہوں ان دونوں غزلوں کو اصلاح دیجیے اس امر کے وہ بادی
نہیں بریلی اور لکھنؤ اور کلکتہ اور بمبئی اور سورت سے اکثر حضرات
نظم و نثر فارسی و ہندی بھیجتے رہتے ہیں میں خدمت بجا لاتا ہوں
اور وہ صاحب میری حک و اصلاح کو مانتے ہیں کلام کا حسن و قبح
میری نظر میں رہتا ہے اور ہر ایک کا پایہ اور دستگاہ فن شعر میں معلوم

ہوجاتا ہے عادات و عند بات عدم ملاقات ظاہری کے سبب میں
کیا جانوں آمدم بر سر مدعا منشی حبیب اللہ ذکا کے اشعار آتے رہے
اور میں اصلاح دیکر بھیجتا رہا بعد وارد ہونے مولوی صاحب کے
ایک غزل اُن کی آئی اور اُنہوں نے یہ لکھا کہ مولوی غلام امام شہید
اکبرآبادی کی غزل پر یہ غزل لکھکر بھیجتا ہوں میں نے حسب معمول
غزل کو اصلاح دیکر بھیجا اور یہ لکھا کہ مولانا شہید اکبرآباد کے نہیں
لکھنؤ اور الہ آباد کے ہیں اِس کلمہ سے زیادہ کوئی بات میں نے نہیں
لکھی اس میں سے توہین کے معنی مستنبط ہوں تو میں ان کا متہم ہی
اب میں نہیں جانتا کہ منشی صاحب نے مولوی صاحب سے کیا کہا اور
مولوی صاحب نے آپ کو کیا لکھا ۔۱۲

۱۱۹ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ کل خط آیا آج جواب لکھتا ہوں پہلے آپ کا ایک فقرہ لکھ کر
اتنا ہنسوں کہ پیٹ میں بل پڑ جائیں اور آنکھ سے آنسو نکل آئیں فقرہ
بڑھاپے میں کیا جانیے کہاں کی حرارت مزاج میں آگئی ہے فقط
کیوں صاحب تم نے بڈھوں میں اپنا نام لکھوایا تو مجھکو لازم ہے
میں اپنے کو اموات میں گنوں تمہاری عمر میرے نزدیک پچاس سے

متجاوز نہ ہوگی اگر تجاوز کیا ہوگا تو دو تین برس سے وہ تجاوز زیادہ
نہ ہوگا بھائی ضیاء الدین خاں اور تم ہم عمر ہو وہ کچھ کم پچاس تم
کچھ اوپر پچاس ابھی تم دونوں صاحبوں کو ایک سو بیس برس میں
سے ستر برس یا کچھ کم ستر برس باقی ہیں ۱۲- بنا بہ آب رسیدن
لازمی اور بنا بہ آب رسانیدن متعدی باجماع جمہور اضداد میں سے
ہے ہم بمعنی استحکام وہم بمعنی انہدام در صورت استحکام نیو کا گہرا
کھودنا ملحوظ ہے اور در صورت انہدام لطمۂ امواج سیلاب مدنظر
ہے آپ کے لکھے ہوئے دونوں شعر مقید معنی خرابی ہیں مصرعہ

بنائے عمر مسیح و خضر بآب رسید

یعنی ویران ہوگئی ڈھے گئی حال آنکہ یقیناً وہ جاودانی تھی مصرعہ

ہنوز تشنۂ خون ست تیغ مژگانش

باآنکہ تیغ مژہ نے دو زندہ جاوید کو مارا مگر ابتک تشنۂ خون ہے تشنہ
بمعنی مشتاق اور خون بمعنی قتل اور بنائے عمر بآب رسیدن استعارہ
اہلاک

شعر

ہزار میکدہ را محتسب بآب رساند   بنائے صومعۂ شیخ ہمچنان برپا ست

بنائے میکدہ غلط ہزار میکدہ صحیح ہے کلیم کے دیوان میں موجود
یعنی محتسب نے ہزار میکدہ ڈھا دیے دریا برد کر دیے صومعۂ

زرق وریا اننگ معمور اور موجود ہے بمعنے استحکام نعمت خان عالی کہتا ہے

شعر

نیست گر محکم رسد بنیاد دنیا تا بآب　　چون حباب این خانہ بے بنیاد میدانیم ما

صائب کہتا ہے

شعر

چگونہ شمع تجلی ز رشک نگدازد　　رخ تو خانۂ آئینہ را بآب رساند

بہ تون موقوف ۱۲ - غالب کہتا ہے کہ اساتذہ کے کلام کے مشاہدہ میں اگر توغل رہے تو ہزارہا بات نئی معلوم ہوتی ہے میں نے سات شعر امیر خسرو کی غزل پر لکھ کر ایک مطرب کو دیے وہ مجلسوں میں گانے لگا اکبرآباد و لکھنؤ تک مشہور ہوے وہ غزل جس کا مطلع یہ ہے

مطلع

از چشم بجان نقاب تا کے　　این گنج درین خراب تا کے

ایک صاحب آگرہ میں اور ایک صاحب لکھنؤ میں معترض ہوے کہ گنج در خرابہ باید نہ در خراب ہر چند کہا کہ خرابہ مزید علیہ اور اصل لغت خراب عربی الاصل بمعنے ویران و ویرانہ ہے جس کی ہندی اوجڑ معترض مصر رہا صائب کے دیوان میں سے یہ مطلع نکلا

مطلع

بہ فکر دل نہ فتادی بہ ہیچ باب دریغ
بہ گنج راہ نبردی درین خراب دریغ

نمبر ۱۲ نواب مصطفیٰ خاں بہادر شیفتہ کے نام

جناب بھائی صاحب و قبلہ یقین ہے کہ آپ مع الخیر اپنی دار الریاست میں پہنچ گئے ہوں اور بجمعیت خاطر روزہ رکھتے ہوں سوا پان کے اور خیال مولوی الطاف حسین کے فراق کے سوا کوئی وجہ ملال نہ ہو خدا کرے تم کو یاد آجائے کہ مفتی جی شگفتی کو شگفت کا مزید علیہ مسلم نہیں جانتے تھے سکندرنامہ میں دیکھا **بیت**

پسے در شگفتی نمودن طواف　　عنان سخن را کشند در گزاف

صہبائی شفق صبح کو غلط اور اس رنگ کو مخصوص بشام جانتا تھا محمد سعید اشرف ماژندرانی کے کلام میں نظر پڑا **مصرعہ**

ہمچو صبح شفق آلودہ رخش سرخ و سفید

اب جو فقیر کا یہ مطلع مشہور ہوا **شعر**

از جسم بجان نقاب تاکے　　این گنج درین خراب تاکے

حضرات کو اس میں تامل ہے خرابہ کی جگہ خراب کو نہیں مانتے آیا یہ نہیں جانتے کہ لغت عربی اصل خراب اور خرابہ مزید علیہ ویران لغت فارسی اصل اور ویرانہ مزید علیہ موج لغت عربی اصل اور موجہ مزید علیہ ہے مزید علیہ جائز اور لغت اصلی ناجائز کیوں ہو یہ ایک مصرعہ قدما میں سے

کسی کا ہے مگر پیش مصرع مجھے یاد نہیں اور یہ بھی نہیں معلوم کہ کس کا ہے

مصرعہ چوں مہر در کسوف و چون گنج در خراب

میں جو کہتا ہوں کہ اس کو نہ مانو اس راہ سے کہ میں قائل کا نام نہیں بتا سکتا یہ مطلع مرزا محمد علی صائب علیہ الرحمۃ کا ہے اور اس کے دیوان میں موجود ہے

شعر

بہ فکر دل نہ فتادی بہیچ باب دریغ — بگنج راہ نبردی درین خراب دریغ

گنج و خراب گنج و خرابہ گنج و ویران گنج و ویرانہ مستعمل اہل ایران ہے اس بات میں متردد ہونا محض عدم اعتنا ہے والسلام صبح سہ شنبہ دہم ماہ صیام سال غافرپے اہل اسلام ۱۲

(۱۲) خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ آج تیسرا دن ہے کہ میں بنا بہ آب رسیدن و بآب رساندن کی حقیقت باستناد اشعار اساتذہ لکھ کر بسبیل ڈاک بھیج چکا ہوں آج اس وقت بھائی ضیاء الدین خاں صاحب آئے اور اس امر خاص میں کلام کے بادی ہوئے میری تقریر سنکر کہنے لگے کہ آب در بنا رسیدن و آب در بنا رساندن کے باب میں متردد ہیں کہ آیا یہ ترکیب جائز ہے یا نہیں اب میں متنبہ ہوا کہ واقعی جو میں نے لکھا وہ سوال دیگر جواب دیگر

تھا ستر برس کا پیر حزف حواس معترض تلف اگرچہ سوال کو غلط سمجھا لیکن جواب غلط نہیں لکھا رسیدن بنا آب ہم بمعنے استحکام بنا و ہم بمعنے انہدام بنا درست فقط اب آب در بنا رسیدن و رساندن کی کیفیت سنیئے فقیر نے اساتذہ کے کلام میں کہیں یہ ترکیب نہیں دیکھی پس میں اس کی صحت اور غلطی میں کلام نہیں کر سکتا جانب غلطی میرے نزدیک راجح ہے آپ جب تک کلام اہل زبان میں نہ دیکھ لیں اس کو جائز نہ جانیے گا مگر کلام سعدی و نظامی و حزیں اور ان کے امثال و نظا کا معتمد علیہ ہے نہ آرزو اور واقف اور قتیل وغیرہم کا میرا ایک مطلع ہے

شعر

از جسم بجان نقاب تا کے ۔۔۔ این گنج درین خراب تا کے

ایک گروہ معارض ہوا کہ گنج کو خرابہ کہو نہ خراب میں متحیر کہ یا رب کیس سے کہوں خرابہ مزید علیہ خراب ہے مثل ویران و ویرانہ و موج و موجہ الحاق ہائے ہوز سے لغت دوسرا نہیں پیدا ہوا بارے صائب کے دیوان میں ایک مطلع نظر آیا

بیت

بفکر دل نہ فتادی دریغ باب دریغ ۔۔۔ بگنج راہ نبردی درین خراب دریغ

یہ مطلع لکھ کر معترض صاحبوں کو بھیجا کہ غالب کو در دسر نہ دیجیے جو پوچھنا ہو وہ صائب سے پوچھ لیجیے عارف علی شاہ خراسانی نے

اسی مطلع پر

شعر

از جسم بجان نقاب تا کے — این گنج درین خراب تا کے

تین اعتراض کیے تھے پہلا نقاب کے ساتھ عارض و رخ کا ذکر بھی ضرور تھا وہ نہیں ہے دوسرا گنج تو ویرانے ہی میں ہوتا ہے پھر اس کا تاسف کیا جو کہتے ہیں تا کے تیسرا ویرانہ کو خرابہ کہتے ہیں نہ خراب اور ان اعتراضوں کے بعد انہوں نے دخل کیا تھا

ہ

از جسم بجان حجاب تا کے — گل بر رخ آفتاب تا کے

خراب اور خرابہ کا جواب تو صاحب مطلع اوپر کے خطوں میں لکھ چکے یہ خط بقیہ اعتراضوں کے جواب اور دخل کے بیجا ہونے کے اظہار میں ہے۔

۱۲۲ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ دیکھیے ہم عارف ہیں ورود نامہ سے پہلے جواب نامہ لکھتے ہیں دن بھول گیا ہوں غالب ہے آج تیسرا دن ہو صبح کو میں نے آپ در بنارسیدن کی بحث میں خلاصۂ تحقیق لکھکر ارسال کیا اُسی دن شام کو آپ کا خط آیا بقیۂ جواب اب لکھتا ہوں نقاب اُس شعر میں بمعنے حائل ہے حول کو وجہ و رخ کی خصوصیت نہیں دو چیزوں کے

بیچ میں جو شئے آجائے بلکہ اُس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ جو چیز ایک چیز کی مانع نظارہ ہو وہ نقاب ہے اُس شئے نامرئی کی رخ کا رخ بمناسب نقاب مقدر ہے اور یہ تقدیر جائز اور بلیغ ہے حجاب کا یہاں اوپری یعنی بے محل اور نا ملائم ہونا یا بشرط عقل سلیم و طبع لطیف ظاہر ہے گلِ خاک باب آمیختہ کو کہتے ہیں وہ رخ آفتاب تک کہاں پہنچے ہاں گرد و غبار میں آفتاب چھپ جاتا ہے اُس کا استعمال از روئے مجاز جائز ہے گنج در ویرانہ تا کے یہ بہت لطیف بات ہے یعنی افسوس کیا جاتا ہے اُس گنج کے بیکار ہونے کا گنج سے غرض یہی تو نہیں کہ جنگل میں مدفون رہے وہ تو یہ چاہتا ہے کہ مدفن سے نکلے اور صرف ہو اور لوگ اُس کے وجود سے تمتع پائیں یہاں ایک اور دقیقہ ہے کہ اس شعر میں گنج مشبہ بہ اور روح انسانی مشبہ ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ روح کا تعلق جسم سے جاودانی نہیں پس کیا قباحت ہے اگر ایک غمزدہ ستم زدہ قطع تعلق روح کا منتظر اور مشتاق ہو مثلاً ایک میعادی محبوس حسرت مندانہ کہے کہ الٰہی وہ دن کب آئیگا کہ میں قید سے نجات پاؤں کب تک سر ٹک کاٹوں کب تک رنج اُٹھاؤں فاخر مکین ایک شاعر تھا شجاع الدولہ و آصف الدولہ کے عہد میں اس نے سعدی و نظامی و حزیں کے اشعار کو اصلاحیں دی ہیں جب ایک ہندوستانی بے علم تنگ مایہ اساتذۂ نامی عجم کے کلام کو

اصلاح دے اگر ایک عالم خراسانی نے ایک ہندی کے مطلع میں تصرف کیا تو کیا قباحت لازم آئی خدا کا شکر کہ مجھکو ستر برس کی عمر میں پچاس برس کی مشق کے بعد اُستاد میسر آیا ۱۲-

۱۲۳ مرزا حاتم علی مہر کے نام

جناب مرزا صاحب دلّی کا حال تو یہ ہے شعر

گھر میں تھا کیا جو ترا غم اُسے غارت کرتا
وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرتِ تعمیر سو ہے

یہاں دھرا کیا ہے جو کوئی لوٹیگا وہ خبر محض غلط ہے اگر کچھ ہے تو یہ بین نمط ہے کہ چند روز گوروں نے اہل بازار کو ستایا تھا اہل قلم اور اہل فوج نے بانصاف رائے ہمدگر ایسا بندوبست کیا کہ وہ فساد مٹ گیا اب امن وامان ہے ۱۲ ناسخ مرحوم جو تمہارے اُستاد تھے میرے بھی دوست صادق الوداد تھے مگر یک فنی تھے صرف غزل کہتے تھے قصیدہ اور مثنوی سے اُن کو کچھ علاقہ نہ تھا سبحان اللہ تم نے قصیدہ میں وہ رنگ دکھایا کہ انشا کو رشک آیا مثنوی کے اشعار جو میں نے دیکھے کیا کہوں کیا حظ اُٹھایا

بیت

خدا سے میں بھی چاہوں ازرہ مہر فروغ میرزا حاتم علی مہر

اگر اسی انداز پر انجام پائیگی تو یہ مثنوی کارنامۂ اردو کہلائیگی خدا تم کو جیتا رکھے تمہارا دم غنیمت ہے صاحب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ معیار الشعرا میں تم نے اپنا خط کیوں چھپوایا تمہارے ہاتھ کیا آیا سخنور سہی اگر سب کا کلام اچھا ہو تو امتیاز کیا رہے ۱۲

۱۲۴ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی کل میرے شفیق مکرم منشی نواب جان کلبۂ احزان میں تشریف لائے آپ کا سلام کہا معلوم ہوا کہ خواجہ صدرالدین صاحب لشکر کے ساتھ گئے ہیں اور آپ یہیں ہیں اس فصل میں کہ ابھی سے رات دن آگ برستی ہے اچھا ہوا کہ زحمت سفر نہ کھینچی اجی حضرت یہ منشی ممتاز علی خاں کیا کر رہے ہیں رقعے جمع کئے اور نہ چھپوائے فی الحال پنجاب احاطہ میں ان کی بڑی خواہش ہے جانتا ہوں کہ وہ آپ کو کہاں ملیں گے جو آپ ان سے کہیں مگر یہ تو حضرت کے اختیار میں ہے کہ جتنے میرے خطوط آپ کو پہنچے ہیں وہ سب یا ان سب کی نقل بطریق پارسل آپ مجھکو بھیجدیں جی یوں چاہتا ہے کہ اس خط کا جواب وہی پارسل ہو مصرعہ تم سلامت رہو قیامت تک -

۱۲۵۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

حضور پہلے خدا کا شکر پھر آپ کا شکر بجا لاتا ہوں کہ آپ نے خط لکھا
اور میرا حال پوچھا یہ پرسش حکم نشتر کا رکھتی ہے اب رنگ قلم کی خونابہ
فشانی دیکھو گورنر اعظم نے میرٹھ میں دربار کا حکم دیا صاحب کمشنر بہادر
دہلی نے سات جاگیرداروں میں سے جو تین بقیۃ السیف تھے انکو
حکم دیا دربار عام سے سواے میرے کوئی باقی نہ تھا یا چند مہاجن
مجھکو حکم نہ پہنچا جب میں نے استدعا کی تو جواب ملا کہ اب نہیں
ہوسکتا جب یہ سرزمین مخیم خیام گورنری ہوئی میں اپنی عادت
قدیم کے موافق خیمہ گاہ میں پہنچا مولوی اظہار حسین خاں صاحب
بہادر سے ملا چیف سکرتر بہادر کو اطلاع کی جواب آیا کہ فرصت نہیں
میں سمجھا کہ اس وقت فرصت نہیں دوسرے دن پھر گیا میری اطلاع
کے بعد حکم ہوا کہ ایام غدر میں تم باغیوں سے اخلاص رکھتے تھے
اب گورنمنٹ سے کیوں ملنا چاہتے ہو اس دن چلا آیا دوسرے دن
میں نے انگریزی خط ان کے نام کا لکھ کر ان کو بھیجا مضمون یہ کہ
باغیوں سے میرا اخلاص مظنہ محض ہے امیدوار ہوں کہ اس کی
تحقیقات ہو تا کہ میری صفائی اور بے گناہی ثابت ہو یہاں سے مقامات

پر جواب نہ ہوا اب ماہ گذشتہ یعنی فروری میں پنجاب کے ملک سے
جواب آیا کہ لارڈ صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ ہم تحقیقات نہ کرینگے
پس یہ مقدمہ طے ہوا دربار خلعت پر موقوف ہے پنشن مسدود وجہ
لامعلوم لاموجود الا اللہ و لامؤثر فی الوجود الا اللہ ۱۲ ۱۸۵۵ء میں
نواب یوسف علی خاں بہادر والی رامپور کہ میرے آشنائے قدیم
ہیں اس سال یعنی ۱۸۵۵ء میں میرے شاگرد ہوئے ناظم ان کو
تخلص دیا گیا بیس پچیس غزلیں اُردو کی بھیجی میں اصلاح دیکر
بھیجدیتا گاہ گاہ کچھ روپیہ اُدھر سے آتا رہتا قلعہ کی تنخواہ جاری
انگریزی پنشن کھلی ہوئی ان کی عطا یا فتوح گنی جاتی تھی جب وہ
دونوں تنخواہیں جاتی رہیں تو زندگی کا مدار ان کے عطیہ پر رہا
بعد فتح دہلی وہ ہمیشہ میرے مقدم کے خواہاں رہتے تھے اور میں
عذر کرتا تھا جب جنوری ۱۸۶۰ء میں گورنمنٹ سے وہ جواب پایا
جو اوپر لکھ آیا تو میں آخر جنوری میں رامپور گیا چھ سات ہفتہ وہاں
رہکر دلی آیا یہاں آپکا خط محررہ ۸ مارچ پایا استفتا کا جواب بھیجا جاتا ہے ۱۲

۱۲۶ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

بیت پایان شب سیہ سپید است ٭ در نومیدی بسے امید است

قبلہ آج آپ کی خوشی اور خوشنودی کے واسطے اپنی روداد لکھتا ہوں
تو طبیہ ۱۸۶۰ء میں لارڈ صاحب بہادر نے میرٹھ میں دربار کیا
صاحب کمشنر بہادر دہلی اہالی دہلی کو ساتھ لے گئے میں نے کہا
میں بھی چلوں فرمایا کہ نہیں جب لشکر میرٹھ سے دلی آیا میں موافق اپنے
دستور کے روز ورود لشکر مخیم میں گیا میر صاحب سے ملا اُن کے
خیمہ میں سے اپنے نام کا ٹکٹ صاحب سکرتر بہادر کے پاس بھیجا
جواب آیا کہ تم غدر کے دنوں میں بادشاہ باغی کی خوشامد کیا کرتے
تھے اب گورنمنٹ کو تم سے ملنا منظور نہیں میں گدا ہے میرم اس حکم پہ
ممنوع نہ ہوا جب لارڈ صاحب بہادر کلکتہ پہنچے میں نے قصیدہ
حسب معمول قدیم بھیجا مع اس حکم کے واپس آیا کہ اب یہ چیزیں
ہمارے پاس نہ بھیجا کرو میں مایوس مطلق ہو کر بیٹھ رہا اور حکام شہر
سے ملنا ترک کیا اتفاقاً اواخر ماہ گذشتہ یعنی فروری ۱۸۶۳ء میں
نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب دلی آئے اہالی شہر صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر و صاحب کمشنر بہادر کے پاس دوڑے اور اپنے نام لکھوائے میں تو بیگانہ محض
اور مطرود حکام تھا جگہ سے نہ ہلا کسی سے نہ ملا دربار ہوا ہر ایک
کامگار ہوا شنبہ ۸- فروری کو آزاد اتہ منشی پھول سنگھ صاحب کے
خیمہ میں چلا گیا اپنے نام کا ٹکٹ صاحب سکرٹر بہادر پاس بھیجا

بلا لیا مہربان پاکر نواب صاحب کی ملازمت کی استدعا کی وہ بھی
حاصل ہوئی دو حاکم جلیل القدر کی وہ عنایتیں دیکھیں جو میرے تصور
میں بھی نہ تھیں چنانچہ عرضی میر منشی لفٹنٹ گورنری سے سابقہ معرفت
نہ تھا وہ بطریق حسن طلب میرے خواہاں ہوئے تو میں گیا جب حکام
بجز و استدعا مجھ سے بے تکلف ملے تو میں قیاس کر سکتا ہوں کہ میر منشی
کی طرف سے حسن طلب پایہ حکام ہوگا و للرحمٰن الطاف خفیہ

روداد یہ ہے کہ دو شنبہ مارچ کو سواد شہر میں خیام گورنری ہوا آخر
روز میں اپنے شفیق قدیم جناب مولوی اظہار حسین خاں بہادر
کے پاس گیا اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ تمہارا دربار اور خلعت بدستور
بحال و برقرار ہے متحیرانہ میں نے پوچھا کہ حضرت کیونکر حضرت نے
کہا کہ حاکم حال نے ولایت سے آکر تمہارے علاقہ کے سب کاغذ
انگریزی و فارسی دیکھے اور باجلاس کونسل حکم لکھوایا کہ اسد اللہ خاں
کا دربار اور نمبر اور خلعت بدستور بحال و برقرار ہے میں نے پوچھا
کہ حضرت یہ امر کس اصل پر متفرع ہوا فرمایا کہ ہم کو کچھ معلوم نہیں
ہیں اتنا جانتے ہیں کہ یہ حکم دفتر میں لکھوا کر ۱۴ دن یا ۱۵ دن
ادھر کو روانہ ہوئے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ شعر

کارساز ما بہ فکر کار ما   فکر ما در کار ما آزار ما

سہ شنبہ ۳۔ مارچ کو ۱۲ بجے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے مجھکو بلایا خلعت عطا کیا اور فرمایا کہ لارڈ صاحب بہادر کے یہاں کا دربار اور خلعت بھی بحال ہے انبالے جاؤگے تو دربار اور خلعت پاؤگے عرض کیا گیا کہ حضور کے قدم دیکھے خلعت پایا لارڈ صاحب بہادر کا حکم سن لیا میں نہال ہوگیا اب انبالے کہاں جاؤں جیتا رہا تو اور دربار میں کامیاب ہو رہونگا۔

شعر

کار دنیا کسے تمام نکرد　　ہرچہ گیرید مختصر گیرید

۱۲۷۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

حضرت پیرو مرشد اس سے آگے آپ کو لکھ چکا ہوں کہ منشی ممتاز علی خاں صاحب سے میری ملاقات ہے اور وہ میرے دوست ہیں یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ میں صاحب فراش ہوں اٹھنا بیٹھنا ناممکن ہے خطوط لیٹے لیٹے لکھتا ہوں اس حال میں دیباچہ کیا لکھوں یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ تفتہ کو میں نے خط نہیں لکھا اشعار ان کے آئے اصلاح دیدی منشاء اصلاح جابجا حاشیہ پر لکھدیا کل جو عنایت نامہ آیا اُس میں بھی دیباچہ کا اشارہ اور تفتہ کے خطوط کا حکم مندرج پایا ناچار تحریر سابق کا اعادہ کرکے حکم بجالایا ناظرین قاطع برہان پر روشن ہوگا کہ ناصرادار

بے مراد کا ذکر مبنی اس پر ہے کہ عبدالواسع ہانسوی بے مراد کو صحیح
اور نامراد کو غلط لکھتا ہے میں لکھتا ہوں کہ ترکیبیں دونوں صحیح لیکن
بے مراد غنی کو کہتے ہیں اور نامراد محتاج کو اب آپ کے نزدیک اگر ان
دونوں کا محل استعمال ایک ہی ہو تو میرا مدعاے اصلی یعنی نامراد کی ترکیب
کا علی الزعم عبدالواسع کے صحیح ہونا فوت نہیں شعر میرزا صائب شعر

نامرادی زندگی بر خویش آسان کردنست
ترک جمعیت دل خود را بسامان کردنست

یہاں نامرادی بے مرادی کے معنے کیونکر دیکھی اغنیا خواہ اہل توکل خواہ
اہل تمول متمولین پر کبھی کام آسان نہیں ہوتا بلکہ مفلسوں سے زیادہ
ان پر مشکلیں ہیں رہے اہل توکل ان کی صفتیں اور ہیں وہ اہل اللہ ہیں
مقربان بارگاہ کبریا ہیں دنیا پر پشت پا مارے ہوئے ہیں کام ان پر
کب مشکل تھا کہ انھوں نے اس کو آسان کر دیا نامراد صیغۂ مفرد ہے
مساکین کا اصناف مساکین کی شرح ضرور نہیں سختی کشی و بینوائی و
تہیدستی و گدائی یہ اوصاف ہیں مساکین کے ان صفات میں سے ایک
صفت جس میں پائی جاوے وہ مسکین وہ نامراد البتہ مساکین پر نہ
ایک کام بلکہ سب کام آسان ہیں نہ پاس ناموس و عزت نہ حب جاہ
و مکنت نہ کسی کے مدعی نہ کسی کے مدعا علیہ دن رات میں دو بار روٹی

ملی بہت خوش ایک بار ملی بہرحال خوش خدا کے واسطے مولانا صاحب کے شعر میں سے نامراد بمعنی کسے کہ ہیچ مراد نداشتہ باشد کیونکر ثابت ہوتا ہے مساکین کی زندگی جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں آسان گذرتی ہے یا اغنیا کی رہا مولوی معنوی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بیت

عاقلاں از بے مرادیہائے خویش باخبر گشتند از مولائے خویش

میں نے مثنوی کے ایک نسخہ میں عاقلاں کی جگہ عاشقاں دیکھا ہے بہرصورت معنی یہ ہیں کہ عشاق یا عقلا بعد ریاضت شاقہ ماسوائے اللہ سے اعراض کرکے بے مراد اور بے مدعا ہوگئے یہ پایۂ تسلیم و رضا ہے البتہ اس رتبہ کے آدمی کو خدا سے لگاؤ پیدا ہوگا مصرعہ

باخبر گشتند از مولائے خویش

یہاں بھی بے مرادی سے نامرادی کے معنی نہیں لیے جاتے مگر ہاں

مصرعہ بے مرادی مومناں از نیک و بد

دوسرا مصرع مصرعہ در یکی بے مرادت داشتی

ان دونوں مصرعوں میں نامراد اور بے مرادی کے معنے میں خلط واقع ہوگیا ہے خیر بے مراد اور نامراد ایک سہی ہرچند دوسرے مصرع مولوی میں بے مرادی کے معنے بے حاجت کے درست ہوتے ہیں مگر

مصرعہ من کہ رندم شیوۂ من نیست بکشت

زیادہ تکرار کیوں کروں معہذا مصرعۂ اول کی کچھ توجیہ بھی نہیں کر سکتا
نامرادی کی ترکیب کی صحت علی الزعم عبدالواسع ثابت ہو گئی فثبت المدعا
کمال یہ کہ مانند ناچار و بیچارہ اور نا انصاف اور بے انصاف کے
نامراد اور بے مراد کا بھی مورد استعمال مشترک رہا والسلام ۱۲۔

۱۲۵ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد سہل ممتنع میں کسرۂ لام توصیفی ہے سہل موصوف
اور ممتنع صفت اگرچہ بحسب ضرورت وزن کسرۂ لام مشبع ہو سکتا
ہے لیکن مخل فصاحت ہے اور لام موقوف تو خود سراسر قباحت ہے
سہل ممتنع اُس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے اور
اُس کا جواب نہ ہو سکے بالجملہ سہل ممتنع کمال حسن کلام ہے اور
بلاغت کی نہایت ہے ممتنع درحقیقت ممتنع النظیر ہے شیخ سعدی کے
بیشتر فقرے اس صفت پر مشتمل ہیں اور رشید وطواط وغیرہ شعرائے
سلف نظم میں اس شیوہ کی رعایت منظور رکھتے ہیں خودستائی ہوتی
ہے سخن فہم اگر غور کریگا تو فقیر کی نظم و نثر میں سہل ممتنع اکثر پائیگا سہل
ممتنع یہ کلام اَدَق مرا برسوں پڑھے تو یاد نہ ہو وے سبق مرا
یہ مصرعہ حیرت آور ہے کلام ادق سہل ممتنع کے منافی ہے پھر یاد نہ ہونا

اور حافظہ پر نہ چڑھ جانا ہرگز سہل ممتنع کی صفت نہیں ہو سکتی
کلام ادق جس کا حفظ دشوار ہو شاید کوئی قسم اقسام کلام میں سے
ہو ہاں کلام ادق کلام مغلق کو کہتے ہیں سو کلام مغلق اور کلام
سہل ممتنع ضد یکدیگر ہے مغلق اور ادق سہل ممتنع اور سہل ممتنع مغلق
اور ادق کیونکر ہو سکے گا اور حافظہ میں محفوظ رہنا کلام مغلق اور ادق
کی صفت کیونکر پڑیگی ہاں مغلق عسیر الفہم ہو گا پڑھا نہ جائیگا معنی
سمجھ میں نہ آئیں گے سہل ممتنع کی صفت وہ تھی جو فقیر اوپر لکھ آیا
اس شعر سے مجھکو کچھ علاقہ نہیں ختم ـــ

آب ور بنا رسیدن یعنے خراب بنیاد قیاسی ہے اساتذہ کے
کلام میں میں نے نہیں دیکھا اگر آیا ہو تو درست ہے ہاں یا آب رسانیدن
بنا کہ بظاہر آب ور بنا رسیدن کا متعدی منہ ہے بلغا کے کلام میں
آیا ہے لیکن اضداد میں سے ہے یعنے ویرانی بنا مستعمل اور بہم
یعنے استحکام بنا اگر اس کا لازم ڈھونڈیئے تو رسیدن بنا بہ آب ہے
نہ رسیدن آب ور بنا جیسا کہ نعمت خان عالی کہتا ہے ؎

نیست محکم گر رسد بنیاد دنیا تا بآب　　چوں حباب این خانہ بے بنیاد میدانیم ما

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسیدن بنا تا بآب موجب استحکام ہے اور
شاعر باوجود دلیل استحکام بنا کو نا استوار چاہتا ہے صائب کہتا ہے

بیت

چگونہ شمع تجلی ز رشک نگدازد — رخ تو خانۂ آئینہ را بآب رساند

حاجی محمد جان قدسی بیت

بگوشش عطایش رساند این خطاب — کہ بنیاد کان را رساند بہ آب

یہ دونوں شعر مفید معنی ویرانی ہیں قصہ مختصر بآب رسیدن بنابر خرابی خانہ و بآب رساندن متعدی آں و رسیدن آب و رہنا مسموع نہیں ابھی بیمار ہوں اور بیمار کے واسطے انجام کو غسل صحت ہے یا غسل میت والسلام ۱۲۔

۱۲۹ مروان علی خاں رعنا کے نام

خاں صاحب عالی شان مروان علی خاں صاحب کو فقیر غالب کا سلام نظم و نثر دیکھکر دل بہت خوش ہوا آج اس فن میں تم یکتا ہو خدا تم کو سلامت رکھے بھائی جفا کے مؤنث ہونے میں اہل دہلی و لکھنؤ کو باہم اتفاق ہے کبھی کوئی نہ کہیگا کہ جفا کیا ہاں بنگالہ میں جہاں بولتے ہیں کہ ہتھنی آیا اگر جفا کو مذکر کہیں تو کہیں ورنہ ستم و ظلم و بیداد اور جفا مؤنث ہے بے شبہہ و شک والسلام والاکرام ۱۲۔

۱۳۰ مروان علی خاں رعنا کے نام

خاں صاحب مشفق عالی شان کو میرا سلام کل تمہارا عنایت نامہ پہنچا رامپور کا لفافہ آج رامپور کو روانہ ہوا کاغذ اشعار میں نے دیکھ لیا کہیں اصلاح کی حاجت نہ تھی تالہ ورائج شعر

رعنا گذرا ہے مرا نالہ دو چرخ کہن سے تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

نالۂ دل بنا دیا نواب صاحب اردو کا تذکرہ لکھتے ہیں فارسی غزل تم نے بے فائدہ لکھی دیکھو صاحب تم نے اپنے مسکن کا پتا لکھا سو میں نے دوسرے دن تمہارے خط کا جواب روانہ کیا منشی نولکشور صاحب یہاں آئے تھے مجھ سے ملے بہت خوبصورت اور خوش سیرت سعادتمند اور معقول پسند آدمی ہیں تمہارے مداح اور میں ان کا ثناخواں خدا تم کو اور اُن کو سلامت رکھے ۱۲

۱۳۱ مرزا رحیم بیگ مصنّف ساطع برہان کے نام

بخدمت مشفقی مکرمی مرزا رحیم بیگ صاحب نور اللہ قلبہ بالاسرار وعینہ بالانوار سخنے چند گفتہ میشنود **بیت**

نہ در منطق پارسی ودری ہمیں ہندی سادہ و سرسری

جس طرح توحید میں نفی ماسواے اللہ دستور ہے مجھکو تحریر میں حذفِ زوائد منظور ہے عزم مقابلہ نہیں قصد مجادلہ نہیں سرتاسر ثنا حکایت خاتمہ میں ایک شکایت ہے شکوہ دردمندانہ منافی شیوۂ ادب نہیں معہذا اظہار دردِ دل مراد ہے کوئی بات جواب طلب نہیں احسانمند ہوں آپ کا کہ آپ نے منشی سعادت علی کی طرح آدھا نام میرا نہ لکھا اُن کے حُسن ظن کے مطابق مجھکو معشوق میرے استاد کا نہ لکھا اور اگر ایک جگہ یہ الفاظ کہ بقول غالب (باکدام خرس درجوال شدہ ام) بہم پہنچے یا اور دو چار جگہ کلمہ توہین رقم کیے میں نے اپنے لطف طبع اور حُسن عقیدت سے پہلے فقرے کا مفہوم یوں اپنے دل نشین کیا کہ حضرت نے محمد حسین دکنی جامع برہان کو موافق میرے قول کے خرس یقین کیا یا خرس درجوال شدن عبارت ہے صحبت سے خواہی مدافعت کے واسطے ہو خواہی محبت سے مجھکو اس کا قرب بہ سبیل آویزش ہے تم کو اُس کا قرب ازروے آمیزش ہے دوسرے فقرے کے معنی یہ ٹھہراے بلکہ بے تکلف میرے ضمیر میں آئے کہ خرس کی مدد دینے سے کوفت حاصل ہوئی اور وہ کوفت باعث دردِ دل ہوئی شدت درد میں آدمی چیختا ہے چلاتا ہے ہاے واے کرتا ہے غل مچاتا ہے جیسا کہ سعدی بوستان کی اس حکایت میں جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے مصرعہ شبے زیب فکرت ہمی سوختم

فرماتا ہے **مصرعہ** کہ ناچار فریاد خیزد ز درد۔
جناب مرزا صاحب کیا تم نہیں جانتے کیونکر نہیں جانتے بے شبہہ جانتے ہوگے کہ اکابر امت کو امور دینی میں کیا کیا منازعتیں باہم واقع ہوئی ہیں کہ نوبت بہ تکفیر یکدیگر پہنچی ہے اگر فن لغت میں ایک شخص دوسرے شخص کا معتقد نہ ہوا یہانتک کہ اُس کی تحقیق بھی کی تو اور مدعیان علم وعقل اس مسکین کے جگر تشنہ خون کیوں ہو جائیں اور جب تک نقش ہستی صفحہ دہر سے نہ مٹائیں آرام نہ پائیں ظلم تو یہ ہے کہ جو کچھ میں نے قاطع برہان میں لکھا ہے نہ اُس کو سمجھتے ہیں اور نہ کچھ آپ لکھتے ہیں نہ اُس کے معنی سمجھتے ہیں سوال دیگر جواب دیگر پر مدار ہے خارج از بحث اقوال کی تکرار ہے برہان قاطع والے کی محبت سے دل بیقرار ہے فرط غیظ وغضب سے بدن رعشہ دار ہے علی الخصوص سعادت نہ ناظم ہے نہ نثار ہے بموجب اس مصرعہ کے **مصرعہ**

مقتضائے طبیعتش اینست

ناچار تم کو معرض تحریر میں تحمل اور تامل چاہیے سخن پروری وجانب داری میں توغل چاہیے بحسب اختلاف طبائع مانو نہ مانو مگر پہلے یہ تو جانو کہ غالب سوختہ اختر کا فرہنگ نویسوں کے باب میں عقیدہ کیا ہے اگرچہ قاطع برہان میں جابجا لکھتا آیا ہوں مگر اب ہندی کی چندی

کر کے لکھتا ہوں کہ یہ عقیدہ میرا ہے کہ فرہنگ لکھنے والے جتنے گذرے ہیں سب ہندی نژاد ہیں ہاں علم صرف و نحو و عربی میں بقدر تحصیل مسلم اور استاد ہیں علم صرف و نحو کی کتب درسی موجود ہیں جس نے چاہا ہے اُس نے اُستاد سے اُن کتب کو پڑھ لیا ہے فارسی کی جو فرہنگیں حضرت نے لکھی ہیں مطالب مندرجہ کس اصول پر منضبط کیے ہیں اور اُس کا علم کس اُستاد سے حاصل کیا ہے آخر مقاصد صرف صرف و نحو عربی بھی تو صرف مطالعۂ کتب سے نہیں نکالے ہیں پہلے تعلیم تعلم ہے پھر کتب قواعد کے حوالے جا بجا ہیں قواعد فارسی کا رسالا اہل زبان میں سے کس نے لکھا ہے اور ان ہوس پیشہ فرہنگ لکھنے والوں نے وہ رسالہ کس فاضل عجم سے پڑھا ہے شیدائے ہندی سیکروی نے حاجی محمد جان قدسی علیہ الرحمۃ کے اس شعر پر اعتراض کیا ہے مرزا جلالائے طباطبائے علیہ الرحمۃ نے شیدا کو خط لکھا ہے سر آغاز خط کا ایک قطعہ جس میں صحرا و دریا قافیہ اور برساند ردیف شعر کا اخیر کا مصرع ثانی یاد رہ گیا ہے مصرعہ

یعنی بہا دیو مقوی برساند

خلاصہ مضمون خط یہ کہ تو صاحب زبان ہے زبان داں ہے یعنی مقلد اور کاسہ لیس اہل ایران ہے حاجی محمد جان کے کلام کو سند پکڑ

تجھے کس نے کہا ہے کہ اُس سے لڑ گیا تو نے سُنا نہیں جو عرفی و فیضی میں گفتگو ہوئی ہے اور مؤتمن الدولہ شیخ ابوالفضل کے روبرو ہوئی ہے لغات فارسی اور ترکیب الفاظ میں کلام تھا مولانا جمال الدین عرفی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اور نطق آشنا ہو گیا ہوں اپنے گھر کی بڑھیوں سے لغات فارسی اور بھی ترکیبیں سنتا رہا ہوں، فیضی بولا کہ جو کچھ تم نے اپنے گھر کی بڑھیوں سے سیکھا ہے وہ ہم نے خاقانی و انوری سے اخذ کیا ہے حضرت عرفی نے فرمایا کہ تقصیر معاف خاقانی و انوری کا ماخذ بھی تو منطق گھر کی پیر زالوں کا ہے ہائے تمیز کہاں سے لاؤں جو دیکھے کہ یہ حال قلمرو ہند کے صاحب کمالوں کا ہے قیاس مع الفارق کی بہار دیکھو مجرد تقدم زمانہ کا اعتبار دیکھو مانا کہ عرفی تحصیل علوم عربیہ میں اُن سے کمتر ہے صاحب زبان اور ایرانی ہونے میں برابر ہے کیا عرفی کیا انوری کیا خاقانی ایک شیرازی ایک خاوری ایک شروانی اگر مجھ سے کوئی کہے کہ غالب تیرا بھی مولد ہندوستان ہے میری طرف سے جواب یہ ہے کہ بندہ ہندی مولد و پارسی زبان ہے ؎

ہر چہ از دست گہ پارس بہ یغما بردند
تا بنالم ہم ازاں جملہ زبانم دادند

زبان دانی فارسی میری ازلی دستگاہ اور یہ عطیۂ خاص منجانب اللہ ہے
فارسی زبان کا ملکہ مجھکو خدا نے دیا ہے مشق کا کمال میں نے استاد
سے حاصل کیا ہے ہند کے شاعروں میں اچھے اچھے خوشگو اور معنی
مآب ہیں لیکن یہ کون احمق کہے گا کہ یہ لوگ دعوے زبان دانی
کے باب میں رہے فرہنگ لکھنے والے خدا ان کے پیچ سے نکالے
اشعار قدما آگے دھر لیے اور اپنے قیاس کے مطابق چل دیے وہ دیکھی
نہ کوئی ہمقدم نہ کوئی ہمراہ بلکہ سو بسو پراگندہ و تباہ رہنما ہو تو راہ
بتائے استاد ہو تو شعر کے معنی سمجھائے نہ آپ شیرازی نہ استاد
رمضانی نہیں رگ گردن و خمے دعوی زبان دانی میرا یہ قول خاص
ہے نہ عام ہے مجموع فرہنگ نگاروں کے محقق ہونے میں کلام
ہے یہ کیا بات ہے کہ جامع برہان کا ماخذ فرہنگ رشیدی و جہانگیری
ہے عبد الرشید کی کیا شیخی اور میاں انجو میں کیا پیری ہے قطب شاہ
و جہانگیر کے عہد میں ہوتا اگر فشاے برتری ہے تو بیچارہ جعفر زٹلی
بھی فرخ سیری ہے ایک لطیفہ لکھتا ہوں اگر خفا نہ ہو جاؤ گے تو
حظ اٹھاؤ گے جتنی فرہنگیں اور جتنے فرہنگ طراز ہیں یہ سب کتابیں
اور یہ سب جامع مانند پیاز ہیں تو بتو اور لباس در لباس و وہم در وہم
اور قیاس در قیاس پیاز کے چھلکے جس قدر اتارتے جاؤ گے

ڈھیر لگ جائیگا مغز نہ پاؤ گے فرہنگ لکھنے والوں کے پردے
کھولتے چلے جاؤ لباس ہی لباس دیکھو گے شخص معدوم فرہنگوں
کی ورق گردانی کرتے رہو ورق ہی نظر آئیں گے معنی موہوم ظرافت
پر مدار تحقیق نہیں ہے آپ کے خاطر نشین کرتا ہوں جو میرے دل نشین
ہے فرہنگ نویسوں کا قیاس معنی لغات فارسی میں نہ سراسر غلط ہے
البتہ کمتر صحیح اور بیشتر غلط ہے خصوصاً دکنی تو عجیب جانور ہے
لغو ہے پوچ ہے پاگل ہے دیوانہ ہے وہ تو یہ بھی نہیں جانتا کہ یاے
اصلی کیا ہے اور یاے زائدہ کیا ہے حیران ہوں کہ اس کی جانبداری
میں فائدہ کیا ہے خدا جانتا ہے کہ میں یکرنگ ہوں مگر دکنی کے
جانبداروں کا چورنگ ہوں مجھے جو چاہو سو کہو اوروں سے
تم کیوں لڑتے ہو کہیں جامع لطائف غیبی کو برا کہتے ہو کہیں نگارندۂ
واقع ہذیان سے جھگڑتے ہو جانتا ہوں کہ دکنی کی عبارت کی خامی
اس کی راے کی کجی اسکے قیاس کی غلطی اگر نہ سب جگہ بلکہ بعض جگہ سچ جانتے
ہو مگر یہ میں نہیں جانتا کہ اتنی محنت کرنی اور اس کے رفع تخلیہ کے واسطے
توجیہات باردہ ڈھونڈھنی کس واسطے ایسا اس کو کیا مانتے ہو
مجھ پر جبد اتمہ آتے ہو مولوی نجف علی اور میاں داد خاں سے جدا
بگڑتے ہو بھائی صاحب مغلچہ پن پر آگئے گو ہار لڑتے ہو سچ ہے

غالب آگندہ گوش ہے کسی کی نہیں سنتا اسی سے آپ کے مقرر کیے ہوئے قاعدہ کے موافق بحلف کہتا ہوں کہ قاطع برہان و دافع ہذیان و لطائف غیبی کو ہرگز نہیں دیکھا آویزہ و افسوس کے بیان میں مجھ سے وہ سہو ہوا ہے کہ مجھے اُس کا اقرار اور میرا دوست میاں داد خاں شرمسار ہے جو کچھ اُس مصنف نے اس باب میں لکھا وہ قول فیصل اور کافی ہے مانیں یا نہ مانیں ناظرین کو اختیار ہے گھری بکاف فارسی مکسور بروزن اکھری لغت ہندی الاصل اس کی شرح میں جداگانہ ایک فصل کاف فارسی مکسور کی جگہ کاف عربی مفتوح اعراب کا بوزن تشنتری وضوع مجھے اور میرے دوست سیف الحق کو دو سہو طبعی پر استعذار ہوا خواہان بوہرہ دکنی کو اغلاط متواتر کے جواز پر اصرار فاعتبروا یا اولی الابصار خروبے واو بمعنے نور اور خورہ مع الواو بمعنے جذام ایک ویزہ بمعنے پاک اور آویزہ بمعنے ناپاک ایک یہ اور ہزار ایسے اغلاط سند اور مقبول اور منظور گویا یہ مصرع جو حمد میں ہے

مصرعہ کند ہرچہ خواہد برو حکم نیست

اس کی شان میں صادق سمجھ لیا ہے چشم بد دور اب چاہیے کہ اُس کے پوچھنے والے اُس کے نام کے بعد جل جلالہ لکھیں اور اگر اتنی جرأت نہ کریں تو نظر بافادہ و استفادہ عم نوالہ لکھیں ستر برس کی عمر کانوں سے

پہر اجمعیت کم تفرقہ زیادہ اور پہر خودداری اور کسر نفس اور استغنا خداداد
بیہودہ بکنے میں اوقات کیوں صرف کروں پاسخ نگاری کیوں لفظ
بلفظ و حرف بحرف کروں آپ کو اپنی نمود اور شہرت منظور ہے خردہ
گیری و عیب جوئی سے مجھکو نفرت ہے اور حیا آتی ہے زیادہ گوئی
سے آپ کے حسن کلمات طیبات سے قطع نظر کرکے ناظرین مصنف کے
وجدان پر چھوڑ دیتا ہوں اور شکایت موعودہ سے پہلے تین امر ضرور
لکھ لیتا ہوں (صہیل بمعنے آواز اسپ زینہار نیست) اس کے سچ
ہونے میں کیا کلام ہے جو صہیل سے آواز اسپ مراد رکھے وہ ناقص ہے
اور خام ہے کیا عرفی کا شعر عرفی کے خط سے لکھا ہوا کسی کو نظر پڑا
کہ ناظر سے سن کر تمہارا ذہن وقاد تقاد وہاں جا لڑا لغت کسی باطن
کے اندھے کے ہاتھ سے لکھا جائے اور پھر عرفی جیسا شاعر دیدہ ور
بانہ پرس میں پکڑا جائے تمہارا محبوب بوہرہ دکنی شین منقوطہ
مع التحتانی کے بیان میں شیہہ کو گھوڑے کے ہنہنانے کی فارسی بتاتا
ہے عربی میں گھوڑے کے ہنہنانے کو صہیل بروزن دلیل کہتے ہیں
صیحہ بروزن بیضہ عموماً بمعنے ہر صداے ہولناک و مہیب آتا ہے
میں کیونکر فرہنگ نگاروں کے اور ان کے مددگاروں کے قیاس
کو وحی سمجھوں اور کیونکر کاتبوں کے املا کو مصحف مجید کی طرح سر پہ

دھروں یہ تو جب ہو سکتا ہے کہ میں اپنے کو جاہل اور نباہت فرض کر لوں
جرم وخطاے بلوغ برگردن بندگان جناب است میں آپ کو
مخاطب بالفتح ٹھہرا کر یہی فقرہ پڑھ کر چپ رہتا ہوں بعد اس کے
تبدل جیم بہ تحتانی کو ممنوع کہتا ہوں یعقوب کو بہ تغیر لہجہ انگریزی
زبان میں جاکوب کہتے ہیں کہاں مبدل رمنہ کہاں تغیر لہجہ حضرت
آپ جو کہتے ہیں خوب کہتے ہیں کودک کو ترجمۂ طفل نہیں مانتے اور
پھر خاتمہ میں ریدگان بصیغۂ جمع لکھواتے ہو واقعی یوں ہے کہ جو کچھ
لکھواتے ہو بہ بزورے بصر نہیں بلکہ از روے سمع لکھواتے ہو خط
تمام ہوا اب مستغیث کی عرضی کی سماعت ہو لیکن سماعت از روے
انصاف بالاے طاعت ہو عرضی گذرانے سے پہلے مستغیث پوچھتا
ہے کہ آپ کے محکمۂ عالیہ کا سررشتہ دار دیانت دار ہے یا نہیں سخن فہم
و ہوشیار ہے یا نہیں میں تو گمان کرتا ہوں کہ امین نہ ہو دلیل سن لیجیے
اگر یقین نہ ہو (صیحہ بجنے آواز اسپ زنہار نیست) اسکے ماقبل اور
بھی عبارت ہے سنانے والے نے نہ پڑھی ہو کتنا بعید ہے کس واسطے
کہ اس عبارت کے مفہوم کو ملحوظ نہ رکھنا اور محمد اکرام پنجابی کا
شعر تو قابل التفات نہیں مگر مولنا جلال الدین عرفی شیرازی رحمۃ اللہ
علیہ کا شعر بہ تتبع کاتب غلط لکھوا دینا تم سے ایسا بعید ہے انشاء اللہ

تا نسخوں کی تحریف کو مانتے ہو املا میں کاتبوں کی غلطی کے کیوں نہ قائل ہو انشا و املا و لفظ و معنی میں تقلید چھوڑ کر تحقیق کے کیوں نہ مائل ہو تقصیر معاف یہ نہ استناد بہ کلام عرفی عالی مراتب ہے بلکہ پیروی خامۂ کج رفتار کاتب ہے کہہ چکا ہوں کہ نہ مجھکو مناظرہ کا دماغ نہ ہجوم امراض جسمانی و آلام روحانی سے فراغ آگے جو ہمت نہیں ہاری تھی اور غیب سے توقع مددگاری تھی تو یہ اپنا شعر اُردو میرے ورد زبان اور اس ہنجار سے میں زمزمہ سنج فغاں رہتا تھا

شعر

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں　　ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

اب جو اصلاح حال و حصول مطالب سے دل مایوس ہے تو طبیعت اسی غزل کی اِس بیت کے ترنم سے مانوس ہے

شعر

عمر بھر دیکھا کیے مرنے کی راہ　　مر گئے پر دیکھیے دکھلائیں کیا

کوئی یہ نہ سمجھے کہ بڑا رونا رزق کا ہے جب معاش مقرر ہو تو پھر غم کیا ہے نہ صاحب یہ باتیں جانوروں کی ہیں کہ کچھ کھا لیا پانی پی لیا اور چین سے سو رہے آدمی عموماً اور صاحبان ننگ و ناموس خصوصاً باوجود فراغ معاش ایسی جانگداز بلاؤں میں مبتلا ہیں کہ کوئی کیا ہے یہ حال تو یا صاحب واقعہ جانے یا خدا جانے دوسرے سے

یہ کار افتادہ کیوں کئے اور بغیر کئے دوسرا کیا جائے مناظرہ کا تو ہرگز
ارادہ نہیں اگر مرو ودل نہ ہوتا تو باتیں کہتا زیادہ نہیں وہ بھی نہ ازروے
بحث و تکرار نہ باندازِ استفسار اظہار سے مقصود نفس اظہار یہ جو آپنے
مولوی امام بخش کو امام المحققین خطاب دیا ہے کتنے محققین نے آپکے
اپنا امام مان لیا ہے جب تک نہ اجماع محققین کا ہوگا یہ خطاب باجماع
اہل عقل ناجائز و ناروا ہوگا وہ فرمانرواے عہد شاہنشاہ کہلائیگا
کئی بادشاہ جس کے فرمان پذیر ہو جائیں گے ایک سید نے اپنے
لڑکے کا نام میر شہنشاہ رکھ لیا یہ میر شہنشاہ صاحب کیونکر شاہجہاں
جہانگیر ہو جائیں گے اگر حضرت بفتحہ قاف ثانی بصیغہ تثنیہ امام المحققین
کہتے تو ایک ماسوم آپ ہوتے اور نراین داس تنبولی دوسرا ہوتا ساطع
برہان کے تیرھویں صفحہ کی نویں سطر میں آپ لکھتے ہیں (وہمچنین بر افراط
و تفریط توضیح را اکاربند نشدہ اند کہ بداں حرکت گیری تواند کرد)
تواند تواستن کے مضارع کی بحث میں سے صیغۂ واحد غائب ہے
فاعل چاہتا ہے خواہی معرفہ جیسے احمد محمود خواہی نکرہ جیسے ہمان
کسے یا شخصے مردے یا زنے اور اگر فاعل مذکور نہ ہو تو اس صورت
میں تواں کر چاہیے کہ تواں مالم ہیچ فاعلہ ہے کرامت تو مجھے حاصل
نہیں ہاں ازروے حسن عقیدت کہتا ہوں کہ یا آپ نے یوں لکھا

ہے کہ (کسے بدان حروف گیری تواند کرد) یا تواند کی جگہ توان رقم فرمایا
ہے دیکھے آپنے بیل کے جوے کا بوجھ میری گردن پر رکھدیا اور
میں نے ایک بیل کا بوجھ پشت مبارک سے اُٹھالیا اور اسد اللہ داد خواہ
جلد آ اور اپنی عرضی لا حضرت آیا اور عرضی لایا پہلے پانچ کاغذوں کی
نقلیں علی الترتیب پڑھی جاویں پھر سر رشتہ دار صاحب بکمال امانت
و دیانت عرضی سناویں **نقل عبارت برہان قاطع** اب
دہ وست بکسر دال ابجد و ہاے ہوز اشارہ بحضرت رسول صلوات
اللہ علیہ است خصوصاً و شخصے را نیز گویند کہ بزرگ مجلس بود و آرایش
صدر و زینت از و باشد عموماً **نقل عبارت قاطع برہان**
از خامی عبارت چشم می پوشم و می خروشم کہ آب دہ وست مرکب از آب
و دہ کہ صیغۂ امر ست از دادن و وست کہ با وجود معانی دیگر مسند را
نیز گویند معنی ترکیبی رونق دہندۂ مسند ہر آئینہ تا مسند را بطرف
نبوت یا رسالت یا ہدایت مضاف نگردانند بمقام لغت فرو نیارند
بلکہ در مدح اکابر و صدور نیز بے اضافۂ لفظ امارت و شوکت و
امثال اینہا نگارند کہ تنہا آب دہ وست افادۂ معنی شو بانندۂ
وست میکند و آن خود اہانتی ست قبیح بیچارہ در نظم و نثر لغت آب دہ
وست رسالت دیدہ است و تتمۂ مضمون را لغت اندیشیدہ است

نقل عبارت ساطع برہان آب دہ دست خدا نکند که این اعتراض از جانب مرزاے من باشد کو رسوادے ہیچمدان گفتہ باشد بخاطر داشت آن درج کتاب کرد ورنہ این کنایہ قابل اعتراض نیست چه آب دہ دست جملۂ ترکیبی ست دست که در عربی و فارسی بمعنی مسند ست مضاف و مضاف الیه که معنی محذوف باید دانست بلکه کلامیست مستقل بتراوف بالا دست مضاف و مضاف الیه کو معنی صدر و مسند بزرگ قوم باشد صاحب مؤید الفضلا در لغت فارسی این لغت را بسند دو کتاب که آداب و قنیه باشد بہمین صورت و صحت بہمین معنی نگاشت و در مدار نیز و صاحب رشیدی آورده که آب دہ دست بمعنے بزرگ مجلس و معنی ترکیبی آن رونق دہ صدر و مسند **قوله** بیچاره در نظم و نثر لغت آب دہ دست رسالت دیده و نیمۂ مضمون را لغت اندیشیده است انتہی

اقول جامع این کنایه را در نظم و نثر بے اضافۂ رسالت دیده است و ہمچنان در رشتۂ تحریر کشیده است خاقانی گوید **شعر**

دست آب دہ مجاور انش ۔۔۔ از زن دہ بمرج کوثر النش

تبصره پس گروان جناب اگر فراموش نکنند در شرح کنایه ماہی چشمۂ خضر در باب المیم جویند که میگویند که آب دہ دست استعاره براے آنحضرت از خاقانی از رکاکت نیست و اے برین عقیدت که

کہ اورا بہ پیمبرے بر داشتند و باز بہ نسبت رکاکت سرنگون انداختند

نقل عبارت برہان قاطع

ماہوچی شمۂ خضر کنایہ از زبان و دہان معشوق ست

قاطع برہان

یارب ماہوچی شمۂ خضر کدام لغت ست من در کتاب مطبعہ بدین صورت دیدہ ام مصرعہ

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

در ضمیر میگذرد کہ ماہی چشمۂ خضر خواہد بود و آن خود مضمونیست بطریق استعارہ بالکنایہ کہ سخنور لب با خون جگر خوردہ باشد تا در نظم و نثر خویش آوردہ باشد پس ہر کہ این را در گفتار خویش آرد سرقہ خواہد بود از لغات مستقلہ و کنایہای مشہورہ نیست کہ بکار دبیران روزگار آید شیر خدا کہ ترجمۂ اسد اللہ است گوئی یکے از نامہای جناب ولایت پناہ است صد ہزار کس در کلام خویش آوردہ باشد و سرقہ نیست و کسی در تبحش شین مع الیا شیر شرزۂ غاب اسم حضرت امیر علیہ السلام نوشتہ و آن مضمونے ست کہ خاقانی در قصیدۂ قسمیہ بہم رساندہ شیر شرزہ خود صفتیست عام کہ بر ہر مرد شجاع و سرہنگ جنگ جو اطلاق توانکرد و غاب بمعنے بیشۂ نیستان است ہر آئینہ این صفت نہ سزاوار شان اسد اللّٰہی باشد خاقانی خود بطریق تنزل گفتہ است این چنین صفت اسم کسیکہ بعد از خدا و رسول اورا بہ بزرگی توان ستود چگونہ

روا تواند بود ہمچنین آب وہ دست در باب الف ممدودہ اسم حضرت ختم المرسلین صلوات اللہ علیہ قرار دادہ است و این لفظیست درغایت رکاکت صفت لفظ پس غالب منع کرتا ہے برہان دکنی کو کہ رکیک آنحضرت کے حق میں صرف نکر چنانکہ بہدر وان فصل مفصل نوشتہ بہم مقصود ما اینست کہ این چنین مضامین لغت مستقل وکنا یہ مقبول چرا اقرار یابد و جز در شرح اشعارے کہ حاوی این کلمات باشد چرا نگارش پذیرد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اب ترجمہ ماء کا ہندی جسکی پانی اور بمعنی رونق ولطف بھی آتا ہے اور اسلحہ کی تیزی اور جواہر کی صفائی کو بھی کہتے ہیں دست ترجمہ ید ہے جسکی ہندی ہاتھ اور بمعنے قسم ونوع اور بمعنے مسند بھی مستعمل ہے ہم کو اس مقام میں آب بمعنی پانی اور دست بمعنے ہاتھ اور اس کی ترکیب یعنی آبدست اور اسکی مقلوب یعنی دست آب کے باب میں کلام ہے آب دست بحرکت وسکون موحدہ عموماً ترجمہ غسالۂ ید ہے اور خصوصاً وضو کو کہتے ہیں تعمیم کی سند استاد کا شعر شعر

بے تکلف زو لساقی کن اگر دل خستۂ

کابدست او شفا بخش ہمہ بیمار ہاست

تخصیص کی سند نام حق کی بیت

بیت

آبدست و نماز باید کرد　　دل مقام گداز باید کرد

عرف میں آبدست کس عضو کے غسالے کو کہتے ہیں ہم تو آتنا پوچھکر
چپ ہو رہتے ہیں پس آب دہ دست اور دست آب دہ کے معنے وضو
کروانے والا اور ہاتھ دھلوانے والا آب بمعنے رونق اور دست بمعنے مسند
کا یہاں ادخال محض جہل اور صرف اہمال یہ تو میرا قول ہے کہ آب
دہ دست رسالت رسول کو کہہ سکتے ہیں ایک بے ادب فقط آب دست دہ
کہتا ہے اور ہم مُنہ تکتے ہیں منشی سعادت علی کو نہ علم نہ فہم اس نے
اس قباحت کو نہ جانا مرزا حکیم بیگ صاحب افسوس کی بات ہے
تم نے اس بیابان خاص ہیں قاطع برہان والے کے قول کو کیونکر
مانا ہے سراسر بے پردہ اشرف الانبیا علیہ و آلہ والسلام کی تذلیل
اور توہین ہے اور جو پیمبر کو ایسا کہے وہ بمجموع اہل اسلام کے نزدیک
مرتد اور مردود و بے دین ہے بلکہ مخالفین بھی جو مسلمان اپنے پیمبر کو
بُرا کہے اس کو بُرا جانینگے یقین ہے پس پیمبر کا آب دہ دست نام
رکھنے والا مورد لعنۃ اللّٰہ و ملائکتہ والناس اجمعین ہے خاقانی کے
شعر کے لکھنے سے آپ کی کیا مراد ہے یہ شعر قطعہ بند ا ور اس کا پہلا
شعر مجھکو یاد ہے پہلے پوچھتا ہوں کہ دست آب دہ کا فاعل اور

شین کا مرجع تمنے کسکو ٹھہرایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان اس میں بطریق مذکور یا مقدر کہاں پایا جب اس مصرع کی رو سے

مصرعہ دست آب دہ مجاورانش

دست آبدہ پیمبر کا نام قرار پایا تو دوسرے مصرع کے مطابق مصرعہ

ارزن دہ برج کو ترانش

ارزن دہ کا خطاب بھی حضرت پر صادق آیا سبحان اللہ جہاں مصطفٰے مجتبےٰ رحمۃ اللعالمین و خاتم المرسلین آپ کے القاب ہیں وہاں آبدہ بھی آپ کا لقب ٹھہرا مرزا جی میں ترک جاہل ہوں بجا ہے اگر مجھ کو گالیاں از روئے عتاب دو گے خدا کے واسطے پیمبر کو کیا جواب دو بندہ پرور خاقانی کا شعر قطعہ بند ہے اور اس شعر کا پہلا شعر یہ ہے

اشعار

روح از پئے آبروے خود را	خلد از پئے رنگ و بوئے خود را
دست آبدہ مجاورانش	ارزن دہ برج کوترانش

اوپر کے دونوں مصرعوں میں را کا لفظ زائد پہلا مصرع تیسرے مصرع سے اور دوسرا مصرع چوتھے مصرع سے متعلق نثر اس کی فارسی میں یوں ہوتی ہے (روح از پئے آبروے خود دستاب دہ مجاوران اوست و خلد از پئے رنگ و بوے خود ارزن دہ کبوتران اوست)"

یہ دونوں شعر کعبۂ معظمہ کی تعریف میں اور دونوں شیئوں کی ضمیر بطرف کعبہ راجع اس اظہار کی تصدیق تحفۃ العراقین سے کیجیے اور ہندی کی چیندی غالب سے سُن لیجیے "روح اپنی افزائش آبرو کے واسطے وضو کا پانی دیتی ہے کعبہ کے مجاوران کو اور خلد افزا رنگ و بو کے واسطے دانہ کھلاتا ہے کعبہ کے کبوتروں کو" وضو کا پانی دینا اور کبوتروں کو دانہ کھلانا ادنیٰ خدمت ہے خدا کے واسطے مخدوم کونین کو خادم کہنا مدح ہے یا مذمت ہے معہذا خاقانی کے اس مصرع سے دست آبدہ پیمبر کو سمجھنا بے اعتنائی اور غفلت ہے خاقانی نے روح کو آبدست دہ کا فاعل مانا تھے پیمبر کو معاً اس فعل کا فاعل اور ایک فعل کا دو فاعل سے متعلق ہونا کیونکر جائز جانا قافلہ شد یعنی قافلہ رفت یعنی قافلہ سالار رفت یعنی رسول مقبول رحلت کرد یہ قاف مع الالف میں کلام اُسی مستحسن رسول کا ہے دست آبدہ کی شرح میں تحقیر اور قافلہ شد میں استہزا ہے برہان قاطع والا اگر یہ قباحتیں نہیں سمجھا ہے تو احمق ہے اور اگر سمجھ کر لکھتا ہے تو کافر مطلق ہے اب میرے خونابۂ زخم دل کی روانی اور قلم کی خوننابہ فشانی دیکھیے تبصرہ مندرجہ حاشیہ ساطع برہان کے حق میں کیا فرماتے ہو اور اس فقرۂ اخیر کو

(بازو در نشیب رکاکت سر انداختند) کس کا لکھا بتاتے ہو سفو فضرا فضلا
وختم العلما امیر الدولہ مولوی محمد فضل حق رحمۃ اللہ علیہ نے رد عقائد
وہابیہ میں بزبان فارسی ایک رسالہ لکھا ہے اور اس عہد کے علما
کی اس پر مہریں ہیں اس رسالہ میں جناب مولوی صاحب مرحوم
لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت کو قوت مجامعت بہت تھی
حالانکہ یہ امر واقعی ہے یا یہ کہے کہ آپ کی ردا میلی تھی اگرچہ اس وقت
میں ہو لیکن چونکہ ایک گونہ سوء ادب اور اہانت ہے حاکم اہل اسلام
کو چاہیے کہ اس قول کے قائل کو سزا دے اور اگر حاکم سزا نہ دے تو
اہل شہر پر عزل حاکم واجب ہے اور اگر اہل شہر ایسا نہ کریں تو وہ
شہر دار الحرب ہے پس بموجب فتوائے علمائے اسلام فقرۂ مذکور
کا لکھنے والا کفر میں شداد سے اشد اور کذب میں مسیلمۂ کذاب سے
سوا ہے خیر عقبیٰ میں وہ خالق کا مقہور اور دنیا میں اہل خلق کا
مطعون ہوگا مجھکو کیا مجھے تم پر ہنسی آتی ہے بعضی بات سمجھی نہیں
جاتی ہے خاقانی روح کو آید ست وہ مجاوران حرم کہتا ہے تم
کہتے ہو کہ خاقانی دست آب وہ اسم پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہتا ہے مولوی امام بخش نے تم کو بہت کچھ پڑھایا مگر طریقہ
استنباط معنی نہ بتایا میرے حق میں جو کہتے ہو خود بھی نہیں سمجھتے کہ

کیا کہتے ہو میں نے اس کے سوا (کہ خاقانی بطریق تنزل گفتہ است)
اور کیا کہا ہے جو تم میرا کہتے ہو وہ بھی ذکر شیر شرزہ غاب میں نہ دستانہ
کے باب میں اس نے جناب امیر المومنین کے واسطے ایک لفظ سہل سہرتی
لکھا میں نے قبول نہ کیا اور اس کے قول کا تنزل ظاہر کر دیا آنحضرت
کو اس نے آیدہ دست یا دستانہ کہاں لکھا اور کیوں لکھتا نہ
احمق تھا نہ بے ادب جب اس نے نہیں لکھا تو میں اس سے کیوں
اُلجھوں اور کب اُلجھا نہ کج فہم ہوں نہ مغلوب الغضب آیدہ دست
کے پردے کھل گئے بے اضافۂ لفظ آخر دست یعنی مسند نہ آئیگا آیدہ دست
ہاتھ دھلانے والا کہلائیگا ہاں ایک طور ہے تم نے اس کو اور طور سے
لکھا ہے میں بطریق ابلغ و احسن لکھتا ہوں یعنی تخت اورنگ سلاطین
کے جلوس کے واسطے اور وسادہ و مسند امرا کے جلوس کے واسطے
موضوع ہے نظر اس اصل پر سلطان کو زیب افزائے اورنگ اضافۂ
لفظ سلطنت اور امیر کو زینت بخش مسند بے افزائش لفظ امارت
لکھو انبیا خصوصاً سید الانبیا مسند پر کب بیٹھے تھے ان کے غلاموں کو
امارت ننگ ہے اور زمزمۂ الفخر فقری بلند آہنگ ہے میرے خداوند
کا فرش حصیر تہ گلیم ردائے صحابہ سطح خاک میں مومن مجرم اپنے اس
خداوند کو جس کی شان میں یہ مصرع اگرچہ مدح مجمل ہے

مصرعہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

لیکن قول فیصل ہے آبدہ دست و زینت بخش مسند کیونکر سمجھوں بلکہ
مجموع اہل اسلام بشرط فہم صحیح و طبع سلیم گوارا نہ کرینگے کہ وہ صفت
عام جو دنیاداروں کے واسطے ہے قبلہ دین و دنیا پر صادق آئے و کنی
اور اُس کے فضلہ خوار قابل خطاب نہیں ایہا الاخ المکرم فضلہ خوار
جواب ہے پس گردان جناب کا یہ کلمہ مستوجب عتاب نہیں یقین کہ
آپ نے اب تو از روے دلالت لفظ و معنی جان لیا ہوگا اور اس
فقیر حقیر کو نظر بہ قومیت ترک و پیشۂ آبائی سپاہ گری عمدۃ المحققین
خطاب دیا ہوگا جاننا اس امر کا کہ آب وہ دست میں اگر آب سے پانی اور
دست سے ہاتھ مراد لیں تو اُس کو اسم پیمبر سمجھنا کتنی بے ادبی ہے
اور اگر آب کو بمعنے رونق اور دست کو بمعنے مسند مانیں تو بے الحاق لفظ
نبوت و ہدایت حضرت کو اِس ترکیب کا مشار الیہ سمجھنا کیسی بوالعجبی
ہے آبدہ دست رونق بخش مسند صفت ہے عموماً منعمان مالدار کی
یہانتک کہ اس اصطلاح سے تعریف کرسکتے ہیں صرافان و ساہوکاران
بلاد و امصار کی میں اب قطع کلام کرتا ہوں اور آپ کو بکمال تعظیم سلام
کرتا ہوں پیمبر کی تحقیر کو مسلم رکھتے ہو تم جانو اور سید ابرار خاقانی پہ
بہتان کرتے ہو تم جانو اور وہ میدان معنی کا شہسوار مجھکو جس قدر

تم نے لکھا ہے یا کوئی اور لکھ رہا ہے اگرچہ وہ سب لغو اور جھوٹ ہے معقول اور راست نہیں لیکن واللہ مجھکو عرصۂ محشر میں اُس کی بازخواست نہیں

شعر

زمین عشق بکوبین صلیح کل کردیم   تو خصم باش وزما دوستی تماشا کن

۱۳۳ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

مخدوم مکرم مظہر لطف و کرم جناب مولوی صاحب اشرف الوکلا درویش گوشہ نشین غالب حزیں کا سلام آپ کے عنایت نامہ کے ورود نے مجھ پر آپ کا احسان مند ہوا اور دل سے آپ کو دعائیں دیں کیوں حضرت آپ حیران ہوئے ہونگے کہ یہ شخص اتنا فضول اور لغو کیوں ہے خط کے پہنچنے سے اظہار منت پذیری اگر گزاف نہیں کیا ہے اب اس خوشی اور دعائیں دینے کی وجہ سُنیے یعنی آپ کے سبب سے میں نے اپنے والا برادر ازجان عزیز تر بدل نزدیک وازدیدہ دور نامہربان بخو و مغرور میر قاسم علی خاں کا رقعہ اپنے نام کا پایا اللہ اللہ اگر آپ باعث نہ ہوتے تو بھائی صاحب کا ہے کو مجھکو خط لکھتے انہیں سے پوچھیے کہ کبھی تم نے اسد کو خط لکھا ہے پس بعد اس توضیح کے آپ کی تحریر کا جواب لکھتا ہوں آپ کا واسطے اصلاح کلام

رجوع کرنا میری طرف موجب نازش کا ہے میرا طریق اس فن خاص میں
یہ ہے کہ جو شعر بے عیب ہوتا ہے اُس کو بدستور رہنے دیتا ہوں اور جہاں
لفظ کے بدلے لفظ لکھتا ہوں اُس کی وجہ خاطر نشان کر دیتا ہوں تا کہ
آیندہ صاحب کلام اُس قسم کے کلام میں خود اپنے کلام کا مصلح رہے
مطلع کا یہ مصرع مصرع

سرخوش و سرشار ستم بلبلی

لسان فارسی میں سرشار صفت ہے پیالے کے معنی لفظی اسکے لبریز
پس شارب کو لبریز کیونکر کہیں گے اور یہ جو اردو مست و سرشار
مترادف المعنی استعمال میں آتے ہیں امر جداگانہ ہے فارسی میں تتبع
اردو کا نا جائز رند عالم سوز شعرائے عجم میں بمعنی رند بے نام و ننگ
آیا ہے جیسا کہ استاد کہتا ہے مصرع

رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار

حسن مطلع سست تھا میر سد بر بادہ الخ بر شیشہ یہاں انسب ہے
از لحد چوں خاک جستم خاک کو جستن سے کیا علاقہ (نقد جان را مہر ستم
بلبلی) تعقید معنوی ہے طالب عہد استم طالب عہد الست یعنی عہد الست
کس سے مانگتا ہے ہاں سرخوش عہد الست بجل و بموقع ۱۲ متوقع
ہوں کہ میرا یہ رقعہ جو آپ کے نام کا ہے جناب میر قاسم علی خاں

صاحب کو پڑھا دیجیے گا اور اب جو آپ مجھے خط لکھیں تو یہ بھی لکھیے گا کہ ہنوز وہ صدر امین ہیں یا ترقی کی اور صدر الصدور ہو گئے اور اگر ترقی نہیں کی تو کیا وجہ ۱۲

۱۳۳ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

جناب مولوی صاحب مخدوم مولوی محمد عبد الرزاق صاحب شاکر کی خدمت میں بعد سلام یہ التماس ہے کہ مولوی صاحب عالیشان مولوی مفتی اسد اللہ خاں بہادر کی خدمت میں فقیر کا سلام پہنچایئے میں تو آپ سے عرض کرتا ہوں مگر آپ مفتی صاحب سے کہیے کہ مجھکو باوجود شدت نسیان آپ کا تشریف لانا یاد ہے چھاپے کے اجزا اٹھا کر میں نے آپ کے سامنے ایک غزل اپنی پڑھی تھی جس کے دو شعر قطعہ بند ہیں

قطعہ

ارزندہ گوہرے چو من اندر زمانہ نیست — خود را بخاک رہگذر حیدرا فگنم

منصور فرقۂ علی اللّٰہیاں منم — آوازۂ انا اسد اللہ در افگنم

خدا کرے حضرت کو بھی یہ واقعہ یاد ہو اتحاد اسمی دلیل مودت روحانی ہے اخی مکرمی میر قاسم علی خاں کو سلام پہنچے سال گذشتہ کی تعطیل کی طرح دلی آکر مجھ سے بے ملے نہ چلے جایئے گا پھر حضرت مکتوب الیہ

سے کلام ہے اشعار بعد حک و اصلاح کے پہنچتے ہیں یہ رتبہ میری
ارزش سے فوق ہے کہ میں آپ کے کلام میں دخل و تصرف کروں
بندہ نواز زبان فارسی میں خطوں کا لکھنا پہلے سے متروک ہے پیرانہ
سری و ضعف کے صدقوں سے محنت پژوہی و جگرکاوی کی قوت
مجھ میں نہیں رہی حرارت غریزی کو زوال ہے اور یہ حال ہے شعر
مضمحل ہو گئے قویٰ غالب — وہ عناصر میں اعتدال کہاں
کچھ آپ ہی کی تخصیص نہیں سب دوستوں کو جن سے کتابت رہتی
ہے اُردو ہی میں نیاز نامے لکھا کرتا ہوں جن جن صاحبوں کی
خدمت میں آگے میں نے فارسی زبان میں خطوط و مکاتیب لکھے اور
بھیجے تھے اُن میں جو صاحب الی الآن ذی حیات و موجود ہیں انسے
بھی عند الضرورت اسی زبان مروج میں مکاتبہ و مراسلت کا
اتفاق ہوا کرتا ہے پارسی مکتوبوں و رسالوں و نسخوں و کتابوں کے
مجموع شیرازہ بستہ چھاپا ہو کر اطراف و اقصائے عجم میں پھیل گئے
حال کی نثروں کو کون فراہم کرنے جائے جہاں کسی کے خیالات نے
مجھکو اُن کی تحریر و تعلق و بار سے دست بردار و آزاد و سبکدوش
کردیا جو نثریں کہ مجموع و یکجا ہو کر جہاں جہاں منتشر ہو گئی ہیں اور
آئندہ ہوں انہیں کو جناب احدیت جلت عظمتہ مقبول قلوب

اہل سخن و مطبوع طبائع ارباب فن فرمائے اور میں اب انتہائے عمر
ناپائدار کو پہنچکر آفتاب لب بام اور بہجوم امراض جسمانی و آلام روحانی
سے زندہ درگور ہوں کچھ یاد خدا بھی چاہیے نظم و نثر کی قلمرو کا انتظام
ایزد دانا و توانا کی عنایت و اعانت سے خوب ہو چکا اگر اس سے
چاہا تو قیامت تک میرا نام و نشان باقی و قائم رہیگا پس امیدوار
ہوں کہ آپ انہیں نذور مختصرہ یعنی تحریرات روزمرہ اردوے سادہ
و سرسری کو تا امکان غنیمت جانکر قبول فرماتے رہیں اور درویش دلریش
و فرو ماندہ کشاکش معاصی کے خاتمہ بخیر ہونے کی دعا مانگیں الله
بس ماسواہ ہوس ۱۲ تقیید معنوی کو حضور خود جانتے ہونگے اسکی
توضیح و تفصیل میں تحصیل حاصل و تطویل لاطائل کی صورت نظر آتی ہے
لہذا خامہ فرسائی بروے کار نہیں آئی ۱۲

۱۳ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

حضرت تین دوستوں نے مؤلف محرق پر جس کا نام صاحب
تنبیہ محرق رکھا گیا ہے جوتی پیزار کی ہے ایک رسالہ موجہ وتھا بھیجا جاتا
ہے وہ دو نسخے بھی اگر بہم پہنچ گئے تو بھجوا دونگا غزل بہ اصلاح کے
جاتی ہے طرز تقریر مبارک ہو ۱۲-

۱۳۵۔ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

حضرت مطالب علمی و شعری کا لکھنا موقوف سوال پر ہے جب حضور کی طرف سے کوئی سوال آئیگا بقدر اپنے معلوم کے جواب لکھا جائیگا

شعر

ہیں اپنے گنہ مزیل امید ایمان کہاں ہے ایک ڈر ہے

اس شعر میں قصد اچھا ہے مگر بیان ناقص ہے مطلب تو یہ ہے کہ صرف خوف اصل ایمان نہیں رجا کا بھی شمول چاہیے اور یہ بات اس تقریر میں سے نکلتی نہیں۔

۱۳۶۔ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

پیر و مرشد مصرع ع اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے۔ یہ خبر ہے پہلا مصرع مصرع ع ظلمتکدے میں میرے شب غم کا جوش ہے یہ مبتدا ہے شب غم کا جوش یعنی اندھیرا ہی اندھیرا ظلمت غلیظ سحر ناپید گویا خلق ہی نہیں ہوئی ہاں دلیل صبح کی بود پر ہے بجھی ہوئی شمع اس راہ سے کہ شمع و چراغ صبح کو بجھا یا کرتے ہیں لطف اس مضمون کا یہ ہے کہ جس شئے کو دلیل صبح ٹھہرایا وہ خود ایک

سبب ہے منجملۂ اسباب تاریکی کے پس دیکھا چاہیے جس گھر میں علامت صبح مؤید ظلمت ہوگی وہ گھر کتنا تاریک ہوگا شعر

متقابل ہے مقابل میرا — رُک گیا دیکھ روانی میری

تقابل و تضاد کو کون نہ جانے گا نور و ظلمت شادی و غم و راحت و رنج وجود و عدم لفظ مقابل اس مصرع میں بمعنے مرجع ہے جیسے حریف کہ بمعنی دوست کے بھی مستعمل ہے مفہوم شعر یہ کہ ہم اور دوست از روے خوے و عادت ضد ہمدگر ہیں وہ میری طبع کی روانی دیکھ کر رک گیا غزل بعد اصلاح کے پہنچتی ہے آپ اپنی طرف سے اس کو استصلاح سمجھتے ہیں اور میں اس کو اپنی جانب سے استفادہ جانتا ہوں والسلام ۱۲۔

۱۳۷ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

فقیر اسد اللہ نے اس کاغذ کے لفافے پر مرسلہ محمد عبدالرزاق جعفری الحیدری اور ٹکٹ پر شاکر دیکھ کر دیر تک غور کی کہ یہ دو صاحب ہیں بعد تامل یاد آیا کہ مولوی عبدالرزاق صاحب اسم شریف اور شاکر تخلص ہے غور کیجیے کہ نسیان کا کیا عالم ہے واللہ اگر مجھکو یاد ہو کہ سابق میں کوئی غزل آپ کی آئی ہے یہ لفافہ لکھا ہوا ہم

اگست سال حال کا کل میں نے ڈاک سے پایا آج غزل کو دیکھا
کل یہ لفافہ روانہ کرونگا

شعر

کوئی آتا نہیں آگے ترے ہمتا ہوکر — آئینہ جب نظر آیا ہے تو اندھا ہوکر

یہ مطلع دل نشین ہے مگر اتنا تامل ہے کہ آئینہ کو اندھا کہا چاہیے یا
نہیں

شعر

مردم چشم سیہ جب نظر آتا ہے ترا — بیٹھ جاتا ہے مرے دل میں سویدا ہوکر

مردم یعنی آنکھ کی پتلی مذکر نہیں معشوق کی قید کیا ضرور دعوی حسن
پہ بنی رہے عموماً یہ خوب ہے

شعر

نظر آتی ہے جہاں مردمک چشم سیاہ — بیٹھ جاتی ہے مرے دل میں سویدا ہوکر

شعر

حرمت مے کے لئے پیر مغاں کا ہے یہ حکم — ریش قاضی کی رہے پنبۂ مینا ہوکر

یہ شعر بے لطف ہوگیا کس واسطے کہ جب قاضی کی ریش کہی تو وہ
ابہام ریش قاضی کہاں رہا ۱۲ — کارگاہ ہستی میں الخ داغ ساماں
مثل انجم انجمن وہ شخص کہ داغ جس کا سرمایہ و ساماں ہو بہت موجود
لالہ کی منحصر نمایش داغ پر ہے ورنہ رنگ تو اور پھولوں کا بھی
لال ہوتا ہے ۱۲ — بعد اس کے یہ سمجھ لیجیے کہ پھول کے درخت
یا غلہ جو کچھ بویا جاتا ہے دہقان کو جتنے بونے پانی دینے میں

مشقت کرنی پڑتی ہے اور ریاضت میں لہو گرم ہو جاتا ہے مقصود بنائے
کنایہ یہ ہے کہ وجود محض رنج و عنا ہے مزارع کا وہ لہو جو کشت و کار میں
گرم ہوا ہے وہی لالہ کی راحت کے خرمن کا برق ہے حاصل یہ وجود
داغ اور داغ مخالف راحت اور بصورت رنج غنچہ الخ کلی جب نئی
نکلے بصورت قلب صنوبری نظر آئے اور جب تک پھول بنے برگ
عافیت معلوم یہاں معلوم بمعنے معدوم ہے اور برگ عافیت بمعنی
مایۂ آرام **مصرعہ** برگ عیشی بگور خویش فرست
برگ اور سروبرگ بمعنے ساز و سامان ہے خواب گل تشخیص گل
باعتبار خموشی و برجا ماندگی پریشانی ظاہر ہے یعنی شگفتگی وہی پھول
کی پنکھڑیوں کا بکھرا ہوا ہونا غنچہ بصورت دل جمع ہے باوجود
جمعیت دل گل کو خواب پریشان نصیب ہے ہم سے رنج الخ پشت
دست صورت عجز اور خس بدندان و کاہ بدندان گرفتن بھی اظہار
عجز ہے پس جس عالم میں کہ داغ نے پشت دست زمین پر رکھدی
ہو اور شعلہ نے تنکا دانتوں میں لیا ہو ہم سے رنج و اضطراب کا
تحمل کس طرح ہو قبلہ ابتدائے فکر سخن میں بیدل و اسیر و شوکت
کے طرز پر ریختہ لکھتا تھا چنانچہ ایک غزل کا مقطع یہ تھا ؎
طرز بیدل میں ریختہ لکھنا اسد اللہ خاں قیامت ہے

۱۵- برس کی عمر سے ۲۵- برس کی عمر تک مضامین خیالی لکھا کیا
دس برس میں بڑا دیوان جمع ہو گیا آخر جب تمیز آئی تو اُس دیوان
کو دور کیا اوراق یک قلم چاک کیے دس پندرہ شعر واسطے نمونے کے
دیوان حال میں رہنے دیے ۱۲- بندہ پرور اصلاح نثری کی ضرورت
نہیں آپ کی انشا کی یہ روش خاص دلچسپ اور بے عیب ہے
اس وضع کو نہ چھوڑیے اور جو میرا تتبع اور مجھ پر توجہ منظور ہو تو
پنج آہنگ وغیرہ میری مصنفات کو بامعان نظر و صرف ہمت
ملاحظہ فرمائیے اور مشق بڑھائیے چشم بد دور طبیعت حضور کی نہایت
عالی اور مناسب اس فن کے ہے میں آپ کی رسائی ذہن اور قوت
قلم سے امید قوی رکھتا ہوں کہ عنقریب بہت خوب لکھیے گا میرے
اور تمام دوستوں کے فخر اور دشمنوں کے رشک ہو جائیے گا ان ہذا
لا من برکتہ العلم یا مولانا و بالفضل والکمال اولانا ۱۲-

۱۳۹ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

قبلہ و کعبہ تقصیر پا در رکاب ہے سہ شنبہ چہار شنبہ ان دونوں
دنوں میں سے ایک دن عازم رامپور ہوں گا تقریب وہاں کے جانے
کی رئیس مرحوم کی تعزیت اور رئیس حال کی تہنیت دو چار مہینے

وہاں رہنا ہوگا اب جو کوئی خط آپ بھیجیں تو رامپور بھیجیں مکان کا پتا لکھنا ضرور نہیں شہر کا نام اور میرا نام کافی ہے مخمس بعد اصلاح بھیجا جاتا ہے حق تو یہ ہے کہ شعر آپ کہتے ہیں اور خط میں اٹھاتا ہوں حسن اتفاق سے اصلاح خمسہ کے وقت دوستِ غمگسار یار وفاشعار علامۂ روزگار خیتم العلماء المتبحرین مولوی مفتی صدر الدین خان صاحب بہادر صدر الصدور دہلی المتخلص بہ آزردہ دام اقبالہ و زاد علاءہ کہ مجھ سے ملنے کو غریب خانے پر تشریف لائے ہوئے موجود تھے خمسہ کو دیکھ کر پسند فرمایا حضور کی بلاغت کی تحسین عربی مصرعوں کے میر کے ساتھ شریک غالب ہو کر مزے لوٹے اور آپ کی شیرینی گفتار کے وصف میں تا دیر عذب البیان و رطب اللسان رہے اور مجھ سے بقدر میرے معلوم و بیان کے آپ کی صفات حمیدہ سے واقف و آگاہ ہو کر بہت شاد و خرسند ہوئے مبارک ہو نادیدہ و غائبانہ یعنی محض مشتاقانہ بہ تمنائے ملاقات عجز و نیاز لکھنے کو ارشاد کر گئے ہیں لہٰذا میں لکھتا ہوں قبول فرمائیے گا ۱۲

۱۳۶۔ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

قبلہ پہلے معنی ابیات سنیے معنی سنیے نقش فریادی الخ ایران میں

رسم ہے کہ داد خواہ کاغذ کے کپڑے پہنکر حاکم کے سامنے جاتا ہے جیسے
مشعل دن کو جلاتا یا خون آلودہ کپڑا بانس پر لٹکا کر لیجاتا بس شاعر
خیال کرتا ہے کہ نقش کس کی شوخی تحریر کا فریادی ہے کہ جو صورت
تصویر ہے اس کا پیرہن کاغذی ہے یعنی ہستی اگرچہ مثل تصاویر
اعتبار محض ہو موجب رنج و ملال و آزار ہے شوق ہر رنگ الخ
رقیب بمعنے مخالف یعنی شوق سر و سامان کا دشمن ہے دلیل یہ ہے
کہ قیس جو زندگی میں ننگا پڑا پھرتا تھا تصویر کے پردے میں بھی ننگا
ہی رہا لطف یہ ہے کہ مجنوں کی تصویر با تن عریاں ہی کھنچی ہے جہاں
کھنچی ہے زخم نے داد الخ یہ ایک بات میں نے اپنی طبیعت سے نئی
نکالی ہے جیسا کہ اس شعر میں شعر

نہیں ذریعۂ راحت جراحت پیکاں وہ زخم تیغ ہے جس کو کہ دل کشا کہیے

یعنی زخم تیر کی توہین بسبب ایک رخنہ ہونے کے اور تلوار کے زخم کی
تحسین بسبب ایک طاق سا کھل جانے کے زخم نے داد نہ دی تنگی
دل کی یعنی زائل نہ کیا تنگی کو پرفشاں بمعنی بیتاب اور یہ لفظ تیر کے
مناسب حال معنی یہ کہ تیر تنگی دل کی داد کیا دیتا وہ تو خود ضیق مقام
سے گھبرا کر پرفشاں اور سراسیمہ نکل گیا نامہ غالب کا مکتوب الیہ
رحیم بیگ نامے میرٹھ کا رہنے والا ہے دس برس سے اندھا ہو گیا

ہے کتاب پڑھ نہیں سکتا سن لیتا ہے عبارت لکھ نہیں سکتا لکھوا دیتا
ہے بلکہ اُس کے ہموطن ایسا کہتے ہیں کہ وہ قوت علمی بھی نہیں رکھتا
اوروں سے مدد لیتا ہے اہل دہلی کہتے ہیں کہ مولوی امام بخش صہبائی
سے اس کو تلمذ نہیں ہے اپنا اعتبار بڑھانے کو اپنے کو ان کا شاگرد
بتاتا ہے میں کہتا ہوں کہ واے اُس ہیچ دلپوچ پر جس کو صہبائی کا
تلمذ موجب عزّ و وقار ہو رسالہ اس کا ساطع برہان دلی پہنچکر
ڈھونڈوں گا اگر مل گیا تو خدمت میں پہنچے گا جناب مستطاب میر
قاسم علی خاں صاحب صادق القول ہیں میرے گھر آئے ہونگے
دروازہ بند پایا ہوگا مگر ایک خدشہ ہے کہ حضرت میں اور میرے
بھائی مرزا علی بخش خاں میں بہت ربط و اتحاد تھا اور وہ مرحوم
خدایش بیامرزاد کذب و گزاف میں ضرب المثل تھا اس تصوّر سے
اگر میں اس جملے کے سچ جاننے میں تامل کروں تو میرا تامل بیجا
نہ ہوگا بہرحال اُن کو میرا سلام کہیے گا ۱۲ سیلابچی ایک لفظ ہے
ہندیان فارسی داں کا اصل لغت چلپچی اور یہ لغت ترکی ہے ہذا
حباب آسمان جب تک کہ آسمان کو بحر یا دریا نہ کہیں حباب آسمان
نامقبول نامسموع و ناثت مسموع ہے اگر فتحہ الف کا اشباع جائز ہو
ورنہ و ناثت پروری کی جگہ ادنیٰ پروری بہتر ہے بلکہ و ناثت باو ناثت

بہر حال صفت ہے پرورش موصوف کی چاہیے نہ صفت کی والسلام

۱۴۷۔ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

قبلہ آپ کو یہ تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ۸۔ جنوری کو فقیر دلّی پہنچا تھکا ماندہ خستہ رنجور ہنوز افاقت کلی نہیں پائی آج صبحدم ہوا بند ہے دھوپ تیز ہے پشت بآفتاب تکیہ کے سہارے سے بیٹھا ہوا یہ سطریں لکھ رہا ہوں غزل پہنچتی ہے گوند میں لتھڑ کر ایک ٹکڑا کاغذ کا الگ ہو گیا ہے حضرت باحتیاط اُس کو لفافے سے نکالیں

بیت

ہے تمہارا آفتابہ آفتاب آسماں ‎ ‎ دیکھ لو اپنی چلمچی میں حباب آسماں

اگر پسند آئے تو اِس مطلع کو یوں رہنے دیجیے مولوی نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ کا ایک شعر طالبعلموں کے ہاتھ پڑا انہوں نے ازروے قواعد نحو اس میں کلام کرنا شروع کیا مولوی کے پاس جب وہ کلمات پہنچے تو فرمایا کہ یاران شعر را بہ مدرسہ کہ برد۔ جو صاحب یہ فرماتے ہیں کہ مجموع پہلا مصرع مبتدا نہیں ہو سکتا اُن سے پوچھنا چاہیے کہ کیا آپ اُسی پہلے مصرعہ میں سے (ظلمتکدے میں میرے) اس کو مبتدا اور (سب غم کا جوش ہے) اس کو خبر ٹھہراتے ہیں پس اگر

یوں ہے تو بھی مدعا حاصل ہے دوسرا مصرع دوسری خبر سہی آخر یہ بھی تو مسلمات فن نحو میں سے ہے کہ ایک مبتدا کی دو بلکہ زیادہ خبریں ہو سکتی ہیں ہاں ایک قاعدہ اور ہے یعنی جملہ فعلیہ کے ماقبل جو عیاں ہوتی ہے اُس کو مبتدا نہیں کہتے اِس مطلع کا مصرعۂ ثانی جملہ اسمیہ ہے اپنے ماقبل مبتدا کو قبول کرتا ہے اگر ہمنے نظر اِس دستور پر مصرعہ اول کو مبتدا کہا تو بھی قباحت لازم نہیں آتی بہر حال جو وہ صاحب اسی پہلے مصرع کو قرار دیں وہ مجھے قبول ہے مگر شعر میرا مہمل نہیں زیادہ اس سے کیا لکھوں بھائی میر قاسم علی خاں صاحب کو بندگی ۱۲

۱۴۱ مخدوم و مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

مخدوم و مکرم و معظم جناب مولوی عبد الجمیل صاحب کی خدمت میں بعد ابلاغ سلام مسنون الاسلام کے عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کی ارادت میرا ذریعہ فخر و سعادت ہے دو عنایت نامے آپ کے اوقات مختلف میں پہنچے پہلے خط کے حاشیہ اور پشت پر اشعار لکھے ہوئے ہیں سیاہی اس طرح کی پھیلی کہ حروف اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے اگرچہ بینائی میری اچھی ہے اور میں عینک کا محتاج نہیں لیکن با اینہمہ اُسکے پڑھنے میں بہت

تکلیف کرنی پڑتی ہے علاوہ اسکے جگہ اصلاح کی باقی نہیں چنانچہ اُس خط کو آپ کی خدمت میں واپس بھیجتا ہوں تاکہ آپ یہ نہ جانیں کہ میرا خط پھاڑ کر پھینک دیا ہوگا اور معہذا میرا اندیشہ آپ کو بھی ہو جائے آپ خود دیکھ لیں کہ اس میں اصلاح کہاں دیجائے واسطے اصلاح کے جو غزل بھیجئے اُس میں بین الافراد و بین مصرعہا فاصلہ زیادہ چھوڑیے اب کے خط میں جو کاغذ اشعار کا ہے حروف اُس کے روشن ہیں مگر بین السطور مفقود اور اصلاح کی جگہ معدوم آپ کی خاطر سے رنج کتابت اُٹھاتا ہوں اور ان دونوں غزلوں کو بعد اصلاح لکھتا جاتا ہوں مسودہ تو آپ کے پاس ہوگا اُس سے مقابلہ کرکر معلوم کر لیجیے گا کہ کس شعر پر اصلاح ہوئی اور کیا اصلاح ہوئی اور کون سی بیت موقوف ہوئی مشاعرہ یہاں شہر میں کہیں نہیں ہوتا قلعہ میں شہزادگان تیموریہ جمع ہو کر کچھ غزلخوانی کر لیتے ہیں وہاں سے مصرعۂ طرح کو کیا کیجئے گا اور اُس پر غزل لکھ کر کہاں پڑھیئے گا میں کبھی اُس محفل میں جاتا ہوں اور کبھی نہیں جاتا اور یہ صحبت خود چند روزہ ہے اس کو دوام کہاں کیا معلوم ہے ابھی نہ ہو اب کی ہو تو آیندہ نہ ہو والسلام مع الاکرام ۱۲

۱۴۲ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

قبلہ آپ کو خط کے بھیجنے میں تردد کیوں ہوتا ہے ہر روز دو چار خط اطراف و جوانب سے آتے ہیں گاہ گاہ انگریزی بھی اور ڈاک کے ہرکارے بھی میرا گھر جانتے ہیں پوسٹ ماسٹر میرا آشنا ہے مجھکو جو دوست خط بھیجتا ہے وہ صرف شہر کا نام اور میرا نام لکھتا ہے محلہ بھی ضرور نہیں آپ ہی انصاف کریں کہ آپ لال کنواں لکھتے رہے اور مجھکو بلی ماروں میں خط پہنچتا رہا یہ اب کی آپ نے حکیم کالے کا نام کیا لکھا ہے اس غریب کو تو شہر میں کوئی جانتا بھی نہیں خلاصہ یہ کہ خط آپ کا کوئی تلف نہیں ہوا جو آپ نے بھیجا وہ مجھکو پہنچا بات یہ ہے کہ شوقیہ خطوں کا جواب کہاں تک لکھوں میں نے آئین نامہ نگاری چھوڑ کر مطلب نویسی پر مدار رکھا ہے جب مطلب ضروری التحریر نہ ہو تو کیا لکھوں اب کی آپ کے خط میں تین مطلب جواب لکھنے کے قابل تھے ایک تو وہ رباعی جو آپ نے اس ننگ آفرینش کی مدح میں لکھی ہے اس کا جواب بندگی ہے اور کورنش اور آداب دوسرا مدعا خط کے نہ پہنچنے کا وسوسہ سو اس کا جواب لکھ چکا تیسرا امر جناب مولوی امتیاز علی خاں صاحب کا میرے یہاں آنا اور میرا اس وقت مکان پر

موجود نہ ہونا واللہ مجھکو بڑا رنج ہوا اگر آپ سے ملیں تو میرا سلام کہیئے گا اور میرا ملال ان سے بیان کیجیے گا صبح کو میں ہر روز قلعہ کو جاتا ہوں ظاہرا مولوی صاحب اول روز آئے ہونگے جب سوار ہو جاتا ہو تب بھی دو چار آدمی مکان پر ہوتے ہیں مولوی صاحب بیٹھتے حقہ پیتے اگر قلعہ جاتا ہوں تو پھر دن چڑھے آتا ہوں زیادہ اس سے کیا لکھوں ۱۲۔

۱۴۳ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

آداب بجا لاتا ہوں آپ کا نوازش نامہ پہنچا غزلیں دیکھی گئیں فقیر کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر کلام میں استقام و اغلاط دیکھتا ہوں تو رفع کر دیتا ہوں اور اگر سقم سے خالی پاتا ہوں تو تصرف نہیں کرتا پس قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان غزلوں میں کہیں اصلاح کی جگہ نہیں۔

۱۴۴ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

سبحان اللہ سر آغاز فصل میں اپنے ثمرہائے پیش رس کا بھیجنا نوید ہزار گونہ بہجت اور شادمانی ہے یہ ثمر بے النوع اثمار ہے اس کی تعریف کیا کروں کلام اس بات میں کیا چاہتا ہوں

کہیں یاد رہا اور راہداکا آپ کو خیال آیا پروردگار با ایں ہمہ رواں پروری و کرم گستری و یاد آوری سلامت رکھے جمعہ کے دن جوان دوپہر کے وقت کہار پہنچا اسی وقت خط کا جواب لیکر اور آم کے دو ٹوکرے دیکر روانہ ہوگیا یہاں سے حسب الحکم اس کو کچھ نہیں دیا گیا خاطر جمع رہے۔

۱۵۲۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

حضرت کیا ارشاد ہوتا ہے آگے اس سے جو آپ کے اشعار آئے تھے وہ دونوں کے بعد اصلاح دیکر بھیجے ہیں خط ڈاک میں تلف ہو جائے تو میرا کیا گناہ آج آپ کا یہ خط صبح کو آیا میں نے آج ہی دوپہر کو دیکھ کر لفافہ کر کر ڈاک میں بھجوا دیا اب پہنچے یا نہ پہنچے دو باتیں سنیئے طرح بسکون راے قرشت بمعنے قریب ہے لیکن اردو میں یہ لفظ مستعمل نہیں وہ دوسرا لفظ ہے طرح بحرکت راے قرشت بروزن فرح اس کو بسکون راے مھملہ بولنا عوام کا منطق ہے ہاں غزل طرح کی زمین طرح کی یہ بسکون اور بمعنی روش و طرز و طرح ہے بفتحتین جناب مولوی احمد حسن صاحب کو میرا سلام پہنچے ۱۲

۱۴۶ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

صاحب وہ خط جس میں اشعار سید مظلوم کے تھے مجھکو پہنچا اور میں نے اُس خط کا جواب تم کو بھیجا اور ذکر اشعار قلم انداز کیا فارسی کیا لکھوں یہاں ترکی تمام ہے اخوان و احباب یا مقتول یا مفقود الخبر ہزار آدمی کا ماتم دار ہوں آپ غمزدہ اور آپ غمگسار ہوں اس سے قطع نظر کہ تباہ اور خراب ہوں مرنا سر پر کھڑا ہے پا بہ رکاب ہوں طرح بالفتح بمعنے نمونہ اور بمعنے قریب سچ لیکن طرح بفتحتین اور چیز ہے غیاث الدین رامپور میں ایک ملائے مکتبی تھا ناقل نا عاقل جس کا ماخذ اور مستند علیہ قتیل کا کلام ہوگا اُس کا فن لغت میں کیا فرجام ہوگا

مصرعہ کیستم من کہ تا ابد بزیم

لاحول ولاقوۃ یہ مصرع میرا نہیں تا ابد بزیم یہ فارسی لالہ قتیل کی ہے میرا قطعہ یہ ہے

قطعہ

کیستم من کہ جاودان باشم ۔۔۔ چوں نظیری نماند طالب مرد

در بگویند در کدامین سال ۔۔۔ مُرد غالب بگو کہ غالب مرد

یہ مادۂ تاریخ از روے نجوم نہیں بلکہ از روے کشف ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲

۱۴۷ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

پیر و مرشد فقیر ہمیشہ آپ کی خدمت گزاری میں حاضر اور غیر حاضر رہا ہے جو حکم آپ کا ہوتا ہے اس کو بجا لاتا ہوں مگر معدوم کو موجود کرنا میری وسع قدرت سے باہر ہے اس زمین میں کہ جس کا قافیہ آپ نے دردِ دل لکھا ہے میں نے کبھی غزل نہیں لکھی خدا جانے مولوی درویش حسن صاحب نے کس سے اس زمین کا شعر لیکر میرا کلام گمان کیا ہے ہر چند میں نے خیال کیا اس زمین میں میری کوئی غزل نہیں دیوان ریختہ چھاپے کا یہاں کہیں نہیں ہے اپنے حافظہ پر اعتماد نہ کر کر اس کو بھی دیکھا وہ غزل نہ نکلی سنیئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اور کی غزل میرے نام پر لوگ پڑھ دیتے ہیں چنانچہ انہیں دنوں میں ایک صاحب نے مجھے آگرہ سے لکھا کہ یہ غزل بھیج دیجیے

مصرعہ اسد اور لینے کے دینے پڑے ہیں

میں نے کہا لاحول ولا قوۃ اگر یہ میرا کلام ہو تو مجھ پر لعنت اسی طرح زمانہ سابق میں ایک صاحب نے میرے سامنے یہ مطلع پڑھا

شعر

اسد اس جفا پر بتوں سے وفا کی ۔۔۔۔ مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

میں نے سن کر عرض کیا کہ صاحب جس بزرگ کا یہ مطلع ہے اُس پر
بقول اُس کے رحمت خدا کی اور اگر میرا ہو تو مجھ پر لعنت اسد اور
شیر اور بت اور خدا اور جفا اور وفا میری طرز گفتار نہیں ہے بھلا
اِن دونوں شعروں میں تو اسد کا لفظ بھی ہے وہ شعر میرا کیونکر سمجھا
جائیگا واللہ باللہ وہ شعر خدنگ کے قافیہ کا میرا نہیں ۱۲

۱۴۲ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

حضرت بہت دنوں میں آپ نے مجھکو یاد کیا سال گذشتہ
اِن دنوں میں میں رامپور تھا مارچ ۱۸۶۰ء میں یہاں آگیا ہوں
اب یہیں ہوں اور یہیں میں نے آپ کا خط پایا ہے آپ نے سرنامہ
پر رامپور کا نام ناحق لکھا حق تعالیٰ والی رامپور کو صد و سی سال
سلامت رکھے اُن کا عطیہ ماہ بماہ مجھکو پہونچتا ہے کرم گستری و
استاد پروری کر رہے ہیں میرے رنج سفر اُٹھانے کی اور رامپور
جانے کی حاجت نہیں خلیفہ حسین علی صاحب رامپور میں مجھسے ملے
ہونگے مگر واللہ مجھکو یاد نہیں نسیان کا مرض لاحق ہے حافظہ
گویا ندارد شامہ ضعیف سامعہ باطل باصرہ میں نقصان نہیں
البتہ حدت کچھ کم ہوگئی ہے **مصرعہ**

پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند

بہر حال چونکہ میں دلّی میں ہوں اور وہ رامپور گئے ہیں تو البتہ وہ آپ کے پیام جو ان کی زبان سے محول تھے بدستور اُن کی تحویل میں رہے اور مجھ تک نہ پہنچے شہر بہت غارت زدہ ہے نہ اشخاص باقی نہ امکنہ کتاب فروشوں سے کہدوں گا اگر میری نظم و نثر کے سالوں میں سے کوئی رسالہ آ جائیگا تو وہ مول لیکر خدمت میں بھیجدیا جائیگا

مصرعہ دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت

ایک دوست کے پاس بقیۃ النہب و الغارت میرا کچھ کلام موجود ہے اُس سے یہ غزل لکھوا کر بھیجدوں گا۔

۱۴۹ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو بندگی پہنچے عنایت نامہ کے ورود نے شادمان کیا مگر مبہم جو نگارش پذیر تھے انھوں نے حیران کیا ابہام کی توضیح اور اجمال کی تفصیل کا مشتاق ہوں آموں کے باب میں جو کچھ لکھا یہ کیوں لکھا ابدا کو دوام کیا ضرور ہے خصوصاً جبکہ بذات خود حادث ہو حضرات اب کے سال ہر جگہ آم کم ہے اور جو کچھ ہے وہ خشک اور بے مزہ ہے آم کہاں سے ہو نہ مہاوٹ

نہ برسات نے ۔ پایاب ہوگئے کنوئیں سوکھ گئے انہار میں طراوت کہاں سے ہو جناب اس کا خیال نہ فرماویں اپنے کشف کو غلط کر دوں گا برشگال آیندہ تک جیونگا آپ کے مونہی آم کھاؤنگا ۔

۱۵۰ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب مولوی صاحب آپ کے دونوں خط پہنچے ہیں زندہ ہوں لیکن نیم مردہ آٹھ پہر پڑا رہتا ہوں اصل صاحب فراش میں ہوں بیس دن سے پانوں پر ورم ہوگیا ہے کف پا و پشت پا سے نوبت گذر کر پنڈلی تک آماس ہے جوتے میں پانوں سماتا نہیں بول و براز کے واسطے اُٹھنا دشوار یہ سب باتیں ایک طرف درد محلل روح ہے ۱۲۷۷ ہجری میں میرا نہ مرنا صرف میری تکذیب کے واسطے تھا مگر اس تین برس میں ہر روز مرگ نو کا مزہ چکھتا رہتا ہوں حیران ہوں کہ کوئی صورت زیست کی نہیں پھر میں کیوں جیتا رہوں روح میری اب جسم میں اس طرح گھبراتی ہے جس طرح طائر قفس میں کوئی شغل کوئی اختلاط کوئی جلسہ کوئی مجمع پسند نہیں کتاب سے نفرت شعر سے نفرت جسم سے نفرت روح سے نفرت یہ جو کچھ لکھا ہے بے مبالغہ اور بیان واقع ہے مصرعہ

مصرعہ: تا خرّم آں روز کزیں منزل ویران بروم

ایسے مخمصہ میں اگر تحریر جواب میں قاصر رہوں تو معاف ہوں۔

۱۵۱۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

قبلہ مجھے کیوں شرمندہ کیا میں اس ثنا اور دعا کے قابل نہیں مگر اچھوں کا شیوہ ہے بُروں کو اچھا کہنا اس مدح گستری کے عوض میں آداب بجا لاتا ہوں ۱۲۔

۱۵۲۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو میری بندگی پہنچے مکرمی مولوی غلام غوث خاں صاحب بہادر میر منشی کا قول سچ ہے اب میں تندرست ہوں پھوڑا پھنسی کہیں نہیں مگر ضعف کی وہ شدت ہے کہ خدا کی پناہ ضعیف کیونکر نہ ہوں برس دن صاحب فراش رہا ہوں ستّر برس کی عمر جتنا خون بدن میں تھا بے مبالغہ آدھا اُس میں سے پیپ ہو کر نکل گیا سِن کہاں جو اب پھر تولید دم صالح ہو بہرحال زندہ ہوں اور ناتوان اور آپ کی پُرسشہائے دوستانہ کا ممنون احسان والسلام مع الاکرام۔

۱۵۵۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب مخدوم مکرم کو میری بندگی تفقد نامہ مرقومہ ۲۱ ستمبر میں نے پایا حضرت کے سلامت حال پر خدا کا شکر بجا لایا کوئی محکمہ تخفیف میں آئے کوئی گانوں مثلاً لٹ جائے آپ کا عہدہ آپ کو مبارک آپ کا دولت خانہ سلامت ہاں وہ جو آپنے ابن الخال کا اس محکمہ میں وکیل ہونے کا آپ کو کھٹکا ہے البتہ بجا ہے جب آپ ظاہر کر چکے ہیں تو اب اُس کا اندیشہ کیا ہے حاکم سمجھ لیگا وہ وکیل ہیں محکمۂ منصفی ہیں یا محکمۂ صدر امین و سشن جج میں کام کرینگے میں تندرست ہوں نہ رنجور ہوں زندہ بدستور ہوں دیکھیے کب بُلاتے ہیں اور جبتک جیتا رہوں اور کیا دکھاتے ہیں والسلام بالوف الاحترام ۱۲۔

۱۵۶۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو سلام اور قصیدہ کی بندگی اگر مجھے قوت ناطقہ پر تصرف باقی رہا ہوتا تو قصیدہ کی تعریف میں ایک قطعہ اور حضرت کی مدح میں ایک قصیدہ لکھتا بات یہ ہے کہ آئین جو شایستہ مدح میں ہے میں اب رنجور نہیں تندرست ہوں

مگر بوڑھا ہوں جو کچھ طاقت باقی تھی وہ اس ابتلا میں زائل ہو گئی اب ایک جسم بے روح متحرک ہوں **مصرعہ**

یکے مردہ شخصم بمردی روان

اس مہینے یعنی رجب ۱۲۸۰ھ سے ستروّاں برس شروع اور اسقام و آلام کا آغاز ہے لاموجود الا اللہ و لامؤثر فی الوجود الا اللہ ۱۲

۱۵۵۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

قبلہ ایک سو بیس ۱۲۰ آم پہنچے خدا حضرت کو سلامت رکھے دس قلمیں اور چھٹانک بھر سیاہی کہار کے حوالہ کر دی ہے خدا کرے بحفاظت آپ کے پاس پہنچے میں مریض نہیں ہوں بوڑھا ہوں اور ناتوان گویا نیم جان رہ گیا ہوں ایک کم ستر برس دنیا میں رہا کوئی کام دین کا نہیں کیا افسوس ہزار افسوس ۱۲

۱۵۶۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب عالی وہ غزل جو کہار لایا تھا وہاں پہنچی جہاں میں جانے والا ہوں یعنی عدم مدعا یہ کہ گم ہو گئی ۱۲

۱۵۴۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

پیر و مرشد نواب صاحب کا وظیفہ خوار گویا اس در کا فقیر تکیہ دار ہوں مسند نشینی تہنیت کے واسطے رامپور آیا میں کہاں اور بریلی کہاں ۱۲- اکتوبر کو یہاں پہنچا بشرط حیات آخر دسمبر تک دہلی جاؤنگا نمائش گاہ بریلی کی سیر کہاں اور میں کہاں خود اس نمایش گاہ کی سیر سے جسکو دنیا کہتے ہیں دل بھر گیا اب عالم بے رنگی کا مشتاق ہوں لا الٰہ الا اللہ لا موجود الا اللہ لا موثر فی وجود الا اللہ۔

۱۵۵۔ مولوی عزیز الدین کے نام

صاحب کیسی صاحبزادوں کی سی باتیں کرتے ہو دلی کو ویسا ہی آباد جانتے ہو جیسی آگے تھی قاسم خاں کی گلی میر خیراتی کے پھاٹک سے فتح اللہ بیگ خاں کے پھاٹک تک بے چراغ ہے ہاں اگر آبادی ہے تو یہ ہے کہ غلام حسین خاں کی حویلی اسپتال ہے اور ضیاء الدین خاں کے کمرے میں ڈاکٹر صاحب رہتے ہیں اور کالے صاحب کے مکانوں میں ایک اور صاحب عالی شان انگلستان تشریف رکھتے ہیں ضیاء الدین خاں اور ان کے بھائی مع قبائل و عشائر لوہارو میں

لال کنوئیں کے محلہ میں خاک اُڑتی ہے آدمی کا نام نہیں تمہارے مکان میں جو چھوٹی بیگم رہتی تھی اُس کے پاس اور لکھمی کی دُکان پر اس اشتہار کو بھیجا بیگم لاہور گئی ہے لکھمی کی دُکان میں کتے لوٹتے ہیں مولوی صدرالدین صاحب لاہور ہیں ایزد بخش نزاب علی ان لوگوں سے میری ملاقات نہیں میں نے آپ مہر کر دی حکیم احسن اللہ خاں اور میاں غلام نجف اور بہادر بیگ اور نبی بخش خاں ساکن دریبہ ان کی مہریں ہو گئیں محضر آپ کے پاس بھیجتا ہوں خط از روے احتیاط بیرنگ بھیجا ہے پوسٹ پیڈ خط اکثر تلف ہو جاتے ہیں چنانچہ قاضی عبدالجمیل صاحب کا خط جس کا آپ نے ذکر لکھا ہے آنکھیں پھوٹ جائیں اگر میں نے دیکھا ہو آپ ان سے میرا سلام نیاز کہیے اور خط کے پہنچنے کی ان کو خبر پہنچائیے ۱۲

۱۵۹ مفتی سید عباس کے نام

قبلہ حضرت کا نوازش نامہ آیا میں نے اس کو حرز بازو بنایا آپکی تحسین میرے واسطے سرمایۂ عز و افتخار ہے فقیر امیدوار ہے کہ یہ دفتر بے معنی نہ سرسری بلکہ سراسر دیکھا جاوے نہ پیش نظر دھرا رہے بلکہ اکثر دیکھا جاوے میں نے جو نسخہ وہاں بھجوایا ہے گویا کسوٹی پر سونا

چڑھا یا ہے نہ ہٹ دھرم ہوں نہ مجھے اپنی بات کی پچ ہے دیباچہ و خاتمہ میں جو کچھ لکھ آیا ہوں سب سچ ہے کلام کی حقیقت کی داد چاہتا ہوں طرز عبارت کی داد جدا چاہتا ہوں نگارش لطافت سے خالی نہ ہوگی گزارش لطافت سے خالی نہ ہوگی علم و ہنر سے عاری ہوں لیکن پچپن برس سے محو سخن گزاری ہوں مبدأ فیاض کا مجھ پر احسان عظیم ہے ماخذ میرا صحیح اور طبع میری سلیم ہے فارسی کے ساتھ ایک مناسبت ازلی و سرمدی لایا ہوں مطابق اہل پارس کے منطق کا بھی مزۂ ابدی لایا ہوں مناسبت خدا داد تربیت استاد سے حسن و قبح ترکیب پہچاننے لگا فارسی کے غوامض جاننے لگا بعد اپنی تکمیل کے تلامذہ کی تہذیب کا خیال آیا قاطع برہان کا لکھنا کیا ہے گویا باسی کڑھی میں ابال آیا لکھنا کیا تھا کہ سہام ملامت کا ہدف ہوا ہے ہے یہ تنک مایہ معارض اکابر سلف ہوا ایک صاحب فرماتے ہیں کہ قاطع برہان کی ترکیب غلط ہے عرض کرتا ہوں کہ حضرت برہان قاطع و قاطع برہان ایک نمط ہے برہان قاطع نے کیا لٹھا نینسوخ تنگ کھ قطع کیا ہے جو آپ نے اُس کو قاطع لقب دیا ہے برہان جب تک غیر کی کسی برہان کو قطع نہ کریگی کیونکر برہان قاطع نام پائیگی برہان قاطع کی صحت میں جتنی تقریر کیجیے گا وہ قاطع برہان کی صحت کی صحت

کی ثبوت کے کام آئیگی قطعۂ تاریخ کا کیا کہنا گویا یہ کتاب معشوق اور یہ قطعہ اسکا گہنا ہے جناب نواب صاحب کا نیازمند اور بندہ فرمانبردار ہوں بعد عرض سلام شعر کے پسند آنے کا شکرگزار ہوں آپ کے علم و فضل و فہم و ادراک کی جو تعریف کی جاسے وہ حق ہے لیکن میرے شعر کی تعریف صرف خریداری دکان بے رونق ہے ۱۲

۱۶ خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

قبلہ آپ کا خط پہلا آیا اور میں اس کا جواب لکھنا بھول گیا کل دوسرا خط آیا مگر شام کو اُسی وقت پڑھ لیا آدمی کے حوالہ کیا اُس نے آج صبحدم مجھکو دیا میں جواب لکھ رہا ہوں بعد اختتام تحریر معنون کرکے ڈاک میں بھجوا دونگا والی رامپور کو خدا سلامت رکھے اپریل مئی ان دونوں مہینوں کا روپیہ موافق دستور قدیم آیا جون ماہ گذشتہ کا روپیہ خدا چاہے تو آجاسے آج جمعہ ۷ جولائی ہے معمول یہ ہے کہ دسویں بارھویں کو رئیس کا خط مع ہنڈوی آیا کرتا ہے میں نے قصیدۂ تہنیت جلوس بھیجا اُس کا جواب آگیا اب میں نظم و نثر کا مسودہ نہیں رکھتا دل اس فن سے نفور ہے دو ایک دوستوں کے پاس اس کی نقل ہے اِن کو اس وقت کہلا بھیجا ہے اگر وہ آج آگیا کل اور اگر کل آیا تو پرسوں بھیجدونگا

بھائی امین الدین خاں صاحب کے اصرار سے خسرو کی غزل پر ایک غزل لکھی ہے علاؤ الدین خاں نے اس کی نقل ان کو بھیجدی ہیں دیوان پر نہیں چڑھاتا مسودہ بھیجتا ہوں تقدیم و تاخیر ہندسوں کے مطابق ملحوظ رہے گرمی کی شدت سے حواس بجا نہیں معہذا امراض و آلام روحانی۔

قصیدہ

تجلیی کہ ز موسیٰ ربود ہوش بطور — بہ شکل کلب علی خاں دگر نمود ظہور
خجستہ سرورِ سلطان شکوہ را نازم — کہ رشک بر کلہش دارد افسر فغفور
ہوائے لطف دی از جان خود برد سوزش — نگاہ قہر وے از روئے مہ رباید نور
دم نگارش وصف کلام شیرینش — چو خیل مور رود بر ورق حروف سطور
فضائے رزمگہش شاہراہ قہر و غضب — بساط بزمگہش کارگاہ سور و سرور
بخوان شرع بہیں ہم نوالۂ شبلی — بہ بزم عشق بہیں ہم پیالۂ منصور
ز روئے رابطۂ حسن ماہتاب جمال — بحسب ضابطۂ جاہ آفتاب ظہور
بحکم مرتبہ او حاکم و فلک محکوم — ز راہ قاعدۂ شرع آمرست او مامور
چو آب سیل روانے کہ ایستد بمغاک — بود ہمیشہ بہ فنجان دست شراب طہور
زہے وزیر و زہے شہریار دانا دل — تو شاہ کشور حسن و خرد ترا دستور

بنائے منظر جاہ ترا زحل معمار — ثوابت کرۂ چرخ ہشتمی مزدور

ثنا گر تو سکندر بہ بارجاے جلال — قفا خور تو ارسطو بدرسگاہ شعور

برائے بزم نشاط تو شمع چون بزند ق — نہ پیسہ گاؤ بکار آورند نے کافور

زفیض نسبت خلق تو عنبر سارا — بجاے موم برآید ز خانۂ زنبور

بدین خرام و بدین قامت و بدین رفتار ق — ز بہر فاتحہ آئی اگر بسوے قبور

جہان جانی و جان جہان عجب نبود — کہ از ورود تو ہر مردہ رقص اندر گور

بہ پیشگاہ تو زانو ہمے زند انصاف — کہ اے برحم و کرم در جہانیان مشہور

در انتقام کشی شیوۂ کرم مگذار — برآر کام دل بد سگال از ساطور

توئی بفضل فزائندۂ عروج علوم — توئی بعلم کشایندۂ عقود صدور

صریر خامۂ من بین کہ میربایدِ دل — چنانکہ از لب داؤد استماع زبور

سواد صفحۂ من بین و تابش معنی — عیان چو شمع فروزندہ در شب دیجور

امیر زندہ دل آن والیِ ولایت نظم — بہ گنج خانۂ گنجینہ نظامیش گنجور

غروب مہر و طلوع مہ دو ہفتہ بود — رسیدن تو بدین اوج بعد آن مغفور

چو او بزیر زمین رفت آن ولایت یافت — تو باش والی روے زمین قرون و دہور

بانجمن نرسیدم ز نا توانائی — ولے بعرض ثنا و دعائیم معذور

بخاک پاے تو گر دستگاہ داشتمی — نبودمے لیکم دوری در تو صبور

من آن کسم کہ ز افراط ورزش اخلاص — بغیبت ست مرا دعوے دوام حضور

توئی رحیم دل و من سقیم دوری بہ — مبادرنجہ شوی از نظارۂ رنجور
سکفے بدست تہی پر زکیسۂ دلاک — دمے بہ نسبہ بسے تنگ تر ز دیدۂ مور
کمی زما و کرم از شما بلا تشبیہ — ز کردگار بود روز و شب ز بندہ قصور
نظر بہ خستگی و پیری و تہید ستی — قبول کردن تسلیم من خوش ست از دور
شعار غالب آزادہ جز دعا نبود — کہ باد ستی دعا گوے در دعا مشکور
بدہر تا بود آئین کہ در نوا آرند — رباب و بربط و قانون و نے بمحفل سور
بہ بزم عیش تو ناہید باد زمزمہ سنج — نسیم عطر فروش از شمیم طرۂ حور

محب ز لطف تو بالندہ چون نوا از ساز
عدو ز بیم تو نالندہ چون خر طنبور

غزل

ہم انا اللہ خوان درختے را بگفتار آورد
ہم انا الحق گوی مردی را سر دار آورد
ایکہ پنداری کہ ناچار ست گردون در روش
نیست ناچار آنکہ گردون را برفتار آورد
نکتہ داریم و با یاران نمیگوئیم فاش
طالب دیدار باید تاب دیدار آورد

آن کند قطع بیابان این تنگا فد مغز کوہ
عشق ہر یک را بطرز خاص در کار آورد
جذب شوقش بین کہ در رہگام بر گشتن ز دیر
در قفائے خویشتن بت را برفتار آورد
دانہا چون ریزد از تسبیح تارے پیش نیست
این مشعبد ہر گاہ از سبحہ زنار آورد
آہ ما را بین کہ نازد از دل سخنش نخیر
یا ورا نازم کہ ابر از سوے کہسار آورد
نزد ما حیف است گو نزد زلیخا میل باش
جذبۂ کز چاہ یوسف را ببازار آورد
ہر انارے را کہ افشاریم از وے خون چکد
ہر نہالے را کہ بنشانیم دل بار آورد
نیست چون در منطقش جز ذکر شاہد حرف و صوت
شاہدی باید کہ غالب را بگفتار آورد

بنام خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

قبلہ آپ بیشک ولی صاحب کرامت ہیں کم و بیش ایک ہفتہ گذرا

ہوگا کہ ایک امر جدید مقتضی اس کا ہوا کہ آپ کو اس کی اطلاع دوں
خانۂ کاہلی خراب آج لکھوں کل لکھوں اب کون لکھے کل صبح کو
لکھوں گا صبح ہوئی غالب اس وقت نہ لکھ سہ پہر کو لکھیو آج دوشنبہ
۲۳۔ جولائی کے بارہ پر دو بجے ہرکارہ نے آپ کا خط دیا پلنگ پر
پڑے پڑے خط پڑھا اور اسی طرح جواب لکھا اگرچہ ڈاک کا وقت نہ
رہا تھا مگر بھجوا دیا کل روانہ ہو رہیگا آپ کو معلوم رہے کہ منشی حبیب اللہ
ذکا اور نواب مصطفیٰ خاں حسرتی کو کبھی اُردو خط نہیں لکھا ہاں ذکا
کو غزل اصلاحی کے ہر شعر کے تحت میں منشاء اصلاح سے آگہی
دیجاتی ہے نواب صاحب کو یوں لکھا جاتا ہے کہار آیا خط لایا آم
پہنچے کچھ بانٹے کچھ کھائے بچّوں کو دعا بچّوں کی بندگی مولوی الطاف
حسین صاحب کو سلام یہ تحریر اس ہفتے میں گئی ہے غرض کہ عامیانہ
لکھنا اختیار کیا ہے اب یہ عبارت جو تم کو لکھ رہا ہوں یہ لائق مشمول
مجموعۂ نثر اُردو کہاں ہے یقین جانتا ہوں کہ ایسی نثروں کو آپ
خود نہ درج کرینگے کتاب کے باب میں سرمد کی رباعی کا شعر اخیر
لکھدینا کافی ہے

شعر

عالم ہمہ مرآت جمال ازلی ست — می باید دید و دم نمی باید زد

بوستان خیال کا ترجمہ موسوم بحدائق الانظار معرض طبع میں ہے

اگر آپ یا آپ کا کوئی دوست خریدار ہو تو جتنی مجلد فرمائیے اُس قدر بھجوا دوں چھ روپے مع محصولڈاک قیمت ہے اسی مطبع میں جس میں حدائق الانظار انطباع ہوا ہے اخبار بھی چھاپا جاتا ہے اب سے ہفتہ کا دو ورقہ بھجوا دیا جاویگا بشرط پسند آپ توقیع خریداری لکھ بھیجیگا

طبع

جناب کمپس صاحب بہادر افسر مدارس غرب وشمال کا باوجود عدم تعارف خط مجھکو آیا کچھ اُردو زبان کے ظہور کا حال پوچھا تھا اُسکا جواب لکھ بھیجا نظم ونثر اُردو طلب کی تھی مجموعۂ نظم بھیجدیا نثر کے باب میں تمہارا نام نہیں لکھا مگر یہ لکھا کہ مطبع الہ آباد میں وہ مجموعہ چھاپا جاتا ہے بعد انطباع وحصول اطلاع وہاں سے منگا کر بھیجدونگا زیادہ حد ادب نامہ جواب طلب۔

۱۴۲ خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

بندہ گنہگار شرمسار عرض کرتا ہے کہ پرسوں غازی آباد کا اُٹھا ہوا گیارہ بجے اپنے گھر پر مثل بلائے ناگہانی نازل ہوا ہوں شعر

بابد کہ کنم ہزار نفرین برخویش ۔۔۔ اما بزیان جادۂ راہ وطن

خواجہ صاحب کی رحلت کا اندوہ بقدر قرب قرابت آپ کو اور باندازۂ مہر ومحبت مجھکو وہ مغفور میرا قدر دان اور مجھپر مہربان تھا حق تعالی

اُس کو اعلیٰ علیین میں بسبیل دوام قیام دے رامپور ہی میں تھا کہ اودھ اخبار میں حضرت کی غزل نظر فروز ہوئی کیا کہنا ہے ابداع اس کو کہتے ہیں جدت طرز اس کا نام ہے جو ڈھنگ تازہ نوابان ایران کے خیال میں نہ گذرا تھا وہ تم پر وے کار لائے خدا تم کو سلامت رکھے اور میر اور دکھنی جامع برہان قاطع کے جھگڑے میں بخلافت اور فارسی دانوں کے توفیق انصاف عطا کرے لو اب اس خط کا جواب جلد بھیجو تا یہ طریقہ مسلسل ہو جاوے ۱۲

غزل

چشم کہ باز شد ز خواب فتنہ از و بچار سوست
پردہ ز رخ کہ بر کشاد مہر ز شرم زرد روست
رخت خرد بآب رفت عارض شرمگین کہ شست
غرقۂ آب حیرت ست آئنہ با کہ رو بروست
جامہ کہ کرد زیب تن صبح درید پیرہن
بند قبا کہ بستہ است نکہت گل بہ بند اوست
غازہ برخ کہ بر کشید رنگ بروی گل شکست
ابروکیست و سمہ تاب گردن خلق تیغ جوست

دوست کہ در حنا گرفت لالہ ز خون نشست
چشم کہ مست سرمہ گشت ناطقہ سرمہ در گلوست
جام صبوحی کہ ز دست شیشہ بہ سجدہ میسرود
سے ز لب کہ کام یافت جوش نشاط در سبوست
چہرہ ز مے کہ بر فروخت نشاء شوق شد بلند
زلف کہ بوسے بر فشاند موج نسیم مشکبوست
تیغ نگہ کہ آب داد گشتہ نگار سینہا
نوک مژہ کہ تیز کرد دامن زخم بے رفوست
غنچہ ز خندہ لب بلب رنگ تبسم کہ دید
در گہر آبرو نماند لعل کہ گرم گفتگوست
طرف کلہ کہ بر شکست شیشۂ دل شکستہ شد
قامت خود کہ راست کرد نخل مراد در نموست
موی کمر کہ تاب داد رشتۂ جان ز ہم گسیخت
دامن ناز را کہ ہشت خاک زمین پا بر دوست
بر سر زین کہ بر نشست رفتہ ز کف عنان صبر
سوے چمن کہ میرود باد صبا بر فت و روست
بخت کجاست بیخبر تا بر کاب او دوم
بر سر رہ نشستہ ام تیغ نگاہ ہم آرزوست

۱۶۳ خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

قبلہ پیری و صد عیب ساتویں دہائی کے چھینٹے گن رہا ہوں قولنج آگے دوری تھا اب دائمی ہو گیا ہے مہینہ بھر میں پانچ سات بار فضول مجتمعہ دفع ہو جاتے ہیں اور یہی منشاء حیات ہے غذا کم ہوتے ہوتے اگر مفقود نہ کہو تو بمنزلۂ مفقود کہو پھر گرمی نے مار ڈالا ایک حرارت غریبہ جگر میں پاتا ہوں جس کی شدت سے بھنا جاتا ہوں اگرچہ جرعہ جرعہ پیتا ہوں مگر صبح سے سوتے وقت تک نہیں جانتا ہوں کہ کتنا پانی پی جاتا ہوں ۱۲ میرے ایک رشتہ دار کے بھتیجے نے بوستان خیال کا اُردو میں ترجمہ کیا ہے میں نے اُس کا دیباچہ لکھا ہے ایک دو ورقہ اُس کا نہ بصورت پارسل بلکہ بہیئت خط بھیجتا ہوں آپ کا مقصود دیباچہ ہے سو نقل کر لیجیے میرا مدعا اس دو ورقہ کے ارسال سے یہ ہے کہ آپ کے پسند آئے یا اور اشخاص خرید کرنا چاہیں تو چھ روپیہ قیمت اور محصول ذمہ خریدار ہے ۱۲

۱۶۴ خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

اِس خط کا جواب جو مکتوب الیہ نے لکھا وہ بھی میرے ہاتھ

آگیا تنہا ناظرین کے خط کے لئے یہاں لکھے دیتا ہوں حضرت
آج علی الصباح میں گورکھپور کے میدان میں خیمہ کے اندر اکیلا
بیٹھا تھا چلکیں جو چاروں طرف کے دروازوں کی چھپٹی تھیں صاف
قفس کی صورت تھی ہر سمت کو دیکھتا تھا اور تنہائی سے گھبرا گھبرا
کر یہ مصرع پڑھتا تھا مصرعہ ہائے تنہائی اور کنج قفس۔
دفعتہً ہٹو بڑھو کا غل ہوا حیرت میں آیا کہ کس کی سواری آتی
ہے دیکھا تو دیکھا کہ شوق اور تمنّا اور محبت اِن سارے حشم و خدم
کا آگے آگے اہتمام ہے اور پیچھے اُن کے حضرت توسن ہمت کو کُدائے
پھندائے چلے آتے ہیں پھر تاب کسے تھی بے اختیار دوڑا خیمہ سے
باہر آیا جھک کر آداب بجالایا رکاب تھام کر گھوڑے سے اُتارا
قدم لیے خیمے میں گیا مسند پر بٹھایا صدقے میں اپنے کو اُتارا دو زانو
ادب سے سامنے بیٹھا ہاتھ باندھ کر مزاج مقدس پوچھا جواب
میں علالت کی کیفیت ضعف کی شکایت سُنی جی کُڑھا نصیب دشمنان
کہکر دعا دی کہ پروردگار ہمیشہ صحیح و سلامت رکھے حضرت کی
عمر اتنی بڑھائے کہ خضر کو رشک آئے اِدھر اُدھر کا مذکور رہا ارشاد
ہوا کہ میں نے دہلی پہنچکر تجھے ایک خط بھیجا تھا عرض کیا کہ اُس کے
ورود سے مشرف ہوا تھا جواب لکھنے میں رامپور والے عریضہ

کی رسید کی راہ دیکھتا تھا اس میں اُس سوال کا ذکر آیا جو اُس عریضہ
میں ایک شعر کی نسبت لکھا تھا حضرت نے فرمایا اُسی کو دیکھ رہا
تھا کہ خاص تراش آگیا اور حارج ہوا یہ سن کر میں نے مُنہ بنا کر کہا
اس وقت میں نہ ہوا ورنہ حجام کی خوب حجامت کرتا کہ اُس نے
میرا حرج کیا حضرت نے تبسم کر کے فرمایا اُس بیچارے پر کیوں دق
ہوتے ہو میں اب جاتا ہوں اور تیرے عریضہ کو دیکھ کر سوال کا جواب
لکھتا ہوں یہ کہکر حضرت تشریف لے گئے جب تک سواری نظر آیا کی
میں دروازہ پر کھڑا حسرت کی نگاہوں سے دیکھا کیا پھر غمگین خیمے
میں آکر بیٹھا اور یہ اشعار جو کسی کے برمحل یاد آگئے اُنھیں کو پڑھ
رہا ہوں

اشعار

این نیست کہ از راہ وفا آمدہ رفتی — شد راہ غلط ورنہ چرا آمدہ رفتی

چندان نہ نشستی کہ شود غنچۂ دل وا — چوں بوئے گل و باد صبا آمدہ رفتی

چوں عمر کہ ہر گہ بسر آید برود زود — خود بر سر این بے سر و پا آمدہ رفتی

۱۶۵ خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

خریدا ایسے ۱۲

۱۶۶۔ خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

مولانا بندگی آج صبح کے وقت شوق دیدار میں بے اختیار نہ ریل نہ ڈاک توسن ہمت پر سوار چلدیا ہوں جانتا ہوں کہ تم تک پہنچ جاؤنگا مگر یہ نہیں جانتا کہ کہاں پہنچونگا اور کب پہنچونگا اتنا بیخود ہوں کہ جبتک تم اطلاع نہ دوگے میں نہ جانونگا کہ کہاں پہنچا اور کب پہنچا آپ کا پہلا خط رامپور سے دلی آیا میں راہ میں تھا پھر دلی سے خط رامپور پہنچا میں وہاں بھی نہ تھا خط دلی روانہ ہوا اب کئی دن ہوے کہ میں نے ڈاک سے پایا اُس حال میں بیمار تھا معہذا جاڑے کی شدت مہاوٹ کا مینہ دھوپ کا پتا نہیں پردے چھٹے ہوئے نشیمن تاریک آج نیر اعظم کی صورت نظر آئی دھوپ میں بیٹھا ہوں خط لکھ رہا ہوں حیران ہوں کہ کیا لکھوں اس خط کے مضامین اندوہ فزا نے دل کو مضمحل کر دیا جانتا تھا کہ خواجہ صاحب مغفور تمہارے ماموں ہیں نگران کے اور تمہارے معاملات مہرد ولا بیچ کہ تمہاری تحریر سے اب معلوم ہوے میرے دل نشین نہ تھے ایسے محب کا فراق اور پھر بقید دوام کیونکر جانگزا نہ ہو حق تعالی اُنکو بخشے اور تم کو صبر دے حضرت میں بھی اب چراغ سحری ہوں

رجب ۱۲۸۲ھ کی آٹھویں تاریخ سے اکہتّرواں سال شروع ہو گیا طاقت سلب حواس مفقود امراض مستولی بقول نظامی مصرعہ

یکے مردہ شخصم بمردی روان

آج میں اور کچھ باتیں کرتا مگر میرا خاص تراش آگیا مہینا بھر سے حجامت نہیں بنوائی خط لپیٹ کر ڈاک میں بھیجتا ہوں اور خط بنواتا ہوں۔

۱۴۶ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

قبلہ اُس عنایت نامے کا جو مارچ گذشتہ میں پایا ہے آج یکم اپریل کو جواب لکھتا ہوں گویا نماز صبح قضا پڑھتا ہوں جناب مولوی غلام غوث خاں بہادر میر منشی لفٹنٹ گورنری غرب و شمال کا کیا کہنا ہے حسن سیرت وہ جو بعد ریاضت شاقہ اور بعد تحصیل فضائل اربعہ ملکۂ عدالت و حکمت حاصل ہوتا ہے اس دانا دل بیدار مغز کو فطرت وحیا سے حسن صورت وہ کہ جو دیکھے پہلی نظر میں حسن خلق لطف طبع اُس کو نظر آئے فقیر ہمیشہ مورد عنایات رہا ہے لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعد دو چار دن کے معترض صاحب کا خط آیا ہے لغت و ترکیب معترض فیہ کی سند کے

اشعار حضرت نے اس خط میں درج کئے ہیں اللہ اللہ جو کلکتہ میں شور و شر اٹھا تھا میرا شعر

شعر

جزوے از عالمم و از ہمہ عالم بیشم ہمچو موئے کہ بتاں را ز میان برخیزد

خستہ جگر اجنہاے اعتراض ہوا ہے منشاء اعتراض یہ کہ عالم مفرد ہے اُس کا ربط ہمہ کے ساتھ بسبب اجتماع قبیل ممنوع ہے قضارا اُس زمانے میں شاہزادہ کامران دُرّانی کا سفیر گورنمنٹ میں آیا تھا کفایت خاں اُس کا نام تھا اُس تک یہ قصہ پہنچا اُس نے اساتذہ کے اشعار پان سات ایسے پڑھے جس میں ہمہ عالم و ہمہ روز و ہمہ جا مرقوم تھا اور وہ اشعار قاطع برہان میں مندرج ہیں ہاں صاحب قاطع برہان میں اور مطالب بڑھائے اور ایک دیباچہ دوسرا لکھا ہے اور درفش کاویانی اُس کا نام رکھا اور اُس کو چھپوایا ایک مجلد اُسکا آج اس خط کے ساتھ ڈاک میں بھیجتا ہوں بعد پہنچنے کے اُسکو دیکھیے گا اور اکثر وقت فرصت پیش نظر رکھیے گا اور جس دن پہنچے اُسی دن یا اُس کے دوسرے دن رسید لکھیے گا اور اگر اور صاحب اُس کے طالب اور خریدار ہوں تو مجھکو لکھیے گا دس پانچ دو چار جلد بھیجدونگا یہ نسخہ میری طرف سے ان کی نذر غزل پھر بھیجونگا۔

۶۲ خاتمۂ مرزا حاتم علی مہر کی مثنوی کی تقریظ

اللہ اللہ نطق کو آفریدگار نے کیا پایہ اور کیا سرمایہ دیا ہے کہ امور دینی میں سے کسی امر کا شہود اور مصالح دنیوی میں سے کسی مصلحت کا وجود بلکہ اگر بمثل اسم اعظم فرض کیجئے تو اُس کی بھی نمود جب تک اس لطیفۂ غیبی کا شمول نہ ہو عالم امکان میں ممکن نہیں مسائل حکیمانہ کی ہستی ترہات ندیمانہ کی مستی درد و درماں کے مدارج کا اظہار افسانہ و افسوں کے مقاصد کا مدار شکر و شکایت کا عنوان نفرین و آفرین کا بیان رد و قبول کی حکایت فتح و شکست کی روایت صرف و نحو کی راز دانی نثر و نظم کی گلفشانی جو کچھ اگلوں نے کہا ہے جو کچھ اب کوئی کہہ رہا ہے جو کچھ آگے کہیں گے اور قیامت تک کہتے رہیں گے جو کچھ متعلق نیک و بد و نو و کہن سے ہے سب وابستہ نطق و سخن ہے اب سمجھیے کہ سخن از روے مثل کیا ہے چشمہ ہے ندی ہے سیل ہے دریا ہے کیسی روانی کس زور کا پانی اس کا چڑھاؤ اس کی رفتار اس پہ کس کا زور کس کا اختیار جدھر منہ کیا اُدھر ایک نالہ بہا دیا دریا کی لہر کیا گھوڑے کی باگ ہے کہ کسی کے ہاتھ میں ہو ہاں اہل خرد کو اُٹھا لینا چاہیے جو لطف جس بات میں ہو یہ مثنوی کہ مجموعۂ دانش و

آگہی ہے اگرچہ اس کو سفینہ کہہ سکتے ہیں لیکن فی الحقیقۃ ایک نہر ہے
کہ بحر سخن سے اِدھر بہی ہے سخن ایک معشوقۂ پری پیکر ہے تقطیع
شعر اُس کا لباس اور مضامین اُس کا زیور ہے دیدہ درون نے
شاہد سخن کو اس لباس اور اس زیور میں رشک ماہ تمام پایا ہے
اسی رو سے اس مثنوی نے شعاع مہر نام پایا ہے کہیں یہ نہ سمجھنا
کہ یہاں مہر سے مراد آفتاب ہے یہ شعاع اُس مہر کی ہے کہ جو ذرۂ خاک
راہ بوتراب ہے سچ تو یوں ہے کہ سخنور روشن ضمیر مہر چہر مرزا حاتم علی
مہر کو سخن طرازی میں ید بیضا ہے اور از روئے انصاف اس طرح
سے کہ نہ اُدھر سے لاف نہ اِدھر سے گزاف سچ سچ صاف صاف
یہ مہر اپنے ہمنام مہر سپہر کا ہمچشم اور ہمتا ہے سب جانتے ہیں کہ غالب کا
شیوہ درویشی و آزادہ روی ہے مہر کے حسن گفتار اور میر کے صدق
اظہار پر برہان قاطع یہ مثنوی ہے میں فن تاریخ و فن معما سے بیگانہ
ہوں صرف حسن خداداد معنی کا دیوانہ ہوں مثنوی کی طرز تحریر
دلپذیر ہوئی اس سے یہ تقریظ دلپذیر تحریر ہوئی چاہیے یوں کہ کوئی
کاتب کسی وقت میں اس تقریظ کو مثنوی سے جدا نہ کرے ہاں لیکن گنجائش
اس کی ہے کہ کسی زمانہ میں سہو و غفلت سے یہ امر واقع ہو یہاں
ہم کہتے ہیں کہ خدا نہ کرے ۱۲

۱۲۹ گلزار سرور تصنیف مرزا رجب علی بیگ سرور کی تقریظ

سبحان اللہ خدا کی کیا نظر فروز صنعتیں ہیں تعالیٰ اللہ کیا حیرت اور قدرتیں ہیں یہ جو حدیقۃ العشاق کا فارسی زبان سے اُردو عبارت میں نگارش پاتا ہے بعینہٖ ارم کا نمونہ دنیا سے اُٹھکر بہارستان قدس کا ایک باغ بنجاتا ہے وہاں حضرت رضوان نخل بند و آبیار ہوے یہاں مرزا رجب علی بیگ سرور حدیقۃ العشاق کے صحیفہ نگار ہوے کس سے کہوں کہ اس بزرگوار کا اُردو کی نثر میں کیا پایہ ہے اور اس سحر بیان کا کلام شاہد معنی کے واسطے کیسا گران بہا پیرایہ ہے

نظم

رزم کی داستان گر سُنیے ۔۔۔ ہے زباں ایک تیغ جوہر دار
بزم کا التزام گر کیجے ۔۔۔ ہے قلم ایک ابر گوہر بار

مجھکو دعویٰ تھا کہ انداز بیان کی خوبی میں فسانۂ عجائب بے نظیر ہے جس نے میرے دعوے کو اور فسانۂ عجائب کی یکتائی کو مٹایا وہ یہ تحریر ہے کیا ہوا کہ ایک طرح اور ایک قماش کے ہیں یہ دونوں دلفریب نقش ایک ہی نقاش کے ہیں مانا کہ ایک دوسرے کا ثانی ہے یہ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ نقاش لاثانی ہے مانی نقاش بے معنی

صورتیں بناکر دعوی پیغمبری کا کرے کیا عقل کی کمی ہے یہ بندۂ خدا
معنی کی تصویر کھینچکر دعوی خدائی نہ کرے کس حوصلہ کا آدمی ہے سچ
تو یوں ہے کہ جناب مہاراجہ صاحب والامناقب عالیشان مہاراجہ
ایشری پرشاد نارایِن سنگھ بہادر جس باغ کی آرایش کے کارفرما
ہوں اور پھر اُس پرطرہ یہ کہ چشم بد دور مرزا سرور چمن آرا ہوں کہیے
وہ باغ کیسا ہوگا بہشت نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا کوئی نہ کہے کہ یہ
درویش گوشہ نشین فضول و سکستر کیوں ہے لیے دیکھے بھالے حضور
کا ثنا گستر کیوں ہے صاحبو حاتم سے ہمنے کیا دولت پائی ہے کہ اُسکی
سخاوت کی ثنا کرتے ہیں رستم سے کہاں شکست کھائی ہے جو اُسکی
شجاعت کا ذکر کیا کرتے ہیں معہذا جناب بابو صاحب جمیل المناقب
عمیم الاحسان بابو پرسدھ نراین بہادر کا مورد عنایت رہا
ہوں جن دنوں وہ دلی تشریف لائے ہیں اکثر شریک صحبت رہا
ہوں جب آشناسائی و بیگانگی درمیان نہ ہو اُن کا نیازمند کیوں اُنکا
ثناخوان کیوں نہ ہوں نہیں نہیں میرا کیا منہ ہے ثناخوانی کا تو میں
عاشق ہوں اُن کی شاعرپروری و سخندانی کا واقعی حضور نے
قدردانی کی ہے سرور نے گہر افشانی کی ہے حضور کا اقبال سرور
کا کمال حضور کی عالی ہمتی سرور کی خوش قسمتی یقین ہے کہ یہ

نقش صفحۂ روزگار پر یادگار رہیگا مصنف کا شہرہ رنگین بیانی میں مہاراجہ کا نام فیض رسانی میں تا روز شمار رہیگا ۱۲

۱۷ حدائق الانظار تالیف خواجہ بدر الدین خاں کا دیباچہ

سبحان اللہ شاہد زیبائے سخن کا حسن بے مثال مشاہدہ اُس کا نور افزائے نگاہ تصور اُس کا انجمن افروز خیال از روئے لفظ اہل معنی کی نظر میں آئینہ عارض جمال من حیث المعنے بصورت صنعت قلب کلام کا مقلوب یعنی کمال اگر نفس ناطقہ کو حق نے بصورت انسان پیدا کیا ہوتا ہم اُس صورت میں یہ کیونکر کہیں کہ کیا ہوتا اس لعبت دلفریب کی نظارگی سے بے بادہ مست ہوجاتے اور یہ پیکر ہوش ربا دیکھ کر اہل معنی یک قلم صورت پرست ہوجاتے نظم میں اور ہی روپ نثر میں اور ہی ڈھنگ فارسی میں اور ہی ترجمہ اُردو میں اور ہی آہنگ سیر و تواریخ میں وہ دیکھو جو تم سے سیکڑوں برس پہلے واقع ہوا ہو افسانہ و داستان میں وہ کچھ سنو کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو ہرچند خردمند بیدار مغز تواریخ کی طرف بالطبع مائل ہونگے لیکن قصہ کہانی کی ذوق بخشی و نشاط انگیزی کے بھی

دل میں قائل ہوگئے کیا تواریخ میں ممتنع الوقوع حکایات نہیں نا انصافی کرتے ہو یہ کچھ بات نہیں سام اپنے فرزند کو پہاڑ پر پھکوا دے سیمرغ اسکو اپنے گھونسلے میں اُٹھا لاے پرورش کرکے پہلوان بنائے آداب حرب وضرب سکھائے پھر جب رستم اسفندیار کی لڑائی سے گھبرانے زال اُس اسم بامسمی کو بُلائے سیمرغ گردان کبوتر کی طرح سیٹی کی آواز سنتے ہی چلا آئے اور اپنی بیٹ کے لیپ سے یا اور کسی دوا سے رستم کے زخم اچھے کرکے ایک تیر دو شاخہ دیکر تشریف لیجائے رستم دس برس کی عمر میں مست ہاتھی کو ہلاک کرے جب چشم بددور جوان ہو دیو سفید کو تہ خاک کرے فرعون کا دعوی خدائی مشہور ہے شداد و نمرود کا بھی تواریخ میں ایسا ہی مذکور ہے اگر اہل طبیعت ایک پہلوان زبردست حمزہ دیو کش رستم جیسا فرادین اور ایک زمرد شاہ گمراہ دعوی خدائی کرنے والا مثل نمرود گڑھ لیں گویا ایک ڈھکوسلا بنایا ہے مگر اچھا بنایا ہے انہیں روایات کا چربہ اُٹھایا ہے موعظت وپند نہیں ترہات ندیمانہ ہے سیر واخبار نہیں جھوٹا افسانہ ہے داستان طرازی منجملۂ فنون سخن ہے سچ یہ ہے کہ دل بہلانے کے لئے اچھا فن ہے عمرو کی عیاریاں دیکھو حمزہ کی میدان داریاں دیکھو جامع ان حکایات کا کوئی سخنور ایران کا ہے مگر وہ میر تقی محمد شاہی جو ندیم مؤتمن الدولہ

اسحٰق خاں کا ہے گویا باغ ارم کو ہندوستان میں اٹھا لایا اُس نے بوستان خیال میں کچھ اور تماشا دکھلایا اور قصص میں سے ایک جلد ہے معز نامہ واہ ری بزم و رزم و سحر و طلسم اور حسن و عشق کی گرمی ہنگامہ معز الدین کے طلسم کشائیاں اگر سنیں تو امیر حمزہ کی یہ صورت ہو کہ اپنی صاحب قرانی کو ڈھونڈھتے پھریں اور کہیں پتا نہ پائیں ابو الحسن کی عیاریوں کے جوہر اگر دیکھیں خواجۂ عمرو کو یہ حیرت ہو کہ زیرہ سی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں دریغولا امیر ابرار زادہ سعادت توامان خواجۂ بدر الدین خاں عرف خواجۂ امان کہ وہ ایک جوان شیریں بیان تیز ہوش ہے اور ہر فن کے کمال کی تحصیل میں سختی کش و سخت کوش ہے ستارہ کا جو خیال ہوا ایسا بجایا کہ میاں تان سین کو انگلیوں پر نچایا مصوری کی طرف جو طبیعت آئی وہ تصویر کھینچی کہ اُس کو دیکھ کر کرمانی و بہزاد کو حیرت آئی اُس اقبال آثار کا یہ ارادہ ہوا کہ معز نامہ کی فارسی نثر کے اُردو کرنے پر آمادہ ہوا معز الدین فیروز بخت کی کشور کشائیاں ابو الحسن جوہر کی نیرنگ نمائیاں عجائبات حکیم قسطاس کی حیرت فزائیاں ملکۂ نوبہار کی رنگین ادائیاں جمشید خود پرست کی زور آزمائیاں ضمار منکوس منحوس کی بے حیائیاں مسلمین اور کفار کی لڑائیاں مسلمانوں کی بھلائیاں کافروں کی برائیاں فارسی سے اُردو میں لے آیا یوں

تصوّر کرو کہ قلمرو اردو میں ایک قصرِ دل کشا یا ایک خانہ باغ روح افزا سرتاسر بنایا عبارت آرائی کو ترک کیا ہے گویا تقریر کو پیرایۂ تحریر دیا ہے بعد اختتام نگارش غالب فلک زدہ سے دیباچہ لکھنے کی آرزو کی میں نے ہرچند عجز آمیز معذرت انگیز گفتگو کی بیداد گر نے ایک بات نہ سنی اور ایک عذر نہ مانا بھلا اس اصرار کا کیا علاج اور اس ضد کا کیا ٹھکانا بھتیجا اور پیارا بھتیجا ناچار بجز خامہ فرسائی کچھ بن نہ آئی اس دیباچہ کے انجام کا بجز اس کے اور کوئی رنگ نظر نہ آیا کہ عالم ارواح کو سیدھا چلا گیا اور حضرت نظامی سے ایک شعر مانگ لایا اسی شعر ہی شعار کو خاتمہ میں لکھ دیتا ہوں بہت تنگ آگیا ہوں اب دم لیتا ہوں

شعر

شکر کہ این نامہ بعنوان رسید پیشتر از عمر بپایان رسید

ومن اللہ التوفیق وہو خیر الرفیق۔

۱۸ رسالۂ قواعد تذکیر و تانیث تصنیف مولوی فرزند احمد کا دیباچہ

سیدی سندی نور بصر و لخت جگر قرۃ العین اسد مولوی سید فرزند احمد کے طول عمر و دوام دولت و بقائے اقبال کی دعا مانگتا

ہوں جن کو مبداءِ فیاض سے اِس رسالہ کے لکھنے کی توفیق عطا ہوئی
ہے سبحان اللہ تانیث و تذکیر کی تقریر کہ وہ اور مطالب کی توضیح پر
بھی مشتمل ہے کس لطف سے ادا ہوئی ہے ہر چند اِس راہ سے کہ
سید صاحب دانا اور دقیقہ رس اور منصف ہیں قواعد تذکیر و تانیث
کے منضبط نہ ہونے کے خود معترف ہیں لیکن قوت علم و حسن فہم و لطف
طبع سے وہ مضبوط ضوابط بہم پہنچائے ہیں کہ اور صاحبوں کے دل
کی دوسرے کو کیا خبر مگر مجھے تو دل سے پسند آئے ہیں دعا یہ ہے
اور یقین بھی یہ ہے کہ یہ رسالہ صفحۂ دہر پر یادگار اور ہمیشہ منظور نظر
اولوالابصار رہیگا جو صاحب اِس کو مطالعہ فرمائیں گے نفع بھی
پائیں گے اور لطف بھی اُٹھائیں گے مؤلف صاحب جو کامیاب
اپنے ذہن رسا سے ہیں رئیس جلیل القدر عظیم آباد اور حضرت فلک
رفعت مولوی سید صاحب عالم صاحب مارہروی کے نواسے ہیں
سید واسطی بلگرامی ہیں جہاں کے سادات علم و فضل میں نامی اور
قدر و منزلت میں گرامی ہیں ان حضرات کا مادح گویا اپنا ثناخواں
ہے جیساکہ مولوی معنوی رومی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے شعر

مادح خورشید مداح خود ست
کہ مرا دو چشم سر تا سر بدست

۱۲ مرزا کلب حسین خاں بہادر نادر کے مجموعۂ قصائد کا دیباچہ

سبحان اللہ شاہد سخن کمال حسن میں لاثانی ہے سچ تو یوں ہے کہ
یوسف کنعان معانی ہے گلستاں ہو کنواں ہو کارواں ہو کوئی جگہ
کوئی مقام کوئی مکان ہو زلف ویسی ہی معنبر عارض بدستور تابدار
لب کی جان بخشی کا وہی عالم چشم اسی طرح بیمار معہذا جو سلطنت
مصر کے زمانے کا خیال تصور میں لائیگا وہ آفتاب تاباں کو حضرت
یوسف کا ادنے ذرہ پائیگا لو ہم بھی قلمرو سخن سے آئے ہیں اور
حسن پرستان سخن کے واسطے تو یہ سراسر امید لائے ہیں تشنی شناسائی
نہیں کہتے نہ دیکھ آئے ہوتے تو چپ ہو رہتے امید ہے کہ دانشمند
آدمی باور کریں اور دیدہ ور لوگ نظر کریں کہ یوسف سخن کنعان و
چاہ کارواں و بازار و زنداں سے نکل کر تخت فرمانروائی مصر
پر جلوہ افروز ہوا ہے زلیخائے عشق کے گھر عید ہوئی ہے اور
یوسف حسن کی سرکار میں نوروز ہوا ہے غالب آشفتہ نوا سن
اس ورق کے ناظرین جب تک رمز نہ جانیں گے تیری بات
کبھی نہ مانیں گے کیوں نہیں کہتا کہ خالق نے نواب عالی

جناب والا دودمان مرزا کلب حسین خاں ڈپٹی کلکٹر بہادر کو کیا اچھی طبیعت
بخشی ہے جو انہوں نے ان اوراق کو اپنے اشعار سے رونق اور اشعار
کو نعت و منقبت سے زینت بخشی ہے دیباچہ نگار نے اس مجموعۂ نظم کو
مصرِ صحف کیا اور شاہدِ معنی کو یوسف قرار دیا ہے جس کتاب میں آئمۂ
معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدح کے ستر قصیدے زینت افزا
ہوں سواد اُن اوراق کا کیوں نہ سرمۂ چشم اہل دین ہو اور وہ اوراق
کیوں نہ حرزِ بازوے مومنین آفاق ہوں اپنے علو نسبت پر ناز کرتا ہوں
کہ ائمہ اطہار کے مداح کا ستائشگر ہوں اور بذریعہ اس ستائش کے
غالب پر غالب یعنی آپ سے بہتر ہوں۔

۱۲۳ منشی غلام بسم اللہ صاحب کے نام

منشی صاحب شفیق مکرم مظہر لطف و کرم منشی غلام بسم اللہ صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ صاحب یہ نیا ڈھنگ ہے شکایت کا اگر تمہارے کلام
میں اصلاح کم ہو تو وہ کلام کی خوبی ہے اُس کو استاد کی سہل انگاری
کیوں سمجھو آپ کے مصنف صاحب کی بھی غزل میں اصلاح کم
ہوتی ہے پس اُن کو چاہیے کہ خوش ہوں نہ کہ مجھ سے گلہ کریں شفیع حضرت
خط میں تداخل بُرا ہے اگر یہاں کی ڈاک میں کبھی خط کھل گیا تو مجھ سے

پچاس روپیہ لیے جاوینگے یا قید کا حکم ہوگا آیندہ آپ خط جداگانہ بھیجا کیجیے اس باب میں تاکید جانیے کوئی حیلہ جواز کا آپ کی طرف سے مسموع نہ ہوگا غالب۔

تقریظ از فکر سرآمد روزگار خلاصۂ دوار سرمایۂ بلاغت وپیرایۂ فصاحت مدقق دقایق ادق حکیم غلام مولاصاحب المتخلص بہ قلق ساکن میرٹھ دام فیوضہ

رباعی

تاکے بخیال خویش باشی در بند — فرعون زخودی نشد بہ موسی مانند
این نکتہ قلق زمردم چشم آموخت — خودرا مپسند ودیگران را بپسند

مشتاق بیتاب جستجو کو مژدہ تاب فرسا اور منتظران چشم درراہ کو صلائے شکیب ربا یاران معاشر کو پیغام صبوحی اور مہجوران نیم جان کو نوید روحی دل کو ہوش جان کو نوش چشم کو جلا گوش کو نوا حواس کو درستی ہوش کو چستی عقل کو افزائش فہم کو گنجایش مستوں کو ترانہ ندیموں کو فسانہ ناتوانوں کو توانائی ناشکیب کو شکیبائی شوق کو انتہا ذوق کو ابتدا بیخبر کو خبر تلاش کو اثر تھیا یعنی ملفوظات اقدس اور معروضات مقدس رقعات مرقع مرقعات موقع سرجوش فیلسوفی و

ورندی الموسوم بہ عود ہندی نہایت اہتمام بائستہ اور انتظام شائستہ سے مطبع مجتبائی میں یہ کتاب چھپی اور حضرات جامع کی جانب سے عبارت خاتمہ کے لیے بعد اختتام اس ناتمامی سرانجام سے فرمائش ہوئی،

رباعی

کیا نامۂ نامی ہے مہیائے ظہور
چشمک ہر نقطہ کہ چشم بد دور
اللہ ری کیفیت لفظ و معنی
وہ آنکھ میں ہے نور تو یہ دل میں سرور

سبحان اللہ سبحان اللہ صل علیٰ صل علیٰ جی چاہتا ہے تا طاقت گفتار اس طلسم دلکش کی تعریف کیا کیجیے مگر فراوانی اقبال قبول اور طغیانی ایصال وصول گرمی نگاہ تحصیل حاصل ہنر کہ اُپچ کی نہ لیجیے مصرعہ

حاجت مشاطہ نیست روے دلآرام را

گو میں بھی یک زبان صد بیان طریقۂ ستائش سلیقہ نوآئین نوا خاطر پسندیدہ دل دردمند جگر خراش اما جان خروش نوا ذوق خسک ریز شوق قیامت خیز اداے ہوش ربا انداز تاب فرسا نمک گداز شیرینی حلاوت پرواز نمکینی رکھتا ہوں اور ایک عمر دلی کے روڑوں میں سنگسار رہا ہوں بلکہ وہاں کی مٹی ہوا ہوں اُن کا نقش پا ہوں شعر

گر بسخن در آورم عشق سخن بسرا را
از بر و دوش سرو ہی گریہ ہائے ہائے را

مگر تم ہی کہو کہ ایسا شخص جس کے سایہ پہ شمع طور پروانہ اور ان کی

وارستگی پر فیلسوف دیوانہ فطرت سے فطرت ناز بردار قیامت سے لیاقت شرمسار شوخی سادگی شعار چابکی سے چابکی خود رفتگی شعار طبیعت سے ملکیت بہرہ مند ملکیت سے بشریت ارجمند طریقہ سے طریقہ خضر آشنا سلیقہ سے سلیقہ برگزیدگی ریا انداز سے انداز ادب آموز ادا سے ادا بہرہ اندوز شیوا بیانی سے شیوا بیانی منت کش سحر زبانی سے سحر زبانی اعجاز روش مرکز ناز و نیاز مدار سوز و ساز طالب مطلوب طالب یعنی اسد اللہ خاں **غالب** دام دوامہ اقام مقامہ کس زبان سے سراہا جاوے اور کیا منہ ہے جو اُس کی بات لب تک آوے فی الواقع اُس کی ستایش نا ستودگی خودستائی اور اُس کی نمایش بیہودگی خود نمائی ذرہ کو باریابی در خورشید وشوار اور قطرہ کو شیفتگی دریا ناہموار سبزۂ بیگانہ اور بہار افروز گلستان سنگ ریزہ ویرانہ اور رازش اندوز کان بہر کیف وضع ادب ختم آموز گردن ابرامم اور پاس نگاہ صد دیدہ دوز مقام الزامم

نار

مثنوی

لکھے کیا کوئی اوج ذکر غالب | بیاں سے دور ہے رتبۂ ذکر غالب
سخن رانی اگر ہووے کوئی ذہن | تو ایماں سب کا ہو غالب کا آئین
عجیب انداز نکتہ پروری ہے | کہ ہر نقطہ کتاب دلبری ہے
اگر روشن بیانی وہ دکھائے | تو مہر و مہ کو نظروں سے گرائے

سواد قدس شکل نامہ اُسکی
قلم عیسیٰ صریر خامہ اُسکی

طبیعت کا جو پائے اُسکے انداز
نزاکت کو ہو کیا کیا ناز پر ناز

جو زہر خندہ اُسکے لب پہ پائے
تو نیش ورد نوش جان بنجائے

اگر یہ خود سری کا مدعی ہو
تو دریا تنک سے عار قطرگی ہو

نہیں اس کا سخن میں کوئی ہمدوش
کہ اک حرف اس کا اور معنی صد آغوش

سخن کا مجملاً اُس کے کیا ذکر
ہر اک نقطہ ہے جسکا محشر فکر

کھلے جب مرتبہ رتبہ کا اُسکے
فلک سے داد اور مجھسے بیاں لے

لیکن شایان تعریف اور سزاوار توصیف مفتخر زمان و دبیر نکتہ دان
داد دل دانش نور نگاہ بینش شان شکوہ مندی شکوہ شوکت پسندی
کمند آسمان مکین سپند چشم خورد بین تمغائے خانوادۂ شرافت طغرا
امضائے نجابت و سر دفتر سخن آرایان منشی محمد ممتاز علی خان صاحب
از رؤسائے میرٹھ دام اللہ اجلالہ و زید افضالہ ہے کہ حضرت کی
زیارت قدر و جلالت اقتباس ہر وقت خطوط کے رابطے سے شکل
اقلیدس پر واز رہتی ہے خس و خاشاک صحن باغ ان کی تربیت
خاص سے دوش صبا پر سوار اور ذرہ ہائے گوشہ راغ ان کی انجلا
آموزی محض سے ہمسر خورشید ذریعے استفادہ درستی حال تحریک
رشک سنگ فرہاد شکست شیشہ اور ذریعے اصلاح فساد امتیاز

قوت نامیہ نبات متہم شاخچہ بندی دست تیشہ کے قوت ممیزہ حجت گریۂ بے اختیاری شمع میں مکافات نیش زنبور سے اثر افروز اور دلیل بیداری نرگس میں رسوائی غفلت انگور سے پرہیز آموز خاک تیرہ سامان سے جوہر صفا طلبگار اور ہوائے شکستہ عنا کو تحریک نقاب آموزگار

مثنوی

زہے کارسازی حسن تمیز | عزیز جہاں ہے یہ خوئے عزیز
یہ روشن کرے جا ہے جسکا کلام | ہے حسن نظام اس کا ماہ تمام
کرے جسکا آراستہ یہ سخن | قدم اسکے لے اڑے رنگ چمن
ہوا کامیاب اس سے سب کا کلام | نظامی ہے بہر نظام کلام
یہ جس حرف کو دیوے رنگ ادا | ارم اسپہ ہو بلبل مدعا
جو خط جبیں کو یہ ترتیب دے | تو روشن سوادی قدم چوم لے

مآل ہرزہ درائی و آشفتہ نوائی قلق ناسنجیدہ بیان کج مج زبان کا یہ اس ستودہ کیش قدر اندیش نے کس عمدہ عنوان سے فضلۂ طبیعت میرزا غالب یعنی خطوطہائے پریشان اردو زبان کو روح رواں اور مغز جاں بنا دیا اور کس عبارت بے سروپا سے کیا باغستان معنی کھلا دیا حق یہ ہے کہ ایسی سعی مشکور و محنت دراز و دور کون کس کے لئے کرتا ہے ہر ایک اپنی جیب و گریبان کو گلہائے مقصود سے

بھرتا ہے یہ آپ ہی کا کام ہے اس کا نام رابطۂ خاص اور اخلاق عام ہے
جب طالبان زبان اس تحریر کو ملاحظہ فرمائیں گے بودلّی کا روزمرّہ
اُردو اور محاورۂ گفتگو گھر بیٹھے سیکھ جائیں گے بارک اللہ کیا بے ساختہ
عبارت ہے کہ نثر میں نظم کا مزہ آتا ہے اور ہر جملہ فقرۂ معشوق کو شرماتا
ہے مگر افسوس اہل مشرق کی جگت بندی نے بگاڑا کہ دلّی سے زیادہ
اُس کی زبان کو اُجاڑا اب کس کس کو سمجھائیے کافی دل و دماغ کہاں
سوائے ازیں ان کو فہم ہم کو فراغ کہاں **شعر**

ہائے دہلی کو ہے دشوار بیانِ دہلی
لٹ گئی ساتھ ہی دہلی کے زبانِ دہلی

اللہ بس ما بقی ہوس فقط۔

تمّت

تقریظ کتاب عود ہندی معہ تاریخات طبع کتاب ہذا

سزاوار حمد وثنا وہ خدا ہے جس کی نہ ابتدا نہ انتہا ہے وحدہٗ
لاشریک لہ اور یکتا و بے ہمتا ہے خالق ارض و سما ہے کل کائنات
ساجد اور وہ مسجود ہے تمامی مخلوقات عابد اور وہ معبود ہے وہ کہیں
نہیں اور سب جگہ موجود ہے جل جلالہٗ و جل شانہٗ و عم نوالہٗ اور تحفۂ
درود نامحدود اور تحیات زاکیات بے شمار اس شاہنشاہ کونین پہ
نثار ہے جو محبوب کردگار برگزیدہ ایزد غفار احمد مختار ہے شفیع المذنبین
رحمۃ للعالمین سید الاولین والآخرین ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ
البررۃ الاتقیا وسلم اما بعد ناظران عالی مراتب وشائقان والامناصب
پر مخفی اور محتجب نہ رہے کہ گو فی زمانہ بوجہ کساد بازاری علوم متداولہ
و متدارسہ درس تدریس کا فقدان ہے تعلیم و تعلم کا نام و نشان
نہیں واقفان فنون و ماہر شناسا ہو رہے ہیں فضل و کمال گم ترتیب
و ترصیع صنائع بدائع بالکل مفقود اور چونکہ قدردان جوہر بھی باقی
نہ رہے اس سبب سے بازار جوہر کی زیادہ تر بے رونقی ہو گئی لیکن
باوصف اس کساد بازاری اور بے رونقی کے ایسے جوہروں کی جستجو
اور مقبولیت عموماً کچھ ایسی دلوں میں سما جاتی ہے کہ ہر فرد بشر ان کا

بہ ہزار دل و جان خواہاں و جویاں رہتا ہے خصوصاً بعض بعض حضرات اہل کمال نے اس زمانۂ پر آشوب میں بھی ایسے ایسے جوہر صفاتی ظاہر فرمائے ہیں کہ ان کی قابلیت اور فضیلت کا شہرہ تمامی اکناف عالم میں ہو گیا چنانچہ ازاں جملہ گل سر سبد بوستان بلاغت حدیقہ آرائے گلستان فصاحت ناظم عدیم المثال ناثر فقید المثیل مہر سپہر نکتہ سنجی ماہ سمائے سخنوری مستغنی الاوصاف سخن سنج یگانہ فردوسی زمانہ موجد طرز نو سے استاذ الاساتذہ افصح الفصحا نجم الدولہ دبیر الملک محمد اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ دہلوی متخلص بہ غالب گذرے ہیں جن کی ہمہ دانی کا سارا زمانہ قائل ہو گیا اور جن کی شیوا بیانی پر تمام عالم مائل ہو گیا بڑے بڑے نامی گرامی ان شہیر روزگار کے حلقہ بگوش ہوئے ان کی قابلیت خداداد کے آگے کاملین فن کو اپنے اپنے کمالات فراموش ہوئے واقعی سچ تو یہ ہے

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

منجملہ غالب مرحوم کی تصانیف کثیرہ کے ایک نہایت چھوٹی سی کتاب **عود ہندی** ہے جس کی خوشبو تمامی قلمرو ہندوستان میں مشک اذفر کی طرح پھیلی ہوئی ہے یہ تقریظ مقرض نے

اُسی کی لکھی ہے گو عود ہندی میں مرحوم نے کچھ بہت بڑی قابلیت نہیں
کی ہے مگر تاہم اُسکے چلبلے فقرے اُس کی شستگی الفاظ اُس کی مزید آ
عبارت دیدنی ہے کل عبارت قلم برداشتہ اور سرسری ہے لیکن
سراپا مجموعۂ دلبری ہے المختصر یہ کتاب لاجواب جو اپنی خوبیوں میں
اپنی آپ ہی مد و نظیر ہے بحکم لالہ رام نرائن لال بکسیلر
مالک نیشنل پریس واقع کٹرہ الہ آباد باہتمام منشی رمضان علی شاہ
بماہ جون ۱۹۲۸ء پیرایۂ طبع تقطیع موزوں پر آراستہ و پیراستہ
ہوئی فقط
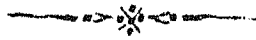
سابق تاریخات طبع کتاب ہذا

از سخنور عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقلؔ لکھنوی

غالب نے عود ہندی کیسی فصیح لکھی
ہے وصف اسکا بیشک حدِ خرد سے بیرون
عاقلؔ بیاض دل پر تاریخ سال ہجری
تم لکھو بے تکلف۔ زیبا ہے مشک مضموں
سنہ ۱۳۳۱ھ

ولہ

فصاحت سے بھری ہے عود ہندی
نہیں ممکن ہے اس کی مدح و تحسین
عبث کرتے ہو فکر سال ہجری
لکھو عاقلؔ۔ یہ ہے مشک مضامین
۱۳ ھ ۳۱

منہ

بلا تشبیہ ہے یہ عود ہندی
معطر اور اعلیٰ مشک مضموں
بیاضِ دل پہ عاقلؔ عیسوی سال
لکھو تم۔ بہتر اچھا مشک مضموں
۱۹ ۱۳

از اسوۂ سخنوران مولانا محمد حامد علی خاں حامد شاہ آبادی مرحوم سابق ملازم مطبع عملہ صحت کانپور

جناب غالب یکتا کی حامد
بہت دلچسپ و زیبا نثر یہ ہے

اگر ہے سال ہجری کی تمہیں فکر
تو لکھدو نزہت افزا نثر یہ ہے

۱۳ ۵ ۳۱

ولہٗ

پئے تاریخ سال الطباعت
بطرز نو بخواں ہم اے مکرم

مگر ہست یک عدد اندر حسابے
ز بوئے مشک مضموں بہ چہا کم

۱۲ ۵ ۳۱
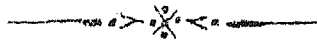
نیشنل پریس الہ آباد میں باہتمام رمضان علی شاہ چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرہنگ

مجال ۔ حوصلہ، طاقت ۔
مخلوق ۔ جو پیدا کیا گیا ہو ۔
حمد ۔ تعریف و توصیف خدا
خالق ۔ پیدا کرنے والا ۔
وہم و خیال ۔ گمان ۔
نعت ۔ تعریف پیغمبر خدا
ممدوح ۔ جسکی تعریف کی جائے
مداح ۔ تعریف کرنے والا ۔
سراپا ۔ پورا، مکمل، از سر تا بہ پا
عصیاں ۔ گناہ ۔
حرف مطلب ۔ اصل بات، یہاں اصل موضوع مراد ہے ۔
نجم الدولہ ۔ مرزا غالب کا خطاب تھا ۔
سخن سنجی ۔ بات کو تولنا، شعر فہمی
مقتضا ۔ خواہش ۔
تابش ۔ روشنی، چمک ۔

برہان ۔ دلیل ۔
فضولی ۔ حماقت ۔
منشاء ۔ سبب، لغواً پیدائش کی جگہ
جادو بیانی ۔ جس بیان میں جادو کا سا اثر ہو ۔
سلاست ۔ روانی ۔
یکتا ۔ واحد، یگانہ ۔
سرگرم ۔ مصروف ۔
برآئی ۔ پوری ہوئی ۔
معلی القاب ۔ بزرگ، جس کا نام بلند کیا جائے یعنی برگزیدہ، مقتدر ۔
مخدوم ۔ جس کی خدمت کی جائے ۔
مخلص ۔ صاحب خلوص، خلوص رکھنے والا ۔
اختصاص ۔ خصوصیت کرنا ۔
معین ۔ مددگار ۔

پہلی فصل چودھری عبدالغفور سرور کا لکھا ہوا دیباچہ

دیباچہ - چہرہ، شروع، آغاز، ابتدا کتاب
انشاء - عبارت لکھنا کوئی بات دل سے پیدا کرنا
آرائش - سنوارنا -
ستائش - تعریف -
کاتب برحق - خداوند تعالیٰ -
تاب - طاقت -
عنوان - سرخی، سرنامہ، ابتداء
املا - پر کرنا، یاد کرنا، کچھ لکھنا -
نمائش - ظاہر کرنا -
املاگر مطلق - خداوند تعالیٰ، جس نے ہر شئے کی ابتدا کی ہے اور نقش اول بنایا ہے -
یارا - طاقت،
لسان - زبان
زہرہ - پتہ -
نظم گاہ زمانہ - دنیا جس میں ہر شئے منتظم اور مرتب نظر آتی ہے -
صانع - بنانے والا -
صنائع - جمع ہے صنعت کی

بدائع - نادرات، بے مثل چیزیں -
قدرت کاملہ - وہ قدرت جو ہر طرح کامل ہے -
منشی - انشا پرداز -
ظہوری - ملا ظہورالدین ظہوری -
ظہور دیا - وجود میں لایا، مشہور کیا -
نظیری - محمد حسین نظیری نیشاپوری -
جامی - ملا نورالدین عبدالرحمٰن جامی -
نامی - مشہور -
نظامی - ابو محمد نظام الدین الیاس
خداوند - مالک، قادر -
شیریں کلامی - ایسی بات کہنا جو بھلی اور میٹھی معلوم ہو -
غلبہ - زور، قدرت -
شیوا بیانی - فصاحت، شیریں بیان -
عذوبت - شیرینی -
معانی - جمع ہے معنی کی -
کوس یکتائی - اپنی بے مثالی کا ڈنکا بجوایا
شیریں کام - جس کا حلق میٹھا ہو یعنی شاد و مسرور -
زہے - سبحان اللہ، کلمہ تعجب ہے -
کرم کریم - خدا کا احسان -

وخہے۔ کلمہ تعجب ہے۔
رحمت رحیم۔ خدا کی رحمت۔
ممدوح کبریا۔ خدا جسکی تعریف کرے،
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رسول مقبول۔ وہ پیام لانیوالا جسے عوام
نے قبول ومنظور کیا ہو۔
بیان صفت۔ خوبیوں کی تشریح۔
بشر۔ انسان۔
محال۔ ناممکن ہے۔
ملائک۔ جمع ہے ملک کی، فرشتے۔
ناطقہ۔ قوت گویائی۔ بولنے کی قوت۔
لال۔ گونگی۔
رسول مجتبیٰ۔ منتخب کیا ہوا رسول۔
مقیم۔ قیام کرنے والا۔ رہنے والا۔
مقام۔ وہ جگہ جس پر ٹھہرا جائے۔
قاب قوسین او ادنیٰ۔ بقدر دو کمانوں
کے یا اس سے کم۔
کلیم۔ بات کرنے والا۔
کلام۔ گفتگو۔
ما ینطق عن الھویٰ۔ نہیں کلام کرتا وہ
خواہش نفس سے۔

بدرالدجیٰ۔ تاریکی کا چاند۔
شمس الضحیٰ۔ صبح کا سورج۔
ہدایت زبانی۔ وہ ہدایت اور تلقین جو
صرف زبان سے کی جائے، کسی
دباؤ کا دخل نہ ہو۔
پُرمعانی۔ جو معنی اور مطلب سے بھری
ہوئی ہو۔
دونوں جہان۔ دنیا و آخرت۔
مطالب۔ جمع ہے مطلب کی۔
کلمہ۔ بات
رحمت حق۔ خدا کی رحمت۔
باب۔ دروازہ۔
مغفرت۔ بخشش۔
انتساب۔ نسبت دینا۔
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ رحمت
نازل کرے خدا اس پر اور اس کی
آل پر اور اسکے کل اصحاب پر۔
شنیدن۔ قوت سماعت۔ سننے کی قوت۔
بگوش شنوا۔ سننے والا کان، یعنی ایسا
کان جو نصیحت کو سنکر اوس پر عمل کرے
نوید۔ خوش خبری۔

گفتن۔ کہنے کی قوت۔
بزبان گویا۔ کہنے والی زبان۔
مژدہ۔ خوش خبری۔
شاہد۔ معشوق۔
سخن۔ کلام
بصد ناز و ادا۔ سو نازوں اور اداؤں کے ساتھ
مقنعہ۔ نقاب۔
رُخ۔ چہرہ۔
معشوق۔ محبوب
فکرت۔ فکر، سوچنا، خیال۔
بہزار۔ ہزاروں۔
غنج۔ ناز، کرشمہ۔ آنکھ جھپکانا۔
کرشمہ۔ ناز و ادا۔
لیلیٰ۔ قیس عامری معروف بہ مجنوں کی محبوبہ کا نام ہے مگر یہاں مراد معشوقہ سے ہے۔
شیریں لقائے۔ جس کا دیدار لذت بخش ہے
فصاحت۔ سلاست و پاکیزگیٔ زبان، پیاری زبان، خوش گوئی۔
ایک جہان۔ ایک زمانہ، تمام عالم۔
مجنون۔ دیوانہ۔ شیدا۔

دیدار نما۔ صورت دکھانے والا، جلوہ دکھانے والا۔
طالبان۔ جمع ہے طالب کی، چاہنے والا۔
معنی رس۔ مطلب سمجھنے والے۔
عذرا۔ معشوقہ، عذرا، وامق کی محبوبہ کا نام ہے۔
خود آرا۔ اپنی آرائش کرنے والی۔
بلاغت۔ پُر مغز ہونا، کلام میں مطالب کی خوبیاں ہونا۔
وامق۔ عاشق، وامق، عذرا کے عاشق کا نام تھا۔
سلک۔ لڑی۔
مخفی۔ پوشیدہ۔
محتجب۔ پوشیدہ۔ حجاب کے اندر۔
سخن آفریں۔ بات کا پیدا کرنے والا، خدا۔
سخنگو۔ شاعر۔
معنی فہم۔ مطلب کا سمجھنے والا۔
اوقات۔ جمع ہے وقت کی۔
ماضیہ۔ گذرے ہوئے۔
انتظام نظم۔ ترتیب۔
دست جامی۔ جامی کے ذریعہ سے۔

عرفی ۔ سید جمال الدین محمد عرفی
عمدۃ البلغا ۔ سب بلیغوں سے بہتر ۔
قدوۃ الفصحا ۔ سارے فصیحوں سے بہتر
سخنور ۔ شاعر ۔
یگانہ ۔ یکتا، بے مثل ۔
فردوسی زمانہ ۔ اپنے زمانہ کا فردوسی ۔
ابوالقاسم حسن ابن علی طوسی ۔
خاقانی جاہ ۔ خاقانی کا سا رتبہ رکھنے والا
افضل الدین ابراہیم خاقانی ۔
انوری پناہ ۔ انوری کو پناہ دینے والا ۔
حکیم اوحد الدین انوری ۔
سحبان زماں ۔ اپنے زمانہ کا سحبان ۔
سحبان عرب کا ایک زبردست
شاعر تھا ۔
خان دوراں ۔ اپنے زمانہ کا مقتدر انسان
جان سخن ۔ شعر و شاعری کی جان ۔
روح معنی ۔ معنی کی کنہ و حقیقت جس سے
معلوم ہوتی ہے ۔
نظامی نظام ۔ نظم میں نظامی کا سا
انتظام کرنے والا ۔
ظہوری ظہور ۔ ظہوری کی سی خصوصیات

کا مالک ۔
نظیری نظیر ۔ نظیری کا ہم پلہ ۔
فیضی فیض ۔ فیضی کا سا فیض رکھنے والا ۔
ضمیری ضمیر ۔ ضمیری کا سا ضمیر رکھنے والا ۔
شانی شان ۔ شان میں شانی کا ہم رتبہ
نوائی نوا ۔ نوائی کی سی نوا رکھنے والا ۔
فغانی فغاں ۔ فغان میں فغانی کا مماثل،
مخدومی ۔ میرے مخدوم، یعنی وہ جن کی
میں خدمت کرتا ہوں ۔
اُستادی ۔ میرے اُستاد ۔
دبیر الملک ۔ یہ غالب کا خطاب ہے ۔
دبیر ۔ کاتب، منشی، نویسندہ ۔
معنی آفرینی ۔ معنی پیدا کرنا ۔
ہمہ دانی ۔ سب کچھ جاننا ۔
قائل ۔ اعتراف کرنے والا، ماننے والا ۔
مائل ۔ فریفتہ، عاشق ۔
سلامت ۔ صحیح و سالم
باکرامت ۔ بزرگی کے ساتھ ۔
آمین ثم آمین ۔ خدا ایسا کرے اور پھر
ایسا کرے ۔
شعریٰ ۔ ایک روشن ستارے کا نام ہے جو

جوزا کے بعد نکلتا ہے اور جاڑوں
کے آخر میں سر شام آسمان پر برآمد
ہوتا ہے۔
لآلی۔ جمع ہے لولو کی، موتی۔
انجم۔ ستارے۔
تصدق اتارے۔ نچھاور کرے۔
بلاگردان۔ تصدق ہونا گرد پھرنا۔
لولی۔ معشوق، یہ ترکی لفظ ہے۔
سما۔ آسمان۔
عروس۔ دلہن۔
ترکیب الفاظ۔ لفظوں کی ترکیب و نشست
ربط قوافی و ردیف۔ قافیہ و ردیف کا
باہم تعلق۔
مسلم الثبوت۔ مانے ہوئے۔
قافیہ تنگ۔ عاجز۔
عرفی۔ سید جمال الدین محمد عرفی
کلام۔ بیان۔
داد سخن۔ کلام کی تعریف
اعتقادات۔ وہ باتیں جن پر پورا پورا
یقین ہو۔
اصحاب۔ جمع ہے صاحب، بمعنی حضرت،

معززین۔
زانوئے تہ کرنا۔ شاگرد ہونا۔
سبق خوانی۔ سبق پڑھنا۔
ارجمندی۔ اقبال مندی، صاحب مرتبہ ہونا۔
نثرہ۔ نثرہ، منازل قمر میں سے آٹھویں
منزل، برج اسد میں دو ستاروں کا
نام ہے۔
مسلم۔ تسلیم کیا گیا۔ مانا گیا۔
دبیر فلک۔ عطارد، ایک ستارے کا نام ہے۔
خاتم۔ انگوٹھی۔
سہ نثر ظہوری۔ ایک کتاب کا نام ہے
جس کا مصنف ظہوری ہے۔
بے غش۔ بے میل، خالص۔
طاہر وحید۔ محمد طاہر وحید قزوینی۔
انشا طرازی۔ نثر لکھنا۔
ابوالفضل۔ اکبر کا وزیر اور مشہور شاعر و
انشا پرداز تھا۔
نثر پردازی۔ نثر لکھنا، تحریر نثر۔
بے ہمتا۔ بے مثل۔
برگ و ساز۔ اہتمام، التزام، آرائش
مہر نیمروز۔ غالب کی ایک تصنیف کا نام ہے

ماہ نیم ماہ ۔ غالب کی ایک تصنیف کا نام ہے
دستنبو ۔ غالب کی ایک تصنیف کا نام ہے
قاطع برہان ۔ غالب کی مرتب کردہ ایک کتاب لغات کا نام ہے ۔
دل نشینی ۔ راستی، درستی، قابل قبول ہونا
شاہد مدعا ۔ گواہ ۔
پنج آہنگ ۔ غالب کی ایک تصنیف کا نام ہے
الحان داؤدی ۔ داؤد کا سا لحن ۔ جناب داؤد علیہ السلام نہایت خوش الحان تھے یہ ان کا معجزہ تھا
آہنی دل ۔ لوہے کا سا دل رکھنے والے، سخت قلب، سنگ دل ۔
موم ۔ نرم
سرمہ اصفہانی ۔ اصفہان کا سرمہ جو مشہور ہے ۔
پتھرائی ہوئی آنکھیں ۔ وہ آنکھیں جن کی روشنی کم ہو گئی ہو ۔ موت کے قریب اور بیہوشی کی حالت میں آنکھیں پتھرائی ہیں۔ آنکھیں پتھرانا ایک محاورہ ہے ۔
اجالا ۔ روشنی ۔

الحق ۔ خدا کی قسم ۔
موجد ۔ ایجاد کرنے والا ۔
آفرینندہ ۔ پیدا کرنیوالا، خالق، واضع ۔
ریختہ ۔ اردو ۔
ریختۂ خامۂ سحر نگار ۔ جادو بھرے قلم کا لکھا ہوا ۔
میر ۔ میر تقی میر اکبر آبادی، سادہ زبان، سلاست اور درد کے لئے مشہور ہیں
سودا ۔ مرزا محمد رفیع سودا ۔ قصیدے کے استاد سمجھے جاتے ہیں ۔
باغ و بہار ۔ شگفتہ و دلکش ۔
مشتے ۔ تھوڑا سا ۔
خروار ۔ بہت سا ۔
سخن چین ۔ نقاد ۔
سخن چینی ۔ عیب نکالنا ۔
ہرزہ درائی ۔ بیہودہ گوئی ۔ یاوہ گوئی ۔
عبث بلیغی ۔ لغو ۔
علی‌العین ۔ تمام و کمال ۔
نابینائی ۔ اندھاپن ۔
ارباب علوم ۔ تعلیم یافتہ، صاحبان علم ۔
بادو ۔ ابتدا، آغاز، شروع ۔

شعور ۔ جاننا ۔ دریافت کرنا ۔ ہوش سنبھالنا ۔
امال ۔ جمع ہے امل کی ۔ بمعنی اُمید ۔
طالب ۔ خواہشمند، چاہنے والا ۔
صاحب کمال ۔ کمال رکھنے والا ۔
خواہاں ۔ جویا، متلاشی
صائب ۔ مرزا محمد علی صائب
طالب ۔ فارسی زبان کے ایک مشہور شاعر کا تخلص ہے ۔
ترسیل ۔ بھیجنا، روانگی
مراسلات ۔ خطوط ۔
کتابت ۔ خط ۔
سبحان اللہ ۔ پاک ہے اللہ ۔
خلق ۔ خوئے پاکیزہ ۔
ذرّہ نوازی ۔ عنایت، نوازش ۔
مہروار ۔ سورج کی طرح ۔
مراسلہ ۔ خط ۔
تساہل ۔ کاہلی ۔
درنگ ۔ دیر ۔
اصلاح ۔ درستی ۔
دریغ ۔ افسوس، حسرت ۔

ننگ ۔ شرم ۔
مکتوب سادہ رویان ۔ چہرہ حسینان دلربا تر ۔ زیادہ دلکش ۔
سلسلۂ مویان ۔ لمبی زلفوں والے، یعنی معشوق ۔
تاب فرسا ۔ بیقرار کرنے والا ۔
متلذذ ۔ لذت اٹھانے والا ۔
ہنوز ۔ ابھی تک ۔
بحسن اتفاق ۔ اتفاق کی خوبی یا موافقت کی وجہ سے ۔
فخر زمان ۔ جس پر زمانہ فخر و ناز کرے ۔
وحید دوراں ۔ یکتائے زمانہ
متوطن ۔ رہنے والے ۔
ریعان ۔ ابتدا، آغاز ۔
شباب ۔ جوانی ۔
بہ تہذیب نفس ۔ نفس کی پاکیزگی کے ساتھ
شب بیدار ۔ رات کو جاگنے اور عبادت کرنے والے ۔
تہجد گزار ۔ نصف شب سے عبادت کرنے والا
دل نرم ۔ نرم دل رکھنے والا ۔
ہنگامۂ محبت گرم ۔ محبت بھرا قلب رکھنے والا ۔

اخلاق مجسم۔ عمدہ عادتوں کا پتلا۔
شفیق مکرم۔ ایسا شفقت کرنے والا جس پر خدا کا کرم ہے۔
فطرت ارجمند۔ اقبال مند
خصائل۔ عادتیں خصلتیں۔
حمیدہ۔ نیک۔
پاک نہاد۔ نیک طینت، خوش اصل۔
متحد بہ اتحاد۔ مخلص، دوست۔
پاکیزہ روش۔ خوش اطوار۔
اخلاق منش۔ پسندیدہ و پاکیزہ عادات رکھنے والا۔
انصاف اساس۔ جس کی بنیاد انصاف پر ہو۔
خوش تقریر۔ دلفریب گفتگو کرنے والا۔
عدیم النظیر۔ جنکا جواب موجود نہیں، جنکی مثال ناپید ہے۔
رونق افزا۔ رونق بڑھانے والا۔
قدوم۔ جمع ہے قدم کی
تقدس لزوم۔ جسکے لئے پاکیزگی لازم کی گئی ہو۔
مشرف۔ بلند ہونے والا۔

ہمہ دانی۔ تمام باتوں کو جاننا، تبحر۔
استاذی۔ میرا استاد
نسیم جانفزا۔ روح کو تازگی بخشنے والی ہوا
شمیم دلکشا۔ دل کو فرحت بخشنے والی خوشبو
مجلی۔ سنوارا ہوا، سجایا ہوا۔
بحلیہ۔ بہ صورت
انطباع۔ طبع کرنا۔ چھاپنا۔
طبع۔ طباعت۔ چھپائی۔
عاری۔ خالی۔
انطباع۔ چھاپنا، چھپوانا۔
بیڑہ اٹھاتا ہوں۔ قصد کرتا ہوں، وعدہ کرتا ہوں۔
منشار خاطر۔ دل کی مراد
بے بہا۔ جنکی کوئی قیمت نہیں۔
اوراق۔ جمع ہے ورق کی
بکسر میم۔ یعنی یہ کہ مہر کا میم زیر سے ہے
مملو۔ پُرا لبریز۔
کوکب۔ ستارہ۔
پرتو۔ سایہ۔
التفات۔ توجہ
آبیاری۔ پانی دینا، سینچنا۔

مکرمت ۔ بزرگی ۔

(۱) صفحہ (...)

چودھری عبدالغفور سرور کے نام

شفیق ۔ شفقت کرنے والا ۔

مکرم ۔ جس پر خدا کا کرم ہو ۔

ارسال ۔ بھیجنا ۔

مسنون ۔ سنت کیا گیا ۔

ذرہ پروری ۔ چھوٹے کی پرورش کرنا ۔

درویش نوازی ۔ فقیر پر نوازش و عنایت کرنا

سزاوار ۔ لائق ۔

ستائش ۔ تعریف ۔

ہیچمدان ۔ جو کچھ نہ جانتا ہو، ناواقف ۔

دل افسردہ ۔ پژمردہ دل، مایوس ۔

طبع موزوں ۔ موزوں طبیعت ہونا ۔

پرواز ۔ اڑان ۔ اڑنا ۔

جمہور ۔ عوام الناس ۔

حق ۔ صحت، حقیقت ۔

بجانب ۔ میری طرف ۔

شارحین ۔ جمع ہے شارح کی

ایزدی سروش ۔ خدائی فرشتے ۔

وحی ۔ خدا کا پیام جو نبی کے پاس آئے ۔

قیاس ۔ خیال، گمان، رائے ۔

چھاپے میں ۔ چھپی ہوئی کتاب

تعقید ۔ کلام کا ایک عیب ہے ۔

مقصود ۔ مطلب

شارح ۔ شرح لکھنے والا، مطلب و معنی لکھنے والا ۔

غور و تامل ۔ سوچ بچار،

فکر سلیم ۔ درست و پاکیزہ طبیعت رکھنے والا

الخ ۔ مخفف ہے "الی آخرہ" کا ۔

توجیہ ۔ وجہ بتانا ۔ تشریح کرنا ۔

قصہ کوتاہ ۔ مختصر یہ کہ

کامروز ۔ کہ امروز، آج ۔

مسلم ۔ یقینی ۔

بیگانہ ۔ محروم، ناواقف، نہ جاننے والا ۔

تارک ۔ مانگ، سجا نا سر

آوارہ ۔ بیہودہ، جسکا ٹھکانا نہ ہو، جدا ۔

کفش ۔ جوتا ۔

مفہوم ۔ مطلب ۔

بعید ۔ دور ۔

منصب ۔ عہدہ ۔

پاس ۔ لحاظ، خیال ۔

بے تکلف ۔ ٹھیک ٹھیک، بے رکاوٹ ۔

توجیہات ۔ جمع ہے توجیہ کی ۔
غلط محض ۔ بالکل غلط ۔
عطف واؤ ۔ وہ واؤ جو دو لفظوں کو
جوڑتا ہے ۔
جنوں ۔ دیوانگی ۔
فرط ۔ شدت ۔
مہر گستری ۔ نوازش ۔
روئے سخن ۔ خطاب ۔
مُطاع ۔ اطاعت کیا ہوا، جسکی اطاعت
کی جائے، قابل اطاعت ۔
تعویذ بازو ۔ حرز بازو ۔
بفرض محال ۔ اگر ناممکن کا ممکن ہونا
تسلیم کر لیا جائے ۔
پاسخ گزار ۔ جواب پیش کرونگا ۔
فتنہ و فساد ۔ مراد دشمن کا غدر ہے ۔
سخن فہمی ۔ شعر سمجھنا
تا مہر چہ سخن فہمی ۔ جو سمجھ کہ کہا تو نے ۔
یائے مجہول ۔ بڑی ے ۔
خطاب ۔ گفتگو کرنا، متوجہ ہونا ۔
بطرف غیب ۔ خدا کی طرف ۔
رجوع ۔ توجہ کرنا، مائل ہونا ۔ التفات کرنا ۔

یائے معروف ۔ چھوٹی ی ۔
ازمنہ ۔ جمع ہے زمانہ کی ۔
زمانۂ ماضی ۔ گذرا ہوا زمانہ، زمانہ تین ہیں
ماضی، حال، مستقبل ۔
استقبال ۔ مستقبل، زمانہ آئندہ ۔
مقتضی ۔ تقاضہ کرنے والا
مخفف ۔ چھوٹا کرنا ۔
غیبت ۔ دوری، عدم موجودگی ۔
تفرقہ ۔ فرق ۔
نظائر ۔ جمع ہے نظیر کی ۔

(۳) صفحہ (۱۱)

اصل الاصول ۔ جڑوں کی جڑ یعنی
اصل چیز، سب سے زیادہ ضروری بات
مناسبت طبیعت ۔ طبیعت کا لگاؤ ۔
تتبع ۔ پیروی ۔
قتیل ۔ دیوانی سنگھ قتیل ۔
واقف ۔ واقف لاہوری ۔
شایاں ۔ لائق ۔
فرسودہ ۔ گھسے ہوئے، یعنی جو روزمرہ
استعمال ہوتے ہیں اور عوام کی
زبان پر ہیں ۔

عامیانہ ۔ رکیک، بازاری جو عوام کی
زبان سے متعلق ہو۔
اطفال ۔ جمع ہے طفل کی، لڑکے۔
دلبستان ۔ مکتب۔
متصدی ۔ محرر، دفتروں میں کام
کرنے والے۔
رودکی ۔ ابوالحسن رودکی ایران کا
مشہور شاعر ہے۔
عنصری ۔ ابوالقاسم حسن ابن احمد عنصری
رشید وطواط ۔ رشید الدین وطواط۔
امثال ۔ مانند۔
بالاستیعاب ۔ متواتر، سبقاً سبقاً۔
آشنائی ۔ شناسائی۔
اعوجاج ۔ کجی
کلامیہ ۔ کاف کی ایک قسم ہے، ملاحظہ
ہو قواعد اردو۔
علویون ۔ آسمانی، بلند مرتبہ۔
عجز ۔ کمزوری۔
ایثار ۔ قربانی۔
برزدہ شتہ ۔ سی دیا ہے۔
آز ۔ حرص۔

اساتذہ ۔ جمع ہے استاد کی۔
مسلمات ۔ جمع ہے مسلم کی، مسلم وہ
اصول جو بے شک و شبہ تسلیم کر لیا جائے
عطا ۔ بخشش۔
مروارید ۔ موتی۔
بحر ۔ سمندر۔
معدن ۔ کان۔
معدوم ۔ ناپید۔
ناموس ۔ عصمت، حرمت۔
جود ۔ سخاوت۔
گیتی ۔ دنیا، عالم۔
یم ۔ دریا
منشا ۔ سبب، وجہ۔
بالقوۃ ۔ فطرتاً۔
استعداد ۔ صلاحیت، اہلیت۔
احتمال ۔ شبہ۔
ممتنع ۔ باز رہنے والا۔
مرفوع ۔ وہ حدیث جس کی روایت کا
سلسلہ آنحضرت تک پہونچے۔
زعاق ۔ ایک قسم ہے مبالغہ کی۔
تشنیع ۔ کسی چیز کا پھیلانا، مشہور کرنا۔

(۴۳) صفحہ (۱۴)

غلو۔ شدت مبالغہ، ایک قسم ہے مبالغہ کی۔
مطاع۔ جسکی اطاعت کی جائے۔
بحسب۔ بہ اندازہ۔
مساعدت۔ موافقت
اعادہ۔ واپسی، تجدید۔
شباب۔ جوانی۔
حیز۔ دائرہ، جگہ، مکان۔
ابعاض۔ جمع ہے بعض کی۔
عجم۔ ایران۔
زحافات۔ جمع ہے زحاف کی، یہ علم عروض کی ایک اصطلاح کا نام ہے۔
حسن مطلع۔ مطلع ثانی۔
قدما۔ جمع ہے قدیم کی، پرانے اساتذہ۔
التزام۔ لازم کرنا، ضروری قرار دینا
ذوقافیتین۔ جس میں دو قافیے ہوں
انا ربکم الاعلیٰ۔ میں تمہارا سب سے بڑا خدا ہوں۔
حسرتی شیفتہ۔ نواب مصطفیٰ خانصاحب غالب کے نہایت عزیز شاگردوں میں تھے اور حسرتی اور شیفتہ دونوں تخلص کرتے تھے۔

پنج آہنگ۔ ایک کتاب کا نام ہے۔
تفقد نامہ۔ وہ خط جو دلجوئی اور مہربانی پر مشتمل ہو۔
محررہ۔ نوشتہ، لکھا ہوا۔
ضمیمہ۔ وہ شے جو کسی اور شے میں اضافہ کی جائے۔
بطریق۔ بہ صورت
لزوم مالایلزم۔ لازم ہونا اس کا جو لازم نہیں ہے۔
دساتیر۔ جمع ہے دستور کی۔
اسما۔ جمع ہے اسم کی، نام۔
ہیہات۔ افسوس
مسخ۔ صورت بگاڑنا۔
علی التواتر۔ ساتھ ساتھ۔
عیاذاً باللہ۔ خدا پناہ میں رکھے۔
قدح۔ پیالہ۔
تفسیر۔ شرح۔
اعانت۔ مدد۔
استیفا۔ پورا کرنا۔
بمنزلہ۔ برابر۔

(۴) صفحہ (۱۹)

نام آور۔ مشہور۔

آشنا۔ شناسا۔

واللہ باللہ۔ ایک قسم ہے، خدا کی قسم۔

(۵) صفحہ (۱۹)

حاشا۔ خدا کی قسم۔

عم۔ چچا

استناد۔ سند حاصل کرنا، سند طلب کرنا۔

کہ۔ جو۔

نواب سعادت علی خاں۔ بانی سلطنت اودھ

بیشتر۔ زیادہ تر۔

احیاناً۔ اتفاقاً۔ شاید۔

عامہ۔ عوام۔

عظمائے۔ مخصوص لوگ۔

متوفی۔ فوت شدہ۔

رقم۔ تحریر۔

امثال۔ مثل اسکے۔

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا۔ ہرگز نہ حاصل کروگے تم نیکی کو یہاں تک کہ تم محبوب شئے خرچ کرو۔

ویرزق من حیث لا یحتسب۔ وہ ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں کا گمان بھی نہ ہو۔

مقفیٰ۔ نثر مقفیٰ جس میں قافیہ ہو مگر وزن نہ ہو۔

مرجز۔ نثر مرجز وہ نثر جس میں وزن ہو مگر قافیہ نہ ہو۔

عاری۔ نثر عاری یا معریٰ جس میں نہ وزن ہو نہ قافیہ۔

مسجع۔ نثر کی ایک قسم ہے جو غالب کے نزدیک مقفیٰ کی مترادف ہے۔

صاحب۔ مصنف۔

قلزم ہفتگانہ۔ ایک کتاب لغات کا نام ہے

پارسیوں۔ اہل فارس، شعرائے ایران۔

از راہ۔ طور پر، طریقہ سے۔

تصرف۔ داخل کرنا، کچھ کا کچھ کر دینا، بدل دینا۔

زنہار۔ ہرگز، خبردار، تاکید کرنا۔

منفی۔ انکار کرنے والا۔

مثبت۔ اقرار کرنے والا۔

عیشی۔ شاعر کا تخلص ہے۔

مستند علیہ۔ وہ شخص جسے سند قرار دیا جائے

موکد۔ تاکید کرنے والا۔

(۶) صفحہ (۲۳)

ابلاغ۔ پہنچانا۔ بھیجنا۔
آگہی۔ اطلاع۔
پرسش۔ پوچھنا۔
مقوم۔ سیدھا رکھنے والا۔
مفرح۔ فرحت دینے والا، تازہ و شگفتہ رکھنے والا۔
مسدود۔ بند ہے۔
للہ الحمد۔ خدا کا شکر ہے۔
گنہگار۔ ملزم۔
فرد فرد۔ تمام و کمال، بالکل۔
مولائی۔ میرے مولا۔
مرشدی۔ میرے مرشد۔
شاداں۔ خوش۔
بخت۔ مقدر۔
تصور۔ خیال۔
کارفرما کر۔ دخل و بکار درمیان میں لاکر
پیرو۔ مقلد۔
منکر۔ انکار کرنے والا۔
قدما۔ شعرائے قدیم۔

متاخرین۔ پچھلے لوگ، حال کے زمانہ کے لوگ
کلیم۔ ابوطالب کلیم ہمدانی۔
اسیر۔ مرزا جلال اسیر شہرستانی۔
حزیں۔ شیخ علی حزیں
محقق۔ صاحب تحقیق۔
جمہور۔ عوام۔
برہان قاطع۔ ایک کتاب لغات کا نام ہے۔
فہم۔ سمجھ۔
زیست۔ زندگی۔
نکات۔ جمع ہے نکتہ کی۔
نسخہ۔ کتاب۔
انگبیں۔ شہد۔
آز۔ حرص۔
بادی النظر۔ بظاہر، سرسری طور پر۔
شیر ناب۔ خالص دودھ۔
خشم۔ غصہ۔
حکما۔ جمع ہے حکیم کی، عالم بے بدل، یگانۂ روزگار۔
صوفیہ۔ جمع ہے صوفی کی، اہل باطن
غضبی۔ متعلق بہ غضب، جسکا تعلق غصہ سے ہو۔

شہوی۔ متعلق بہ شہوت، جسکا تعلق انسان کی پست قسم کی خواہشات سے ہو۔

تعدیل۔ عدل کرنا، انصاف کرنا۔

اصلاح۔ درستی۔

عفت۔ پارسائی، پرہیزگاری، پاکیزگی۔

مبرہن۔ جو دلائل سے ثابت کیا جائے۔

تثنیہ۔ دو۔

عارف۔ خدا کو پہچاننے والا۔

گوگرد سرخ۔ سرخ گندک جو ناپید ہے۔

پیل سفید۔ سفید ہاتھی۔

ساکت۔ خاموش، چپ۔

کبریت احمر۔ سرخ گندک

انملیان۔ ایک قسم کا کلام ہے جسکے موجد خسرو ہیں۔

منطق۔ زبان۔

افادہ۔ فائدہ بخشنا۔

سلب کلی۔ بالکل مفقود کر دینا۔

بے ہمتا۔ بے مثل۔

اندک۔ تھوڑا، قلیل۔

خداوند نعمت۔ بزرگ، مالک۔

قباحت۔ خرابی، عیب۔

وضوح۔ ظہور، واضح ہونا۔

جواز۔ جائز ہونا۔

مضائقہ۔ تنگی، شک۔

حلاوت۔ شیرینی، مٹھاس۔

افزائش۔ بڑھانا۔

لوکشف الغطا رما۔ اگر پردہ ہٹا دیا جائے۔

زنہار زنہار۔ ہرگز ہرگز۔

صاحبا۔ اے صاحب۔

مشفقا۔ اے مشفق۔

زید الطافکم الی الابد۔ ابد تک تمھاری عنایتیں بڑھتی رہیں۔

تبلیغ۔ بھیجنا، پہنچانا۔

بندگی۔ بندہ ہونا۔ یہاں بمعنی تسلیم و آداب۔

نیاز۔ عاجزی، حاجت، احتیاج۔

ضمیر۔ دل۔

منیر۔ روشن۔

اقسام ثلاثہ۔ تین قسمیں۔

یارائے کلام۔ گفتگو کی قوت۔

غیاث الدین۔ صاحب غیاث اللغات
ملائے مکتبی۔ مکتب میں لڑکوں کو پڑھانیوالا
معتمد۔ قابل اعتماد۔
اتمام۔ ختم کرنا۔
دستورِ شگرف۔ ایک کتاب کا نام ہے۔
سجع۔ قمری کی آواز۔ دو فقروں میں
آخر الفاظ کا ہموزن ہونا۔
فقرتین۔ دو فقرے۔
مصرعین۔ دو مصرعے۔
تقابل۔ ایک دوسرے کا مقابلہ کرنا۔
یکدگر۔ ایک دوسرے کا
بدول۔ علاوہ۔
عقدہ۔ مشکل بات، مسئلہ، بات۔
رکاکت۔ سستی، ضعیفی۔
اظہر من الشمس۔ سورج کی طرح ظاہر ہے۔
نص۔ حکم قطعی۔

صفحہ ۲۸ (۷)

مکرر۔ دوبارہ۔
گرمئ ہنگامہ۔ لوگوں کی کثرت ہونا۔
جداگانہ۔ علیحدہ۔
معصوم۔ پیغمبر، امام۔

یغما۔ لوٹ۔
الّا۔ لیکن
تعریب۔ عربی بنانا۔
ابجد۔ ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص،
قرشت، ثخذ، ضظغ۔
ثخذ۔ اوپر کے سلسلہ کا ساتواں لفظ
ہے۔ حروف تہجی کا یہ سلسلہ اعداد
نکالنے کے لئے مستعمل ہے۔
متحد المخرج۔ جن کے نکلنے کی جگہ ایک
ہی ہو۔
قریب المخرج۔ جن کے نکلنے کے مقامات
قریب قریب ہوں۔
ہائے ہوز۔ یعنی ہوز کی ہ، چھوٹی ہ۔
حائے حطی۔ یعنی حطی کی ح، بڑی ح۔
حسبتہً للہ۔ خدا کی خوشنودی کے لئے۔
مخفف۔ چھوٹا کیا گیا۔
ناہار۔ وہ شخص جس نے صبح کچھ نہ کھایا ہو۔
صاحب طبع سلیم۔ طبیعت معقول
رکھنے والا۔ مذاق صحیح رکھنے والا۔
ائمہ فن۔ ائمہ جمع ہے امام کی۔ فن میں
مہارت کامل رکھنے والے جن کی

رائے بطور سند پیش کیجا سکتی ہے
علیہ یا علیہ۔ وہی اسپر ہو جبکہ وہ لائق ہے
خالصاً للہ۔ محض خدا کے لئے۔
خران نامشخص۔ بے حد احمق۔
خواہی نخواہی۔ بہ جبر، زبردستی۔
ممیزہ۔ تمیز کرنے والی۔ دو چیزوں میں
فرق دیکھنے والی۔
غولوں۔ جمع ہے غول کی، دیو بھوت۔
مرزا تفتہ۔ منشی ہرگوپال تفتہ جنہیں
غالب پیار میں مرزا تفتہ کہتے تھے۔
نسبت۔ نسبت شاگردی۔
برہما۔ ہند و علم الاصنام میں برہما بہت
بڑا طاقتور دیوتا سمجھا جاتا ہے۔
غوث الاعظم۔ شیخ محی الدین عبد القادر
جیلانی۔
یزید۔ یزید ابن معاویہ شام کا بادشاہ
تھا جس نے جناب امام حسین
علیہ السلام کو کربلا میں شہید کرایا۔
شمر۔ شمر ذوالجوشن اس شقی ازل کا نام
ہے جس نے اپنے ہاتھ سے جناب
حسین علیہ السلام کو شہید کیا۔

(۸) صفحہ ۳۱

تفقد نامہ۔ تفقد کے لغوی معنی گم شدہ
کو ڈھونڈھنا اور پرسش کرنا ہے
تفقد نامہ کے معنی وہ خط جس میں
مہربانی، دلجوئی اور غمخواری کیجائے۔
مرقومہ۔ لکھا ہوا۔ تحریر کیا ہوا۔
یازدہم۔ گیارہ۔
پنجم۔ پانچ۔
دوشنبہ۔ پیر۔
تطابق۔ مطابق کرنا۔
مجملاً۔ تھوڑی سی۔
مراسلت۔ خط و کتابت۔
دستنبو۔ غالب کی ایک تصنیف کا نام ہے۔
مشعر۔ خبر دہندہ۔ خبر دینے والا۔
تحسین۔ تعریف، ستائش۔
صدق۔ سچائی۔
ارادت۔ مرید کرنا۔ خلوص۔
مودت۔ دوستی، محبت۔
تہنیت۔ مبارکباد
مدحت۔ تعریف۔
بتوسط۔ بذریعہ۔

طبع آزمائی ۔ طبیعت پر زور دیکر بات پیدا کرنا ۔

عبارت آرائی ۔ رنگین عبارت لکھنا ۔

محجوب ۔ شرمندہ ۔

باب ۔ سلسلہ، معاملہ ۔

افادہ ۔ فائدہ اٹھانا ۔

عم عالیمقدار ۔ چچا جن کا مرتبہ بلند ہے

خلاصۂ مکتوب ۔ خط کا لب لباب ۔

سابق ۔ پہلا ۔

تعبیر بالمرادف ۔ ہم معنی سے بدل دینا

مکتوب الیہ ۔ جسکو خط لکھا جائے ۔

(۹) صفحہ ۳۴

یاد آوری ۔ یاد کرنا ۔

مہر گستری ۔ عنایت، نوازش ۔

تابستان ۔ موسم گرما، گرمی کا موسم ۔

عزم ۔ ارادہ ۔

کرامت ۔ بزرگی ۔

احتمال ۔ شک و شبہہ، اندیشہ ۔

بلاد ۔ جمع ہے بلدہ کی بمعنی شہر

انشاء اللہ العظیم ۔ اگر خدا نے چاہا ۔

استیفا ۔ پورا کرنا ۔

حروف حکایت ۔ گفت و شنید، گفتگو ۔

تراوش ۔ ٹپکنا ۔

خونابہ ۔ خون تازہ ۔

مجہول ۔ نادانستہ شدہ، پوشیدہ، نامعلوم

حک ۔ چھیلنا، دور کرنا، کھرچنا ۔

حک و اصلاح ۔ درستیاں، اصلاحیں ۔

منشاء ۔ مدعا، مطلب، لغوی معنی مسودات ۔

اعانت ۔ مدد ۔

(۱۰) صفحہ ۳۵

تلطف نامہ ۔ خط جسکے ذریعہ سے مہربانی کی گئی ہے ۔

ورود ۔ پہونچنا، رسید ۔

باآنکہ ۔ حالانکہ، باوجودیکہ ۔

کارپردازان ۔ کارکن، کام کرنے والے ۔

راجع ہونا ۔ واپسی، پھرنا ۔

(۱۱) صفحہ ۳۶

مخدوم زادہ ۔ اس شخص کا بیٹا جسکی میں خدمت کرتا ہوں ۔

والا اعتبار ۔ بلند مرتبہ ۔

مع الخیر ۔ خیریت سے ۔

یوسف ۔ جناب یوسف ابن یعقوب علیہ السلام

مصر۔ وہ ملک جہاں جناب یوسف ؑ نے بادشاہی کی۔

کنعاں۔ جناب یوسف کا وطن۔

تفرقہ۔ فرق کرنا۔

اوقات۔ جمع ہے وقت کی

شدّت۔ زیادتی۔

تموز۔ گرمی کی زیادتی۔

مقتضی۔ خواہشمند۔

ہنوز۔ ابتک۔

نزول۔ اترنا۔

نزول باراں۔ پانی برسنا۔

ہمکلام ہونا۔ گفتگو کرنا۔

قبض۔ پکڑنا۔ گرفتگی۔

تمنائے دیدار۔ دیکھنے کی خواہش۔

کنایہ۔ سخن پوشیدہ، راز کی بات

انشاءاللہ العزیز۔ اگر غالب خدا نے چاہا۔

روئے سخن۔ خطاب۔

مسکن۔ جائے سکونت، مکان۔

پرتاب۔ تیر، جو دور جاسکتا ہو۔

ہنوز۔ ابتک۔

حسن سیرت۔ سیرت کی خوبی یعنی اخلاق و آداب۔

(۱۲) صفحہ ۳۷

مظہر۔ جائے ظہور۔

تشویش۔ فکر، پریشانی۔

سبیل۔ راستہ۔

کاسۂ گدائی۔ کشکول، فقیر کا پیالہ

سنین۔ جمع ہے سن کی، سال۔

ماضیہ۔ گذشتہ۔

احیاناً۔ اتفاقاً۔

ابرام۔ محکم کرنا۔ یہاں بمعنی اجازت۔

جامع۔ جمع کرنے والا۔

والسلام مع الاکرام۔ تسلیم مع تعظیم۔

(۱۳) صفحہ ۳۸

نہایت۔ انتہا۔

سعی۔ کوشش۔

مہتمم۔ ناظم، اہتمام کرنے والا۔

(۱۴) صفحہ ۳۹

عالم۔ حال، کیفیت۔

سابق۔ پہلے۔

سرنامہ۔ پتہ۔

حاجت۔ ضرورت۔

آب حیوان - آب حیات -
عہد - زمانہ -
فراہم - جمع -
محل اندیشہ - فکر کی بات -

(۱۵) صفحہ ۴۰

مقدس - پاک -
دودمان - خاندان، قبیلہ، کنبہ
برخوردار - بہرہ ور -
جوہر - جو بذات خود قایم ہو -
عرض - جو بذات خود قایم نہ ہو جیسے رنگ -
بہرحال - ہر حالت میں -
تبلیغ - بھیجنا، پہنچانا -
قطع نظر - خیال ترک کر دینا -
یائے تحتانی - آخر حرف، ی حروف تہجی کا آخر حرف ہے -

(۱۶) صفحہ ۴۲

چہا - کیا -
کفایت کرنا - کافی ہونا -
انواع - قسم -
پُرفضا - دلکش -

زائے ہوز - حرف ز جو لفظ ہوز میں موجود ہے -
غمزہ - اشارۂ چشم -
متکلم - کلام کرنے والا -
فاضل - اضافہ، زیادہ -
مسنون - جو سنت کیا گیا ہے -
منثور - جو نثر میں ہو -
عطوفت - مہربانی -
بانفراد - تنہا، خالص طور پر -

(۱۷) صفحہ ۴۳

مطلع نظم کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں -
حسن مطلع - دوسرا مطلع -
بندہ نوازیاں - عنایتیں -
ننگ - باعث شرم -
آفرینش - مخلوق، جو کچھ پیدا کیا گیا ہے -
خاصان درگاہ - مخصوص بندے -
سعادت - نیکی، نیک بخت ہونا -
عظمیٰ - بڑی -
وبائے عام - وہ بلا اور مصیبت جو سب پر نازل ہوئی تھی -

کشتنی - جو مار ڈالنے کے قابل ہو۔
سوختنی - جو جلا ڈالنے کے قابل ہو۔
عرش - تخت، چھت، چھاؤں، آسمان۔
نشیمن - جائے قیام، گھونسلا۔
پائیں باغ - وہ باغ جو صحن مکان سے ملحق ہوتا ہے۔
تصور - خیال۔
محابا - اندیشہ، پاس، خوف۔
متردد - پریشان۔
قیاس - خیال، گمان۔
معہذا - باوجود اس کے۔
انطباع - طبع ہونے کے بعد، چھپنے کے بعد۔
اغراق - مبالغہ کرنا۔
اغلاط - جمع ہے غلطی کی۔

(۱۸) صفحہ ۴۴

مخمس - ایسی نظم جس میں ایک بند میں پانچ مصرعے ہوں۔
نسب - نژاد، خاندان
سرور - سردار۔
حسب - ذاتی بزرگی، شرف۔

افتتاح - شروع کرنا۔
درخور - لائق۔
ثالث - تیسرا۔
مزید - زیادہ، اس کے علاوہ۔
افلاک - جمع ہے فلک کی، آسمان۔
ندامت - پشیمانی۔
خجالت - شرمندگی۔
محل - موقعہ، مقام۔
طرح - فریب، خاکہ تصویر کا، روش، طرز۔
مرادف - ہم معنی۔
بفتح اول - پہلے حرف پر زبر۔
بسکون ثانی - دوسرا حرف ساکن۔
بفتحتین - دو زبر کے ساتھ یعنی پہلے اور دوسرے دونوں حرفوں پر زبر۔
باایں ہمہ - باوجود اس کے۔
نم - بھیگا۔
عالی مقدار - بلند مرتبہ۔
روئے سخن - خطاب۔
مرشد زادوں - مرشد کے بیٹے۔
مرشد - ہدایت کرنیوالا، نیک راہ بتلانیوالا۔

طول۔ لمبائی، درازی۔
دوام۔ ہمیشگی۔
عجب۔ تعجب۔
اتمام۔ تکمیل۔
پنج آہنگ
دستنبو۔
مہر نیم روز } تصانیف غالب
آدم۔ حضرت آدم علیہ السلام۔
زن۔ عورت
طوق لعنت۔ لعنت کا طوق۔
ازرہ۔ لیے، واسطے۔
تکریم۔ بزرگی دینا۔
تذلیل۔ ذلت دینا۔
اسیری۔ گرفتاری۔
طوق آدم۔ یعنی زن۔
گراں تر۔ زیادہ بھاری۔
عزازیل۔ شیطان۔
ہیچ سست۔ بیکار ہے کچھ نہیں،
عبث ہے۔
واماندگی۔ خستگی، تھکن، تعطل
برہان قاطع۔ ایک کتاب لغت کا نام ہے

پوچ۔ بیہودہ، بے معنی۔
پا در ہوا۔ غیر متعلق، بے بنیاد۔
اغلاط۔ جمع ہے غلط کی۔
بہ سبیل۔ بہ طریق۔
مستعار۔ مانگے کے طور پر۔

(۱۹) صفحہ ۷۴

ایمان بالغیب۔ بے دیکھے ہوئے
پر ایمان لانا۔
مہر۔ محبت۔
اغلب۔ زیادہ تر۔
اضطرار۔ ناچار ہوکر۔

(۲۰) صفحہ ۷۴

بلاد۔ جمع ہے بلدہ کی، شہر۔
جبیں۔ پیشانی۔
دریغا۔ افسوس۔
ممدوح۔ جس کی تعریف کی جائے۔
مدح۔ تعریف۔
سزاوار۔ لائق۔
دودمان۔ خاندان، قبیلہ، کنبہ۔
جیغہ۔ زیور مرصع جو پگڑی پر باندھتے
ہیں۔

مروارید۔ موتی۔
اعضاء۔ جمع ہے عضو کی۔
جوارح۔ اعضاء۔
کھنڈ۔ وہ اشعار جو دھوبی اور اسی قسم کے شعراموزوں کرتے ہیں
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بیشک ہم اللہ کیطرف سے آئے اور اسی کیطرف چلے جائینگے
کف الخضیب۔ ستاروں کی ایک شکل کا نام ہے۔
صور۔ جمع ہے صورت کی، صورتیں۔
طلوع۔ نکلنا، ظاہر ہونا۔
اختر شناسان۔ نجومی۔
قبول دعاء۔ دعا کا قبول ہونا۔
وقت طلوع۔ صبح کے وقت۔
کتان۔ ایک کپڑے کا نام ہے جو چاندنی میں پھٹ جاتا ہے۔
پرتو۔ روشنی، سایہ۔
زہرد۔ نیا۔
افعی۔ سانپ۔
آصف الدولہ۔ نواب اودھ۔
محاذی۔ بالمقابل، روبرو، سامنے۔

الواع۔ قسم قسم کے۔
تحویل۔ داخل ہونا۔
حمل۔ برج حمل۔
تحویل آفتاب بہ حمل۔ آفتاب جب برج حمل میں داخل ہوتا ہے تو وہ نیک ترین ساعت سمجھی جاتی ہے
تجاوز۔ زیادتی۔
جامع۔ ٹھیک ٹھیک۔
چیساں۔ کیس طرح۔
گراب۔ کارتوس۔
بہادر شاہ۔ بہادر شاہ ظفر آخری مغل بادشاہ جو غدر میں جلاوطن کیے گئے۔
ذوق۔ محمد ابراہیم ذوق استاد ظفر
مولوی محمد باقر۔ اردو کا سب سے پہلا اخبار انھوں نے نکالا تھا۔ یہ مولوی محمد حسین آزاد کے پدر بزرگوار تھے۔
قلمرو۔ سلطنت، مملکت۔
رضائے الٰہی۔ حکم خدا۔
سپہر۔ آسمان۔

فرمان۔ حکم۔
داور۔ خداوند تعالیٰ۔
بیداد۔ ظلم۔
منطبعہ۔ چھپا ہوا۔
بے حیف۔ بے ظلم دستم یعنی انصاف سے
بے میل۔ غیر طرفدارانہ طریقہ پر۔

(۲۱) صفحہ ۵۱

رنجش۔ ملال۔
وسوسہ۔ اندیشہ۔
احتمال۔ ڈر، خوف
تلف۔ ضایع۔
وضع ہوا کریگا۔ کٹا کریگا۔
امکنہ۔ جمع ہے مکان کی، مکانات۔
تیشہ۔ کلہاڑی، بسولہ۔
کلند۔ پھاوڑا۔
طغیانی۔ شدت، چڑھاؤ۔
گران۔ مہنگا،
ارزاں۔ سستا
رفعت۔ بلند۔
درجت۔ مقام، مرتبہ۔
رفعت درجت۔ بلند مرتبہ، عالیمقام۔

عزم۔ ارادہ۔
گور۔ قبر
مکتوب۔ خط۔
خو۔ عادت۔
انجاح۔ پورا کرنا۔
حتی الوسع۔ مقدور کے مطابق۔
مستطاب۔ بزرگوار۔
افتخار۔ عزت۔
نوید۔ خوشخبری۔
مقدم۔ تشریف آوری۔
خانہ کوچی۔ خانہ بدوشی۔
گریز پائی۔ ایک جگہ نہ ٹھہرنا۔
قلزم۔ سمندر، بحر۔
شناور۔ تیراک
نفس مطمئنہ۔ وہ نفس جسے اطمینان حاصل ہو۔
اشغال۔ جمع ہے شغل کی۔
افراط۔ زیادتی۔
اخوان۔ بھائی۔

(۲۲) صفحہ ۵۳

سابق۔ پہلا۔

باہم - ساتھ ساتھ۔
روئے سخن - خطاب۔
فیض نصاب - جس کا سرمایہ فیض ہی فیض ہے
جامع مدارج - درجات عالی کا اپنے وجود میں جمع کرنے والا، بلند مرتبہ
بزم - محفل۔
وحدت - یکتائی، یگانگی۔
فروزندہ - چمکنے والا۔
مستغرق - ڈوبا ہوا۔
مشاہدہ - دیکھنا۔
شاہد - گواہ۔
ذات - ذات باری تعالیٰ۔
قدسی - فرشتہ، پاک، پاکیزہ۔
بادی النظر - بہ ظاہر
مبحث - موضوع بحث۔
بصلۂ - بہ عوض۔
مدح گستری - تعریف کرنا۔
مربی کش - مربی کو مارنے والا، منحوس، سبز قدم۔
محسن سوز - احسان کرنے والے کو جلا دینے والا، منحوس، سبز قدم۔

خداوند - آقا، مالک۔
بندہ پرور - غلام کی پرورش کرنے والے
وقوعی - جس کا اظہار ہو چکا ہے۔
پایاں - انتہا، آخر، انجام۔
امور عامہ - معمولی بات۔
رحیل - کوچ۔
انا للہ وانا الیہ ..... ہم خدا کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے

(۳۳) صفحہ ۵۶

نعت - رسول کی تعریف۔
اضمحلال قویٰ - ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کا خستہ اور بے طاقت ہو جانا۔
کلاہ - ٹوپی۔
پیرہن - لباس۔
مصافحہ - ہاتھ ملانا۔
مقتضی - تقاضا کرنے والا۔
انطباع - چھپوانا، چھاپنا۔
عزیمت - ارادہ، قصد۔
امضا - جاری کرنا، حکم اجرا دینا۔
مفرح - فرحت دینے والا۔
وظیفہ - وہ چیز جو ہر روز کے لئے مقرر ہو۔

منقطع۔ ختم۔
روش۔ طریقہ۔
گاہ گاہ۔ کبھی کبھی۔
ارسال۔ بھیجنا۔
رسائل۔ خطوط۔

(۲۴) صفحہ ۵۷

مجلدات۔ جلدیں۔
توقیع۔ دستخط شدہ کاغذ، فرمان شاہی
ملک۔ مال۔
انشاء اللہ العلی العظیم۔ اگر خدائے بزرگ و برتر نے چاہا۔
حبذا۔ بہت اچھا، خوب ہے، بہتر ہے۔
کلک۔ قلم۔
رحمۃ اللہ علیہ۔ اس پر خدا کی رحمت ہو۔
ممتنع۔ باز رہنے والا، محال، ناممکن، دشوار۔
خرق۔ پھاڑنا۔
خرق عادت۔ خلاف عادت، کرامت، معجزہ، جو عام طور پر ظہور پذیر نہ ہو۔
مسلمات۔ مانی ہوئی باتیں، تسلیم شدہ امور۔

جمہور۔ عوام۔
منکر۔ انکار کرنے والا۔
حسن۔ خوبی۔
الہام۔ خدا کی طرف سے کسی بات کا دل پر ظاہر ہونا۔
ازانجا۔ اس لئے کہ۔
باصرہ۔ نگاہ۔
مشتاق۔ شوقین، خواہشمند۔
مسافت۔ دوری۔
بعید۔ بہت دور۔
معلول۔ جو نتیجہ ہو کسی سبب یا علت کا
علت۔ سبب، وجہ
ادعا۔ دعویٰ کرنا، بے دلیل، لغویات۔
موضوع۔ جو کچھ وضع کیا جائے۔
موکد۔ تاکید کرنے والا، تاکید کیا گیا۔
مشتری۔ ایک ستارہ کا نام ہے۔
عطارد۔ ایک ستارہ کا نام ہے۔
اسم۔ نام۔
سلطان جلیل القدر۔ بڑے مرتبہ والا بادشاہ۔
ابراہیم عادل شاہ۔ والی بیجاپور۔

منظر - جائے نظر، کھڑکی، دریچہ۔
بعید - دور۔
زیر - نیچے۔
قصر - محل۔
مبادا - شاید، ایسا نہ ہو کہ کہیں۔
عفت - پرہیزگاری، پارسائی۔
فضیلت - بزرگی، نیکی، بھلائی۔
فضائل - جمع ہے فضل کی۔
اربع - چار۔
ابہام - کسی بات کا صاف صاف بیان نہ کرنا۔
تفحص - دریافت، پوچھنا۔
وجدانی - جو حالت خود بخود طاری ہو۔
حفظ - حفاظت، پاسداری۔
ناموس - عزت، حرمت۔
کار براری - مدد، کام نکالنا۔
ناطقہ - گویائی۔
سرافرازی - بلندی۔

(۳۵) صفحہ ۶۰

ناسازی - نادرست ہونا۔
اطراف - جمع ہے طرف کی۔

جوانب - جمع ہے جانب کی۔
ماہ نیم ماہ - غالب کی ایک تصنیف کا نام ہے۔
مہر نیم روز - غالب کی ایک تصنیف کا نام ہے۔
بارے - ایک مرتبہ۔
امیر تمر - امیر تیمور۔
بین الطعامین - دو کھانوں کے درمیان۔

(۳۶) صفحہ ۱۶۱

مفہوم ہوا - سمجھا گیا۔
تپ و لرزہ - بخار جاڑا۔
سودا زدہ - پریشان۔
جناب ایزدی - بارگاہ خداوندی۔
سرگرم - مصروف۔
عم - چچا۔
بزرگی آموزگار - بزرگی سکھانے والا
صنوف - جمع ہے صنف کی، قسمیں
الوف - جمع ہے الف کی، ہزار ہا۔
کفِ پائے - پاؤں کا تلوا۔
معرف ہونا - تعارف کرانا۔
اضمحلال - کمزوری، سستی۔
صغرا و کبریٰ - منطق کی اصطلاحیں ہیں
ہیہات - افسوس۔

(۲۷) صفحہ ۶۳

مغشوش۔ غیر خالص۔
بصر۔ بینائی، آنکھوں کی روشنی۔
سعادت۔ نیکی، نحوست کی ضد۔
توام۔ جڑواں۔
نگارش۔ تحریر۔

(۲۸) صفحہ ۶۴

توقیع۔ فرمان، سند۔
قبول۔ پسندیدگی۔
اہل نظر۔ صاحبان ذوق سلیم۔
موجب۔ سبب۔
مباہات۔ فخر کرنا۔
جلالائے طباطبائی } شعرائے فارسی
ندائے ہندی }
ابوالفضل۔ شیخ ابوالفضل اکبر کا وزیر اعظم
سخنوروں۔ شعرا
کیخسرو۔ ایران قدیم کا ایک مشہور و نامور بادشاہ۔
قلمرو۔ مملکت۔
سخن طرازی۔ شاعری۔
ہم چشم۔ مقابل۔

ہم طرح۔ مماثل۔
سعدی۔ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی۔
فیضی۔ برادر ابوالفضل، وزیر اکبر مشہور شاعر دربار اکبری۔
نغز گوئی۔ خوش گوئی۔
جمہور۔ عوام
عبدالقادر بدایونی۔ شیخ عبدالقادر بدایونی، عہد اکبری کا مشہور مورخ ہے۔

آرزو }
فقیر۔ }
شیدا۔ } شعرائے فارسی
بہار۔ }

بیدل۔ مرزا عبدالقادر بیدل۔

غنیمت }
منت }
مکین } شعرائے فارسی۔
وارستہ سیالکوٹی }

صنائع لفظی۔ لفظوں میں صنعتیں رکھنا۔
نژاد۔ اصل۔
ہیچ۔ ہیچ، پوچ۔
کریم۔ کرم کرنے والا۔

رحیم - رحم کرنے والا
بشیر - خوش خبری سنانے والا۔
سمیع - سننے والا۔
بصیر - دیکھنے والا۔
کلیم - گفتگو کرنے والا۔
اسمائے الٰہی - خدا کے نام۔
محل - جائے۔
تردد - پس و پیش، فکر۔
اوہام - جمع ہے وہم کی
وساوس - جمع ہے وسوسہ کی۔

(۹)

حاجتی - پاخانے کی چوکی۔
تقاضائے بول - پیشاب کی ضرورت
صعوبت - تکلیف۔
محللات - گھلانے والی دوائیں۔
رادعات - جمع ہے رادع کی، روکنے والی دوا۔
تفاوت - فرق۔
متعدد - زیادہ، کثیر۔
مبدع - جائے شروع،
دارالضرب - ٹکسال۔

(۳۰) صفحہ ۷۱

اوجاع - جمع ہے وجع کی، درد، دکھ

(۳۱) صفحہ ۷۲

سیاح - سیاحت کرنے والا، سیر کرنے والا۔
گیتی نورد - زمین پر پھرنے والا۔
ثانی - دوسرے۔
مخدوم جہانیاں جہاں گرد - ایک صوفی کا لقب ہے۔
لآلی - جمع ہے لولو کی معنی موتی۔
بلاگردان - تصدق ہونا۔
لولی - معشوق۔
کارد - چھری، چاقو۔ صفحہ ۷۳

(۳۲)

پیشانی - ابتدائے خط۔
گزرانا - پیش کیا۔
دیرینہ - قدیم۔
خیر محض - سرتا پا نیکی۔
موقر - باوقار۔
الفربہ - موٹا۔
معلم - پڑھانے والا۔
فرومایہ - ادنیٰ، ذلیل، کمینہ۔

نا آشنائے محض۔ بالکل ناواقف۔
ناتمام۔ نامکمل۔
انشائے خلیفہ۔ درسی مبتدیاں ایک کتاب کا نام ہے۔
منشآت ماہو رام۔ ایک کتاب کا نام ہے جو مبتدیوں کے درس میں شامل ہے
ماخذ۔ اخذ کی جگہ، جیسے چیز کے لینے کی جگہ۔
غول۔ بھوت۔
ہمشیر۔ وہ دو شخص جنھوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہو۔
ہرزہ سرائی۔ بیہودہ گوئی۔

(۳۳) صفحہ ۷۴

ازراہ شکوہ۔ شکایت کے طور پر۔
پوزش۔ عذر و معذرت کرنا۔
مجوئے۔ تلاش نہ کر۔
گستاخ گوئے۔ گستاخی کرنے والا۔
موانع۔ دقتیں، دشواریاں۔
تحسین۔ تعریف۔
محشور۔ حشر کیا گیا، شامل کیا گیا۔
لیل و نہار۔ مصائب لیل و نہار، وہ تکلیفیں جو رات دن ہوتی ہیں۔

بے تامل اور بے فکر۔ بے سوچے اور غور کئے۔
صعوبت۔ تکلیف، زحمت۔
جہدہا۔ کوششیں، جہد کی جمع ہے۔
درخور۔ لائق، سزاوار۔
فراغ۔ فرصت، بے شغلی۔

(۳۴) صفحہ ۷۶

حرز بازو۔ وہ تعویذ جو بازو پر باندھا جاتا ہے۔
موجب۔ سبب۔
صہبائی۔ مولوی امام بخش صہبائی۔
ارمغاں۔ تحفہ۔

(۳۵) صفحہ ۷۷

بندہ۔ غلام۔
بے درم خریدا۔ جو بغیر داموں کے خریدا گیا ہو۔
فصد۔ نشتر لگوا کر برا خون نکلوانے کو کہتے ہیں۔
منضج۔ وہ دوا جو مسہل سے چند روز پہلے پی جاتی ہے منضج کہلاتی ہے۔
عقرب۔ برج عقرب۔
برف آب۔ سرد۔

تملق۔ خوشامد، چاپلوسی۔
حک۔ چھیلنا، دور کرنا، کھرچنا۔
حک و اصلاح۔ درستی۔
ناروا۔ نامناسب۔

(۳۶) صفحہ ۷۸

امور نفسانی۔ جو باتیں نفس انسان سے متعلق ہیں۔
اضداد۔ جمع ہے ضد کی۔
محالات عادیہ۔ وہ باتیں جو عام طور پر واقع نہیں ہوتیں اور خلاف عادت ہیں۔
انشراح۔ کشادگی، مسرت۔
انقباض۔ کبیدگی، تکدر۔
ہم طالع۔ ایک سی قسمت والا۔
قلمرو۔ مملکت۔
شرح۔ تفصیل۔
ہمانا۔ بالکل، یکسر۔
نزدیک۔ برائے، واسطے۔
اِنّی رَأیتُ دَہراً فی ہجرکَ القیامہ۔
میں نے تیرے ہجر کو قیامت پایا۔
مورد۔ جگہ وارد ہونے کی۔

روزگار۔ زمانہ۔
ساطع۔ بلند، چمکتا ہوا، روشن۔
دلیل ساطع۔ دلیل روشن
بُرہان۔ دلیل۔
قاطع۔ کاٹنے والا۔
مترصد۔ امید رکھنے والا، امیدوار۔

(۳۷) صفحہ ۷۹

ناوک۔ تیر۔
بیداد۔ ظلم و ستم۔
ہدف۔ نشانہ۔
پیر خرف۔ سخت بوڑھا۔
خرف۔ ایسا بوڑھا جسکے حواس درست نہ ہوں۔
خطِ بطلان۔ کاٹ دینا، قلمزد کرنا۔
معہذا۔ باوجود اس کے۔
صاد کرنا۔ پسند کرنا، جائز رکھنا۔
خرافت۔ پریشان و بیہودہ کلام کرنا، ایسا جو قابل اعتماد نہ ہو۔

(۳۸) صفحہ ۸۰

قبلۂ ارباب ہوش۔ ہوشمندوں کے بزرگ۔

ایاز۔ محمود غزنوی کا غلام جو اُس کا معشوق بھی تھا۔
روش۔ طریقہ، طرز، ڈھنگ۔
ہنوز۔ ابتک۔
محمل۔ کجاوہ، ہودہ، عماری۔
مہر جہانتاب۔ سورج۔
تبرید۔ سرد کرنا، ٹھنڈائی۔
تعدیل۔ برابر کرنا۔
بہ حسب رائے۔ مشورہ کے مطابق
طبیب۔ معالج۔
تنقید۔ پاک وصاف کرنا۔

(۳۹) صفحہ ۸۲

للہ الشکر۔ خدا کا شکر ہے۔
با آنکہ۔ باوجود اس کے کہ۔
پاسخ نگار۔ جواب لکھنے والا۔
قول فیصل۔ امر طے شدہ۔
مساعدت۔ موافقت۔
نعم الاتفاق۔ اتفاق کی خوبی، حسن اتفاق۔
قاعدہ تصرف۔ تصرف کا قاعدہ، استعمال۔

جواز۔ جائز ہونا۔
طور۔ کوہ طور۔
ارنی۔ اپنے کو مجھے دکھا، جناب موسیٰؑ نے خدا سے کہا تھا۔
لن ترانی۔ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔
مشاطہ۔ سنوارنے والی۔

(۴۰) صفحہ ۸۳

نظیر۔ جواب، مثال۔

(۴۱) صفحہ ۸۴

مشوش۔ پریشان۔
رفیع۔ دور کرنے والا۔
بجنسہ۔ ویسا ہی، اسی حالت میں۔
مجتہد العصر۔ اس زمانہ کے مجتہد۔
مجتہد۔ کوشش کرنے والا، راہ صواب پیدا کرنے والا۔ وہ شخص جس کی رائے کو کسی معاملہ خاص میں سب سے زیادہ اہمیت ہو۔ عالم تبحر۔
سید العلما۔ عالموں کے سردار۔
رحلت۔ کوچ، وفات۔
تخرجہ۔ خارج کرنا، یہ تاریخ نکالنے کی ایک قسم ہے یعنی کچھ حرف خارج کرکے

اعداد پورے کئے جاتے ہیں۔

(۴۲) صفحہ ۵۸

استعباد۔ عبد بنانا، خدمت لینا۔
استبعاد۔ عقل سے بعید سمجھنا۔
استعجاب۔ تعجب کرنا۔
پرسش۔ دریافت۔
تگرگ باری۔ اولہ برسنا۔
بحر رواں۔ بہتا ہوا دریا۔
متغیر۔ حالت میں فرق پیدا ہونا، بدل جانا
محل۔ سبب، موجب، باعث۔
بانفراد۔ تنہا، اکیلی۔
مجمع البحار۔ دریاؤں کا مجمع۔
بعینہ۔ بالکل وہی۔
تموز۔ سخت گرمی۔
غم۔ رنج و ملال۔
ہم۔ اندوہ۔
غم وہم۔ رنج واندوہ۔
سوز۔ جلن۔
نہانی۔ پوشیدہ۔

(۴۳) صفحہ ۸۶

فراہم۔ جمع۔

تہنیت۔ مبارکباد۔
حیات جاودانی۔ ہمیشہ کی زندگی۔
سرگذشت۔ حالات۔
جانکاہ۔ سخت اذیت دینے والا، موذی۔
جانگزا۔ سخت تکلیف دہ، موذی۔
پر۔ لیکن۔
تلف المال خلف العمر۔ جان کی بلا، مال پر۔
عمر فزا۔ عمر بڑھانے والا۔
ثبات۔ بقا۔
بقا۔ باقی رہنا، فنا نہ ہونا۔
عرض۔ آبرو، بدن، جسد۔
ناموس۔ عزت، آبرو، حرمت، اصول، قاعدہ۔
عز۔ عزت، اعزاز۔
برقرار۔ قائم و باقی۔
روداد۔ حالات۔
فارسی ناآمیختہ بعربی۔ ایسی فارسی جس میں عربی کا میل نہ ہو، خالص فارسی۔

نمط۔ روش، دستور۔

(۴۴) صفحہ ۸۷

التفات۔ توجہ، نوازش۔

فقدان۔ عدم موجودگی۔

عدم۔ نہ ہونا

رصدگاہ۔ تاروں کے دیکھنے کا مقام۔

دنبالہ دار۔ دم دار۔

خال۔ تل۔

بے ہنری۔ نالائقی۔

ہیچمیرزی۔ جو کسی قابل نہ ہو جس کی قدر و قیمت نہ ہو۔

مصداق۔ وہ جس پر کوئی معنی صادق آئیں۔

پیش۔ سامنے۔

ملا۔ مولوی

طبیب۔ ماہر طب، معالج۔

ہیچ۔ جو کچھ نہ جانتا ہو۔

برج۔ آسمان کے فرضی برج جو تاروں کی مختلف شکلوں سے بنتے ہیں۔

درجہ۔ ہیئت و نجوم کے اعتبار سے فلک کے تین سو ساٹھ حصے کیے گئے ہیں۔ درجہ ایک حصہ کو کہتے ہیں۔

دقیقہ۔ درجہ کا ساٹھواں حصہ۔ افلاک کے بارہ برج ہیں۔ اور ہر برج کے تیس درجے ہیں اور ہر درجہ میں ساٹھ دقیقے ہوتے ہیں اور ہر دقیقے میں ساٹھ ثانیے ہوتے ہیں۔

ذوذنابہ۔ منحوس ستارہ جسکی شکل جھاڑو کی سی ہوتی ہے اور جو کبھی کبھی نظر آتا ہے۔

ہمر۔ سال سخت۔

طریقہ۔ طریق اصطلاح رمل میں ایک شکل کا نام ہے۔

میزان۔ بروج فلک میں ایک برج کا نام ہے جسکی شکل ترازو کی سی ہے۔

عقرب۔ بروج فلک میں ایک برج کا نام ہے جسکی شکل بچھو کی سی ہے۔

قران النحسین۔ دو نحس ستاروں کا ایک برج میں جمع ہونا۔

کسوف۔ سورج گرہن۔

خسوف۔ چاند گرہن۔

عمل - حکومت ۔

ارجمند - صاحب اقبال ۔

بشمول - ساتھ ساتھ ۔

(۴۵) صفحہ ۸۹

تتمہ - خاتمہ۔ جو سب سے آخر میں آئے ۔

مخفف - تصغیر ۔

ایراد - اعتراض ۔

غنہ - وہ نون جس کا تلفظ نہ کیا جائے ۔

شاملہ - شامل کیا گیا ۔

توکلت علی اللہ - خدا پر میں نے بھروسہ کر لیا ۔

بآئین شائستہ - مناسب طریقہ پر ۔

سرانجام - پورا ۔

نوید - خوش خبری ۔

خفقان - دل دھڑکنا، ایک مرض کا نام ہے ۔

مراق - ایک دماغی مرض کا نام ہے ۔

تلف - ضایع

یغمائی - لٹیرے ۔

(۴۶) صفحہ ۹۳

قبیح - بدنما ۔

نگارش - بدنما

متصور نہیں - خیال نہیں جا سکتا ۔

مستسقی - استسقا کی بیماری والا ۔

اکابر - بڑے آدمی ۔

املاک - جمع ہے ملک کی، جائداد ۔

(۴۷) صفحہ ۹۵

سالک - جو راہ سے واقف ہو، چلنے والا، سلوک، تصوف کا ایک درجہ ہے

مجذوب - جذب تصوف کا ایک درجہ ہے۔ جو اس حالت میں ہو مجذوب ہے

دستگاہ - لیاقت، قدرت ۔

دلریش - رنجور ۔

فرط خجلت - شرمندگی کی زیادتی ۔

امراض دموی - وہ مرض جو خون سے متعلق ہوں ۔

بلائے جانی - ایسی بلا جو جان پر نازل ہو

شایع - عام

چارہ - درمان، دوا ۔

ناسودمند - بیکار، بے اثر ۔

باز - کھلا ہوا ۔

(۴۸) صفحہ ۹۶

بہ طیب خاطر - خوشی سے، خندہ پیشانی سے ۔

محبوس - قید ۔

اعانت ۔ مدد ۔
روشناس ہوں ۔ متعارف ہوں، ملاقات کریں ۔
موہوم ۔ وہم کیا گیا، مشکوک ۔
تفحص ۔ تلاش، جستجو ۔

(۴۹) صفحہ ۹۸

رفتہ ۔ گذشتہ ۔
برودت ۔ سردی ۔
گزند ۔ خطرہ، ایذا ۔
تنک ۔ باریک ۔
محیط ۔ چھایا ہوا ہے ۔
عالم تصور ۔ خیال ۔
جلیس ۔ ہم صحبت
مشاہدہ کرکے ۔ دیکھ کر ۔
منت پذیری ۔ احسان مندی ۔
بتوسط ۔ ذریعہ سے ۔
اصل ۔ جڑ ۔
متفرع ۔ شاخ کیا گیا، مترتب ۔
مقدر ۔ پوشیدہ، اندازہ لگایا ہوا، جانچا ہوا ۔
مجدود ۔ صاحب بخت و روزی ۔
ہرزہ سرا ۔ بیہودہ گو ۔

شفاعت ۔ سفارش

(۵۰) صفحہ ۹۵

مخدوم ۔ خدمت کیا گیا ۔
نیاز کیشاں ۔ جن کا شیوہ نیاز مندی ہے
قرم ساق ۔ ایک فارسی کی گالی ہے ۔
تخفیف ۔ کم کرنا ۔
تصدیع ۔ تکلیف دینا، دردسر پیدا کرنا

(۵۱) صفحہ ۱۰۰

متعارف ۔ عام فہم ۔
فلک رفعت ۔ جو بلندی مرتبہ میں آسمان کے برابر ہے ۔
ستائش ۔ تعریف ۔

(۵۲) صفحہ ۱۰۱

احتیاج ۔ ضرورت ۔
ریو ۔ مکر، حیلہ، فریب ۔
غریو ۔ شور، فریاد، آواز، غوغا ۔
حرف روی ۔ وہ حرف جو اصل قافیہ ہوتا ہے ۔
معترض ۔ اعتراض کرنے والا ۔
سیف ۔ تلوار
عدوکش ۔ دشمن کو مارنے والی ۔

عدو بند۔ دشمن کو باندھ لینے والی
مسموع۔ سُنا گیا۔

(۵۳) صفحہ ۱۰۳

مفسد۔ فساد کرنے والے۔
احتمال۔ اندیشہ۔
جحجم۔ موٹائی۔
بادۂ ناب۔ خالص شراب۔

(۵۴) صفحہ ۵

حظ۔ لطف، مزا، حصّہ۔
شتاب۔ جلد۔
کونسل۔ مشاورت۔
دفتر را گاؤ خورد۔ دفتر کو بیل نے کھا لیا
ترشح۔ بوندیں پڑنا۔

(۵۵) صفحہ ۱۰۶

لمن الملک الیوم۔ آج کے دن کس کی حکومت ہے
للّٰہ الواحد القہار۔ اللہ ہی کی حکومت ہے جو ایک ہے اور سب پر غالب ہے
عالم آب و گل۔ دنیا۔
عالم ارواح۔ عقبیٰ۔
دوام حبس۔ ہمیشہ قید رہنا۔
بلاد شرقیہ۔ پورب کے شہر۔

پایان کار۔ آخر۔
محبس۔ قید خانہ۔
گریز پا۔ بھاگنے والا۔
دگار۔ زخمی۔
مشقت۔ محنت، کام۔
زاویہ۔ گوشہ۔
فرخ۔ مبارک۔

(۵۶) صفحہ ۱۰۸

آزرم۔ شفقت و مہربانی۔
مہر۔ محبت
ازروئے تحقیق۔ تحقیق کرکے۔

(۵۷)

بوئے پیرہن۔ جناب یوسف کے لباس کی خوشبو۔
یعقوب۔ جناب یعقوب علیہ السلام پیغمبر
اختلاط۔ پیار، محبت، دوستی۔
ہمہ اوست۔ ہر چیز خدا ہے۔
بھر گئے۔ جماعت، تمبیاء۔

(۵۸) صفحہ ۱۱۰

سرمایہ۔ سبب، وجہ، پونجی۔
آرائش گفتار۔ عبارت آرائی۔

(۵۹) صفحہ ۱۱۱

علاقہ۔ تعلق۔ واسطہ۔
صافی۔ پاک باطن۔
حفظ۔ پاس۔
مراتب۔ جمع ہے مرتبہ کی۔
زندیق۔ جہنمی۔

(۶۰) صفحہ ۱۱۳

شفا۔ صحت۔
سر۔ راز، بھید۔
توضیح۔ روشن کرنا، پیدا کرنا، صراحت کرنا

(۶۱) صفحہ ۱۱۴

پرسش مزاج۔ مزاج پوچھنا۔
اکبر۔ بڑا۔
مقدمہ۔ معاملہ۔
استفسار۔ پرسش۔
فتح وفیروزی۔ کامیابی۔
توقف کرو۔ ٹھہرو۔
استنباط۔ بات میں سے بات نکالنا۔
اسد اللہ الغالب۔ جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔
رضی اللہ عنہ۔ خدا اس سے راضی ہو

(۶۲) صفحہ ۱۱۶

صورت دیوار۔ پرچھائیں، نقش، تصویر۔
امام ضامن علیہ السلام۔ جناب امام موسیٰ رضا علیہ السلام۔
جَدّ۔ دادا
مشایعت کسی کو رخصت کرنے کے لئے کچھ دور جانا۔
فارغ البال۔ آزاد، بے فکر۔

(۶۳) صفحہ ۱۱۷

سحر بازی۔ جادو۔
اردو۔ زبان اردو۔
رود نیل۔ دریائے نیل۔
سنگ وخشت۔ اینٹ پتھر۔
عزیمت۔ ارادہ، قصد۔
دائر۔ پھیرنے والا۔
ستم پیشہ۔ ظالم۔
انتقام۔ بدلہ۔

(۶۴) صفحہ ۱۱۹

علی العموم۔ عام طور پر۔

(۶۵) صفحہ ۱۲۱

رزق۔ روزی۔
شکرم۔ پرانی قسم کی ایک گاڑی۔
کرانچی۔ پرانی قسم کی ایک گاڑی۔
مسکن۔ مکان۔
زنہار۔ ہرگز۔

(۶۶) صفحہ ۱۲۳

ضرر۔ نقصان۔
بارے۔ لیکن۔
عطیہ۔ وہ چیز جو کسی کو دی جائے۔
نعم البدل۔ اچھا بدل۔
لمکور۔ ایک قسم کی شراب۔
سرایت۔ اثر کرنا۔
طعم۔ مزہ، لذت۔

(۶۷) صفحہ ۱۲۵

میر خسرو۔ امیر خسرو دہلوی۔
ان ملی۔ ایک قسم کلام ہے۔
حمقا۔ جمع ہے احمق کی۔
معاودت۔ واپسی۔

(۶۸) صفحہ ۱۲۶

املاک۔ جمع ہے ملک کی، جائداد۔
بہ مجرد۔ فوراً
استماع۔ سننا۔
پاسبانی۔ حفاظت، پہرا۔
قناعت۔ صبر، اکتفا، بسر کرنا۔
اقامت۔ ٹھہرنا، قیام۔
مدار۔ انحصار۔
بقدر مقدور۔ حسب حیثیت۔
اخراج۔ خارج، باہر۔
الملک اللہ والحکم اللہ۔ سلطنت خدا کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے۔

(۶۹) صفحہ ۱۲۸

آفریں۔ شاباش۔
بحل کیا۔ بخش دیا۔
کما حقہ۔ پورا پورا۔
والرحمٰن۔ اللہ کے لیے۔
اجرا۔ جاری ہونا۔

(۷۰) صفحہ ۱۳۰

چرخ۔ آسمان۔
کج رفتار۔ ٹیڑھی چال چلنے والا، ظالم آسمان۔
گوشہ۔ کونا، کنج، عافیت۔

توشہ۔ روزی کا سہارا۔
بے نوا۔ غریب، مفلس۔
تلافی۔ بدلہ۔
تہنیت۔ مبارکباد۔
مغتنم۔ غنیمت سمجھا ہوا۔
دائم الحبس۔ جنم قیدی۔
بجار۔ بازاری بچہ کی زبان کی نقل ہے۔

(۷۱) صفحہ ۱۳۲

روزی باد۔ تمہارے حصہ میں آئے۔
دعائیہ ہے۔

(۷۲) صفحہ ۱۳۳

تہیدستی۔ خالی ہاتھ ہونا، مفلسی
تفحص۔ تلاش۔
سابقہ۔ پہلا۔
معرفت۔ ملاقات، شناسائی۔
بشمول۔ بہ شرکت۔
سعی۔ کوشش۔
سودا۔ جنون۔
قصاص۔ خون بہا، بدلہ، عوض لینا۔
وقوع۔ واقع ہوا۔

(۷۳) صفحہ ۱۳۵

پارسی۔ فارسی۔
قدیم۔ پرانی۔
ہوشنگ۔ ایران قدیم کا ایک بادشاہ
جو زردشتی مذہب رکھتا تھا۔
جمشید۔ ایران قدیم کا ایک مشہور بادشاہ
جس نے جام جمشید بنوایا تھا۔
کیخسرو۔ ایران قدیم کا ایک مشہور بادشاہ
مروج۔ رائج۔
خور۔ آفتاب۔
خائے مضموم۔ وہ خ جس پر پیش ہو۔
نور قاہر۔ شدید نور۔
دید و دانست۔ خیال و اعتقاد۔
شین مکسور۔ وہ شین جس کے نیچے زیر ہو۔
ایزدی۔ متعلق بہ خدا۔
عرب و عجم۔ اہل عرب و ایران۔
اکابر۔ بزرگان۔
دفع۔ دور کرنا۔
التباس۔ شبہہ، شک۔
ہر آئینہ۔ چونکہ۔
فقیر۔ میں، غالب۔
بے اضافہ۔ بغیر بڑھائے ہوئے۔

عظمائے ۔ بڑے لوگ، مشہور و مستند علماً

(۷۴) صفحہ ۱۳۷

روشین ۔ طرز تحریر ۔

اگلون ۔ اساتذۂ قدیم ۔

چاہ بے آب ۔ وہ کنواں جس میں پانی نہو، اندھا کنواں ۔

نخل ۔ درخت ۔

زوائد ۔ فضول و بیکار باتیں ۔

نگارش ۔ تحریر ۔

دمدمہ ۔ مورچہ، چار دیواری جو قلعہ کے گرد ہوتی ہے ۔

(۷۵) صفحہ ۱۳۸

قدر انداز ۔ تیر انداز ۔

قضا ۔ حکم، موت ۔

لسان الغیب ۔ غیب کی زبان اپنی ذات سے مراد ہے ۔

مقدور ۔ مالی حالت ۔

مساعدت ۔ ساتھ دینا ۔

واللہ علیٰ کل شیئ قدیر ۔ خدا ہر چیز پر قادر ہے ۔

(۷۶) صفحہ ۱۴۰

آزردگی ۔ ملال

(۷۷) صفحہ ۱۴۱

میگذارد ۔ زندگی گذرتی ہے ۔

لق و دق ۔ ویران ۔

ہو ۔ وحشت، سنسانی ۔

نشیب ۔ نیچائی ۔

صحرائے کربلا ۔ کربلا کا میدان جہاں جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تھے ۔

حسن اعتقاد ۔ اعتقاد کی خوبی، یقین کی عمدگی ۔

(۷۸) صفحہ ۱۴۳

معدوم محض ۔ بالکل غائب ۔

تخت ۔ تاج ۔

مردود ۔ نکالا گیا، بے عزت ۔

مطرود ۔ نکالا گیا، راندہ ۔

جام ۔ پیالہ

سبو ۔ مٹکا ۔

بادۂ گلفام ۔ پھول سی شراب ۔

(۷۹) صفحہ ۱۴۴

ناسپاسی۔ ناشکری۔
عارف۔ خدا شناس، برگزیدہ۔
زحیر۔ بیماری شکم، مروڑا۔
عوارض۔ جمع ہے عارضہ کی، بیماریاں
علاقہ۔ واسطہ، تعلق، نسبت۔
عملہ فعلہ۔ دفتر کے لوگ۔
ہیبت۔ عزت۔
دار و گیر۔ پکڑ دھکڑ، گرفتاری۔
معجزہ اسد اللٰہی۔ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کا معجزہ ہے
یداللٰہی۔ ید اللہ جناب علی ابن ابیطالب کا خطاب ہے۔

(۸۰) صفحہ ۱۴۶

محلقین رؤسکم۔ سروں کو منڈوانے والے۔
تبرید۔ ٹھنڈائی۔

(۸۱) صفحہ ۱۴۷

خرافات۔ لغو وبیہودہ باتیں۔
بیت الخلا۔ پاخانہ۔
نادر۔ نادر شاہ، فاتح ہندوستان۔ جس نے محمد شاہ کے عہد میں دہلی میں قتل عام کیا تھا۔
مستولی۔ غالب۔
قلم انداز۔ نہ تحریر کرنا۔
تتبع۔ اختیار کرنا۔ پیروی۔
راہ ورسم۔ تعلقات۔
تعزیت۔ پرسا دینا۔
تہنیت۔ مبارکباد دینا۔
بالفعل۔ اسوقت۔
عالَم۔ دنیا۔
عالَم۔ حال۔

(۸۲) صفحہ ۱۵۱

آتش بے دود۔ شراب۔
آتش سیال۔ شراب، رقیق آگ۔
جرعہ۔ گھونٹ۔
نفس ناطقہ۔ بولنے والا نفس۔
تواجد۔ اجر دینا، بدلہ دینا۔
ساقی کوثر۔ جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔
مرافعہ۔ اپیل۔
یوسف۔ جناب یوسف ابن یعقوب علیہ السلام

حسن جناب کا معجزہ تھا۔
زلیخا۔ زوجہ عزیز مصر جو جناب یوسف ؑ
پر عاشق تھیں۔

(۸۳) صفحہ ۱۵۲

مشوش۔ اسم فاعل، پریشان کرنیوالا۔
مشوش۔ اسم مفعول، پریشان کیا گیا۔
یہاں اس معنی میں استعمال کیا ہے
نعل در آتش۔ فارسی محاورہ ہے،
سخت پریشان، مضطرب۔
غرۂ۔ اوّل روز چاند کا۔
بکالون۔ ہندوستانی فوج۔
گوردن۔ انگریزی فوج۔
ان کال۔ یعنی وہ قحط جس میں اناج
میسر نہ آئے۔
پن کال۔ وہ قحط جو بارش کی قلت
سے پڑے۔

(۸۴) صفحہ ۱۵۳

توکل و رضا۔ خدا پر بھروسہ کرنا۔
استغفر اللہ۔ میں خدا سے معافی چاہتا
ہوں۔
لاموثر فی الوجود الا باللہ۔ وجود میں
کوئی چیز اثر کرنے والی نہیں ہے
مگر خدا کی مدد سے کر سکتی ہے۔
باطل ہوگیا۔ مٹ گیا۔
سبک سیر۔ تیز رفتار۔
ثبات قدم۔ ٹھہرنا، قیام۔
انجام کار۔ آخر، خاتمہ۔
عالم۔ حال۔

(۸۵) صفحہ ۱۵۵

مفرط۔ حد سے زیادہ گذرنے والا۔

(۸۶) صفحہ ۱۵۷

علاقہ۔ واسطہ۔
محبت ازلی۔ وہ محبت جو یوم خلقت
سے ہو۔
بینائی۔ آنکھوں کی روشنی۔
دید وادید۔ ملاقات، آمد و رفت۔
بیگانہ یکدگر۔ ایک دوسرے سے
ناواقف۔
دیرینہ۔ پرانے، قدیم۔
عزادار۔ ماتم دار۔
سالک۔ جو راہ سے واقف ہو

(۸۷) صفحہ ۱۵۸

آگہی ۔ واقفیت ۔
مجہول ۔ سربستہ، پوشیدہ ۔
نوید ۔ خوشخبری ۔

(۸۸) صفحہ ۱۵۹

مہر انگیز ۔ محبت بڑھانے والی ۔
یدِ بیضا ۔ روشن ہاتھ ۔
آہنکینی ۔ آہنکی ملک میں رہنے والے ۔
اثنا عشری ۔ شیعہ ۔ بارہ امام کا پیرو ۔
خرافات ۔ لغو ۔
پارے ۔ لیکن ۔
تزئین ۔ زینت دینا، آرائش ۔

(۸۹) صفحہ ۱۶۱

درنگ ۔ دیر ۔

(۹۰) صفحہ ۱۶۲

چشم آفریں ۔ امید بخشش، امید عفو
نسیان ۔ بھولنا ۔
متاع ۔ جنس، اسباب ۔
شاہوار ۔ بادشاہوں کے لائق ۔
مشوش ۔ پریشان ۔
مذہب ۔ مطلا ۔ سنہرا ۔

لوح ۔ تختی ۔
خلد اللہ ملکہا ۔ خدا اس کے ملک کو ہمیشہ رکھے ۔

(۹۱) صفحہ ۱۶۴

صفر ۔ عربی سال کا دوسرا مہینہ ۔
عدم ۔ نہ ہونا ۔
سابقہ ۔ پہلی ۔
معرفت ۔ ملاقات، شناسائی ۔
قدر شناس ۔ مرتبہ داں ۔
رافت ۔ شیرینی، عنایت ۔

(۹۲) صفحہ ۱۶۷

مشکبار ۔ مشک کی خوشبو پھیلانیوالا ۔
صریر ۔ قلم کی آواز ۔
آوازہ ۔ شہرت ۔
مدح گستری ۔ تعریف کرنا ۔
فرط ۔ زیادتی ۔
تعجیل ۔ جلدی ۔
آمیزش ۔ میل، ملجانا، مخلوط ہونا ۔

(۹۳) صفحہ ۱۶۸

مراسلہ ۔ خط ۔
مکالمہ ۔ گفتگو ۔

نگرانی۔ انتظار
زمزمہ پرداز۔ گانے والا۔
رہزنی۔ ڈاکہ۔
بوریا۔ چٹائی۔
نمرود۔ اُس بادشاہ کا فرکا نام ہے
جس نے جناب ابراہیم کو آگ
میں پھکوا یا تھا۔

(۹۴) صفحہ ۱۷۱

عقدہ۔ گرہ۔
سررشتہ۔ دھاگے کا سرا۔
وسادہ۔ تکیہ۔

(۹۵) صفحہ ۱۷۲

سعید۔ نیک۔
فرحت فرجام۔ جس کا انجام یا نتیجہ
رنج سے باہر لانا اور مسرت بخشنا ہے
اس رقم کی۔ اس حسن و خوبی کی۔
توقف۔ دیر۔
حقانی۔ وہ شخص جو خدائے تعالیٰ کی
محبت میں رہے۔

(۹۶) صفحہ ۱۷۳

شتاب۔ جلد۔

شکوہ گزار۔ شاکی۔
درخور۔ لائق۔
افزائش۔ بڑھنا۔
مرحبا۔ شاباش۔
سفینہ۔ کشتی۔
کف دست۔ ہتھیلی۔
ناطقہ۔ قوت گویائی۔
سر بگریباں۔ حیران، سوچ میں۔
اختر سوختہ۔ نحس ستارہ۔ بدنصیبی۔
قیس۔ قیس عامری، مجنون۔
خال مشکیں۔ سیاہ تل۔
حجرالاسود۔ سیاہ پتھر جو خانہ کعبہ
میں نصب ہے جسے بوسہ دیا
جاتا ہے۔
صومعہ۔ حجرہ، عبادت خانہ۔
مہر نماز۔ سجدہ گاہ۔
میکدہ۔ شراب خانہ۔
خشت۔ اینٹ۔
خم صہبا۔ مٹکا۔
سویدا۔ نقطہ سیاہ جو دل پر ہوتا
ہے۔

(۹۷) صفحہ ۱۷۶

رقعات عالمگیری۔ کتاب کا نام ہے۔
انشائے خلیفہ۔ کتاب کا نام ہے۔
فرنچ۔ ایک شراب کا نام ہے۔
شام پین۔ مشہور شراب ہے۔
پارسیوں۔ شراب کی دوکانیں اکثر پارسیوں کی ہوتی ہیں۔

(۹۸) صفحہ ۱۷۹

پیشِ آمد۔ نوید۔
منصبہائے۔ جمع ہے منصب کی۔
خطیر۔ بڑے، بزرگ۔
مغل۔ مغل جان، مرزا حاتم علی بیگ مہر کی محبوبہ کا نام تھا۔

(۹۹) صفحہ ۱۸۰

صادق۔ سچا۔
سرگراں۔ ناخوش، خفا۔
توکلت علی اللہ۔ خدا کے بھروسہ پر۔

(۱۰۰) صفحہ ۱۸۱

اختلاط۔ ہنسی مذاق، دل لگی۔
کشیدہ قامت۔ لمبا۔
انگشت نما۔ بدنام۔

دیدہ ور۔ اہل نظر۔
ستائش۔ تعریف۔
خرقہ۔ لباس۔
پشمینہ۔ بالوں کا کپڑا۔
مرقومہ۔ لکھا ہوا۔
دیر آید درست آید۔ دیر لگنے سے کام اچھا ہوتا ہے۔ محاورہ ہے۔

(۱۰۱) صفحہ ۱۸۴

حسن بصری۔ ایک بڑے صوفی کا نام ہے جو بصرے کے باشندے تھے۔
سردفتر۔ سب سے بڑا۔
نمود۔ شہرت۔
ہم طرحی۔ ہم سری، برابری۔
ماسوا۔ علاوہ خدا کے سب۔

(۱۰۲) صفحہ ۱۸۵

عالم رنگ و بو۔ دنیا۔
مرشد کامل۔ ہادی، پیر، رہنما۔
ورع۔ پرہیزگاری۔
فسق و فجور۔ گنہگاری۔
اشک فشانی۔ رونا۔
قصر۔ محل۔

اقامت۔ قیام۔
جاودانی۔ مستقل۔
تصور۔ خیال۔
اجیرن۔ وبال جان، وہ چیز جو اپنی یکسانیت کی وجہ سے ناگوار ہونے لگے۔
زمرّدین۔ سبز رنگ۔
کاخ۔ محل۔
طوبیٰ۔ ایک درخت کا نام ہے جو جنت میں ہے۔
تقویم۔ جنتری۔
پارینہ۔ پرانی۔
ہمہ جہت۔ ہر اعتبار سے۔

(۱۰۳) صفحہ ۱۸۷

تسخیر کرنا۔ قابو میں لانا۔
کرامت۔ بخشش، عنایت و نوازش۔
شعاعِ مہر۔ مرزا حاتم علی بیگ کی مثنوی کا نام ہے۔

(۱۰۴) صفحہ ۱۸۸

ثبت۔ قائم ہے، منقوش۔
جریدہ۔ کتاب، صحیفہ۔

دوام۔ ہمیشگی۔
عطوفت۔ مہربانی۔
معنون۔ تحریر عنوان۔
صاحبِ فراش۔ بیمار، بستر پر پڑا رہا۔
احتراق۔ ایک بیماری ہے جس میں جلد پھٹنے لگتی ہے۔
مخبر۔ خبر دینے والا۔
بمثلہ۔ اسی کے مانند۔

(۱۰۵) صفحہ ۱۹۰

سادہ دل۔ بیوقوف۔
فتوحِ جدید۔ نئی نوازش۔
عتاب۔ غصہ۔
مجمل۔ مختصر۔

(۱۰۶) صفحہ ۱۹۱

صفائے ضمیر۔ دل کی صفائی۔ پاک باطنی۔
کشفِ حجاب۔ راز دانی۔
معیت۔ ساتھ ہونا، ہمراہی۔
سامی۔ بلند، اونچا۔
کشتِ خشک۔ سوکھی کھیتی۔

(۱۰۷) صفحہ ۱۹۳

کشتِ خشک ۔ سوکھی کھیتی ۔
سپارش ۔ سپرد کرنا ۔
سودازدہ ۔ دیوانہ ۔
جالی ۔ روشن، ظاہر ۔
جگرکاوی ۔ محنت ۔
پیشگاہ ۔ دفتر ۔
معتمد ۔ جس شخص پر بھروسہ کیا جاسکے

(۱۰۸) صفحہ ۱۹۴

آفریں ۔ مرحبا، شاباش ۔
نہال ۔ پودا ۔
مرسل الیہ ۔ جسکی طرف بھیجا جائے ۔

(۱۰۹) صفحہ ۱۹۵

ترشح ۔ بوندیں پڑنا ۔
افسردگی ۔ ملال ۔
باآنکہ ۔ باوجود اسکے کہ ۔
اوہام جمع ہے وہم کی، خیال فاسد ۔

(۱۱۰) صفحہ ۱۹۷

کشف ۔ غیب دانی، کھولنا، پردہ اٹھانا ۔
پیشکش ۔ ہدیہ، تحفہ ۔

نفریں ۔ ملامت ۔
صلہ ۔ بدلہ ۔
جائزہ ۔ انعام ۔

(۱۱۱) صفحہ ۱۹۹

تحویل ۔ سپردگی ۔
اخوان الصفا ۔ پاک باطن دوست ۔
خوشتر ۔ زیادہ مزہ دار ۔
مصاحب ۔ دوست، ہمنشین ۔
آمیزش ۔ ملنا جلنا ۔
تصور ۔ خیال ۔
خاطر آشوب ۔ دل کو پریشان کرنیوالا ۔

(۱۱۲) صفحہ ۲۰۱

فتح ۔ زبر ۔
ضم ۔ پیش ۔

(۱۱۳) صفحہ ۲۰۱

مکرمت ۔ نوازش، بزرگی ۔
شاکر ۔ شکر کرنے والا ۔
افزائش ۔ زیادہ ۔
عطیہ کبریٰ ۔ بہت بڑا تحفہ ۔
موہبت عظمیٰ ۔ بہت بڑی بخشش ۔
متین ۔ سنجیدہ ۔

اعلان ۔ بیان کرنا کہنا ۔
کلمۃ الحق ۔ سچ بات ۔
ناسخ ۔ مٹانے والے، مسترد کرنے والے
دانائے رموز ۔ بھید جاننے والے ۔
اصفہانی ۔ ایرانی ۔
تیغ اصفہانی ۔ ایران کی تلوار، یہاں
مراد فارسی زبان ہے ۔
ہرزہ گوئی ۔ بیہودہ گوئی ۔
تصرف ۔ قدرت ۔
اہدا ۔ ہدیہ دینا ۔
ہادی ۔ رہنما ۔
بالوف الاحترام ۔ ہزاروں تعظیموں
کے ساتھ ۔

(۱۱۴) صفحہ ۱۰۳

رعد ۔ ایک فرشتہ کا نام ہے، بجلی کی
کڑک ۔
رنجک ۔ فلیتہ ۔
عوارض ۔ جمع ہے عارضہ کی لاحق
ہونے والی چیزیں ۔
زہرہ ۔ پتہ ۔
اعجاز ۔ کرامت ۔

صور ۔ قیامت جس روز صور پھونکا
جائیگا، اسرافیل فرشتہ کا سنکھ ۔

(۱۱۵) صفحہ ۲۰۵

فرمان پذیر ۔ مطیع ۔
انطباع ۔ چھپوانا ۔
ارمغاں ۔ تحفہ ۔

(۱۱۶) صفحہ ۲۰۵

مسموع ہوا ۔ سنا ہے ۔
عجب آیا ۔ تعجب ہوا ۔
نظیر ۔ مثال ۔
مجہول الحال ۔ نامعلوم شخص ۔
محرق ۔ جلانے والا ۔
تفضیح ۔ رسوائی کرنا ۔
اہل حرفہ ۔ تجارت پیشہ، کاریگر وغیرہ ۔
قطب صاحب ۔ قطب صاحب کی لاٹ ۔

(۱۱۷) صفحہ ۲۰۷

آزردگی ۔ ملال ۔
اولیا ۔ جمع ہے ولی کی ۔
اشقیا ۔ جمع ہے شقی کی، سخت دل ۔
شیاد ۔ مکار، فریبی ۔
کیاد ۔ مکار، فریبی ۔

زمرہ۔ جماعت، گروہ۔
خواص۔ خاص لوگ۔
صادق الولا۔ محبت میں سچے۔
مہر۔ محبت۔
صدق و صفا۔ سچائی و پاک باطنی
غاثت۔ کثرت۔
دافع۔ دور کرنے والا۔
ہذیان۔ ایک مرض کا نام ہے جب آدمی بے سروپا بکنے لگتا ہے۔

(۱۱۸) صفحہ ۲۰۸

اخترشناس۔ نجومی۔
گرہ۔ ساعت۔
زحمت۔ تکلیف۔
تعارف۔ ملاقات۔
بنا۔ بنیاد، وجہ، سبب۔
مودت۔ محبت، موانست۔
معانقہ۔ باہم گلے ملنا
مکالمہ۔ باہم گفتگو کرنا۔
متحقق۔ یقینی، تحقیق شدہ۔
اصلاح۔ درستی۔
حسن و قبح۔ بھلائی برائی۔

بین الذاتین۔ دو ذاتوں کے درمیان
ناگاہ۔ یکایک۔
تلمذ۔ شاگردی۔
حک۔ چھیلنا، کھرچنا، درستی، اصلاح۔
پایہ۔ مرتبہ۔
دستگاہ۔ قدرت۔
عندیات۔ دل کی باتیں۔
مستنبط۔ نکالنا۔
مستہن۔ ذلیل سمجھا ہوا، ذلیل۔

(۱۱۹) صفحہ ۲۱۰

اموات۔ مردے۔
متجاوز۔ زیادہ۔
بنا۔ بنیاد۔
باجماع جمہور۔ سب لوگ عام طور پر اس بات میں متفق ہیں۔
اضداد۔ جمع ہے ضد کی۔
استحکام۔ مضبوطی۔
انہدام۔ بکھر پڑنا۔
لطمہ۔ تھپیڑا۔
سیلاب۔ طوفان۔
جاودانی۔ ابدی۔

اہلاک ۔ مارنا ۔
محتسب ۔ کوتوال ۔
شید ۔ مکر ۔
صومعہ ۔ عبادت گاہ ۔
زرق ۔ مکر ۔
ریا ۔ مکر و فریب ۔
نعمت خاں ۔ نعمت خاں، المتخلص به عالی مشہور شاعر ہے ۔
توغل ۔ مشق کامل کرنا کسی کام میں بہت زیادہ مصروف رہنا ۔
مطرب ۔ گانے والا ۔
معترض ۔ اعتراض کرنے والا ۔
مصر ۔ اصرار کرنے والا ۔

(۱۲۰) صفحہ ۲۱۳

مع الخیر ۔ خیریت کے ساتھ ۔
دار الریاست ۔ صدر مقام ۔
بہ جمعیت خاطر ۔ اطمینان کے ساتھ
قدما ۔ جمع ہے قدیم کی، پرانے لوگ ۔
قائل ۔ کہنے والا ۔
عدم اعتنا ۔ واقفیت کی کمی ہے ۔
ماہ صیام ۔ رمضان ۔

غافر ۔ بخشنے والے ۔

(۱۲۱) صفحہ ۲۱۴

استناد ۔ سند طلب کرنا ۔
راجح ۔ بہتر، فایق ۔
معارض ۔ معترض، جھگڑا کرنے والا ۔
الحاق ۔ ملانا ۔
تاسف ۔ افسوس کرنا ۔

(۱۲۲) صفحہ ۲۱۶

عارف ۔ خدا شناس ۔
ورود ۔ نزول، آنا ۔
حول ۔ قوت ۔
وجہ ۔ چہرہ
ناظر ۔ جو نظر نہ آئے ۔
مجاز ۔ حقیقت کی ضد ہے ۔
تمتع ۔ فائدہ ۔
دقیقہ ۔ نکتہ ۔
مشبہ بہ ۔ جس سے تشبیہ دی جائے ۔
مشبہ ۔ جس کو تشبیہ دی جائے ۔
قباحت ۔ برائی، عیب ۔
محبوس ۔ قیدی، زندانی ۔
تنگ مایہ ۔ کم علم ۔

(۱۳۳) صفحہ ۲۱۸

بدین نمط۔ اس طرح پر
صادق الوداد۔ مخلص، سچی محبت کرنے والا۔
حظ۔ لطف، مزا، حصّہ۔

(۱۳۴) صفحہ ۲۱۹

کلبہ احزان۔ غمکدہ، مکان۔

(۱۳۵) صفحہ ۲۲۰

حکم۔ اثر۔
خونابہ فشانی۔ خالص خون برسانا
بقیۃ السیف۔ جو تلوار سے بچ رہے تھے، زندہ تھے۔
مخیم۔ خیمے لگائے گئے۔
خیام۔ جمع ہے خیمے کی، ڈیرے۔
متظنہ۔ جائے گمان،
مسدود۔ بند۔
عطایا۔ جمع ہے عطیہ کی۔
مقدم۔ کسی جگہ جانا، قدم رکھنا۔
استفتا۔ کوئی بات دریافت کرنا۔

(۱۳۶) صفحہ ۲۲۱

پایاں۔ خاتمہ، آخر۔
توطیہ۔ لپٹنا، آخر حصّہ ۱۸۶۱ء
گدائے مبرم۔ روز آنے والا فقیر، شکستہ حال فقیر۔
کامگار۔ کامیاب۔
جلیل القدر۔ بڑے مرتبہ والے۔
معرفت۔ ملاقات۔
بمجرد۔ فوراً
بایمائے۔ بہ اشارہ۔
سواد شہر۔ شہر کے باہر، آبادی سے نکل کر۔
متحیرانہ۔ حیرت کے ساتھ۔
اصل۔ جڑ۔
فرع۔ شاخ۔
متفرع ہوا۔ کس بات کا نتیجہ ہے۔
نہال۔ خوش و مسرور۔

(۱۳۷) صفحہ ۲۲۴

علی الزعم۔ بہ گمان، بہ خیال۔
اغنیا۔ جمع ہے غنی کی، مالدار۔
اہل توکل۔ خدا پر بھروسہ رکھنے والے۔
اہل تمول۔ دولت مند۔
مقرب۔ جو قریب ہو، مقبول بارگاہ۔

کبریا۔ خدا۔
مساکین۔ جمع ہے مسکین کی، غریب، فقیر، ناتواں۔
مفرد۔ واحد، ایک۔
اصناف۔ جمع ہے صنف کی، قسم۔
بلبنوائی۔ بے سروسامانی۔
تہیدستی۔ خالی ہاتھ ہونا۔
ناموس۔ حرمت، قاعدہ۔
حُب۔ محبت۔
جاہ۔ مرتبہ۔
مکنت۔ قدرت، تونگری۔
مولوی معنوی۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ
ریاضت شاقہ۔ سخت عبادت۔
ماسوائے اللہ۔ دنیا و علائق دنیا۔
اعراض۔ پرہیز
خلط۔ مل جانا۔
فثبت المدعا۔ بس ثابت ہو گیا مدعا۔

(۱۲۸) صفحہ ۲۲

مخل۔ خلل انداز۔
بالجملہ۔ حاصل کلام۔
نہایت۔ حد۔

ممتنع النظیر۔ جس کی مثال نہ ملے۔
سلف۔ قدیم۔
خودستائی۔ اپنی تعریف۔
ادق۔ دشوار۔
منافی۔ مخالف۔ ضد۔
حفظ۔ یاد ہو جانا۔
عسیر الفہم۔ جو کم سمجھ میں آئے۔
بلغا۔ جمع ہے بلیغ کی۔
نااستوار۔ کمزور۔
متعدی۔ نحو میں وہ فعل جو مفعول کو چاہے۔
مسموع۔ سنا گیا۔

(۱۲۷) صفحہ ۲۳

نور اللہ قلبہ بالاسرار و عینیہ بالانوار
روشن کرے اللہ اس کے دل کو اپنے بھیدوں سے اور اس کی آنکھ کو اپنے نور سے۔
منطق۔ زبان۔
نفی۔ انکار۔
حذف۔ گرانا، کم کرنا۔
زوائد۔ جمع ہے زائد کی وہ جو مطلب

زیادہ ہو۔
سرتاسر۔ اوّل سے آخر تک۔
خرس۔ ریچھ۔
مدافعت۔ دور کرنا، ہٹانا۔
اکابر۔ بڑے لوگ۔
امت۔ قوم۔
منازعت۔ باہم لڑائی جھگڑا کرنا۔
تکفیر۔ کافر کہنا۔
تحمیق۔ احمق بنانا۔
نقشِ ہستی۔ زندگی
تحمل۔ ضبط، برداشت۔
تأمل۔ غور و فکر۔
سوختہ اختر۔ بدنصیب۔
ہندی نژاد۔ ہندوستانی۔
کاسہ لیس۔ برتن چاٹنے والا۔
نطق آشنا۔ بات کرنے والا۔
قیاس مع الفارق۔ ایک اصطلاح
منطق ہے، دو جداگانہ چیزوں
پر ایک حکم لگانا۔
ازلی۔ فطری۔
دستگاہ۔ ملکہ۔

جامع۔ جمع کرنے والا۔
ماخذ۔ اخذ کرنے کی جا۔
منشاء۔ سبب، وجہ۔
برتری۔ بزرگی۔
جعفر زٹلی۔ ایک شاعر کا نام ہے۔
فرخ سیری۔ عہد فرخ سیر بادشاہ
میں گذرا ہے۔
فرہنگ طراز۔ فرہنگ لکھنے والے،
معنی کہنے والے۔
چورنگ۔ گھایل، مارا ہوا، قتل کیا ہوا۔
نگارندہ۔ لکھنے والے۔
کجی۔ غلطی۔
توجیہات بارِدہ۔ سرد دلیلیں،
بے مغز باتیں۔
آگندہ گوش۔ بہرا۔
سہو۔ غلطی، بھول۔
ناظرین۔ دیکھنے والے
استعذار۔ عذر کرنا، معذرت چاہنا۔
وضوح۔ واضح ہونا۔
اغلاط۔ جمع ہے غلطی کی۔
جواز۔ جائز ہونا، درست ہونا۔

جذام ۔ کوڑھ ۔
جل جلالہٗ ۔ بڑا ہے خدا کا جلال ۔
عم نوالہ ۔ عام ہے اُس کی عطا و بخشش ۔
پاسخ نگاری ۔ جواب لکھنا ۔
خردہ گیری ۔ نکتہ چینی ۔
کلمات طیبات ۔ پاکیزہ فقرے ۔
وجدان ۔ ذوق، وخوش فہمی ۔
موعودہ ۔ جس کا وعدہ کیا جائے ۔
وقاد ۔ بھڑکنے والا، برافروختہ ہونیوالا ۔
نقاد ۔ پرکھنے والا ۔
دیدہ ور ۔ صاحب بصیرت ۔
بازپرس ۔ جوابدہی ۔
مصحف مجید ۔ قرآن متبرک ۔
جماد ۔ معدنیات، بے جان ۔
نبات ۔ گھاس پات، ترکاری وغیرہ ۔
تغیر ۔ بدلنا ۔
کودک ۔ لڑکا ۔
بصر ۔ نگاہ ۔
سمع ۔ سننا ۔
مستغیث ۔ استغاثہ کرنے والا، شکایت کرنے والا ۔

سماعت ۔ سننا ۔
تخفیف ۔ کم کرنا ۔
مناظرہ ۔ بحث کرنا ۔
فراغ ۔ چھٹکارہ ۔
ہنجار ۔ طرز، روش ۔
صاحبان ننگ و ناموس ۔ ذی عزت لوگ ۔
جانگداز ۔ جان گھلانے والی ۔
استفسار ۔ پوچھنا ۔
امام المحققین ۔ تحقیق کرنے والوں کے پیشوا ۔
اجماع ۔ کسی مسئلہ پر اتفاق کرنا ۔
فرمان پذیر ۔ حکم ماننے والے ۔
ماموم ۔ امام کی پیروی کرنے والا ۔
علی الترتیب ۔ ترتیب کے اعتبار سے
تعمیم ۔ عام استعمال ۔
اہمال ۔ مطلب کو چھوڑ دینا ۔
اشرف الانبیا ۔ سارے نبیوں میں سب سے بہتر ۔
مرتد ۔ وہ شخص جو مذہب اسلام سے پھر جائے ۔
مردود ۔ نکالا گیا، بے عزت ۔

الناس اجمعین۔ سارے انسان۔
مرجع۔ رجوع ہونے کی جگہ۔
رحمت اللعالمین۔ دو عالموں کے لئے رحمت۔
خاتم المرسلین۔ پیغمبروں کے ختم کرنے والے یعنی یہ کہ انکے بعد کوئی نبی یا پیغمبر نہیں بھیجا گیا۔
مستہین۔ ذلیل کرنے والا، ذلیل سمجھنے والا
استہزا۔ تمسخر۔
رد۔ مخالفت۔
سوئے ادب۔ خلاف ادب۔
اہانت۔ ذلت، توہین۔
عزل۔ موقوفی۔
دارالحرب۔ لڑائی کی جگہ، جہاں لڑنا جائز ہے۔
شداد۔ ایک بادشاہ کا نام ہے جس نے دعوائے خدائی کیا تھا اور بہشت تعمیر کرایا تھا۔
اشد۔ سخت تر۔
کذب۔ جھوٹ۔
مقہور۔ جس پر قہر نازل کیا جائے۔

مطعون۔ جسکو طعنہ دیا جائے، بدنام۔
کج فہم۔ بات کو غلط سمجھنے والا۔
مغلوب الغضب۔ غصہ ور۔
ابلغ۔ سب سے زیادہ بلیغ۔
احسن۔ سب سے اچھا۔
زیب افزائے۔ رونق بڑھانے والا۔
اورنگ۔ تخت۔
زمزمہ۔ نغمہ۔
الفقر فخری۔ فقیری میرا فخر ہے۔
حصیر۔ بوریا۔ چٹائی۔
نمد۔ نمدہ۔
گلیم۔ کمبل۔
فضلہ خوار۔ جھوٹا کھانے والے۔
ایہا الاخ المکرم۔ اے میرے بڑے اور بزرگ بھائی۔
مستوجب۔ لائق، سزاوار۔
عسس۔ کوتوال، محاسب۔
الحاق۔ ملانا۔
بوالعجبی۔ تعجب انگیز بات۔
منعم۔ صاحب دولت۔
بلاد۔ جمع ہے بلدہ کی، شہر۔

امصار۔ جمع ہے مصر کی، شہر۔
سید ابرار۔ آنحضرت صلعم۔
بہتان۔ تہمت۔
عرصۂ محشر۔ میدان حشر۔
باز خواست۔ بدلہ لینا۔

(۱۳۲) صفحہ ۲۵۲

منت پذیری۔ احسان مندی۔
گرا۔ خدا بیہودہ گوئی۔
والا۔ بلند مرتبہ۔
توضیح۔ وضاحت کرنا۔
رجوع کرنا۔ توجہ کرنا۔
طارق۔ رہبر۔
مصلح۔ اصلاح کرنے والا۔
لسان۔ زبان۔
شارب۔ پینے والا۔
مترادف المعنی۔ ایک معنی رکھنے والا۔
تتبع۔ نقل کرنا۔
حسن مطلع۔ مطلع ثانی۔
انسب۔ نہایت مناسب۔
تعقید۔ ایک عیب کا نام ہے۔
صدر الصدور۔ صدر اعلیٰ، منصب جج

(۱۳۳) صفحہ ۲۵۴

شدت۔ زیادتی۔
نسیان۔ بھولنے کا مرض۔
اتحاد رسمی۔ ایک نام ہونا۔
مودت۔ محبت۔
حک۔ چھیلنا، کھرچنا۔
ارزش۔ قدر و قیمت، حیثیت۔
فوق۔ بالاتر۔
محنت پژوہی۔ طبیعت پر جبر کرنا۔
جگر کاوی۔ غور و فکر کرنا۔
حرارت غریزی۔ حرارت طبعی۔
عناصر۔ جمع ہے عنصر کی۔
مکاتب۔ جمع ہے مکتوب کی، خط۔
الی الآن۔ اسوقت تک۔
ذی حیات۔ زندہ۔
عند الضرورت۔ ضرورت کے وقت۔
اقصائے۔ دور کے مقامات۔
جناب احدیت۔ خداوند تعالیٰ۔
جلت عظمتہ۔ اسکی شان بڑی ہے۔
مقبول قلوب۔ پسندیدہ۔
مطبوع طباع۔ پسند خاطر۔

ایزد دانا و توانا۔ خداوند تعالیٰ۔
اعانت۔ مدد۔
نذور محقرہ۔ ادنیٰ نذریں۔
فرو ماندہ۔ خستہ و مضمحل، عاجز۔
کشاکش۔ اینچا تانی۔
معاصی۔ گناہ۔
تحصیل حاصل۔ جو چیز میسر ہو اُسکے
بہم کرنے کی کوشش یعنی سعی
باطل، بیکار کوشش۔
تطویل لاطائل۔ بیکار بات کو بڑھانا

(۱۳۴) صفحہ ۲۵۶

محرق۔ جلانے والا۔

(۱۳۵) صفحہ ۲۵۷

رجا۔ اُمید۔

(۱۳۶) صفحہ ۲۵۷

مویّد۔ تائید کرنے والا۔
ظلمت۔ تاریکی۔
مرجع۔ رجوع ہونے کی جگہ۔
استصلاح۔ طلب اصلاح کرنا۔
استفادہ۔ طلب فائدہ۔

(۱۳۷) صفحہ ۲۵۸

تامل۔ غور۔
ہمتا۔ برابر۔
مردم۔ پتلی۔
عنا۔ تکلیف، رنج، مصیبت۔
مزارع۔ بونے والے۔
کشت۔ کھیتی۔
بامعان نظر۔ غور کے ساتھ۔
ان ہذا الامن برکتہ العلم
یا مولانا و بالفضل والکمال اولانا
بیشک یہ علم کے طفیل سے ہے اے
ہمارے آقا اور فضل و کمال میں ہم سے
بڑھکر۔

(۱۳۸) صفحہ ۲۶۱

پا در رکاب۔ آمادہ سفر۔
عازم۔ عزم کرنے والا، قصد کرنے والا۔
تعزیت۔ ماتم پرسی۔
تہنیت۔ مبارکباد۔
ختم العلماء المتبحرین۔ بہت بڑے
عالموں میں سب سے بڑے۔
دام بقاہٗ وزاد علاہٗ۔ ہمیشہ وہ باقی
رہے اور بلندی اسکی بڑھتی رہے۔

غمخانہ۔ میرا مکان۔
عذب البیان۔ شیریں گفتار۔
رطب اللسان۔ شیریں گفتار۔

(۱۳۹) صفحہ ۲۶۲

ضیق۔ تنگی۔
سراسیمہ۔ گھبرایا ہوا۔
تلمذ۔ شاگردی۔
صادق القول۔ سچا۔
کذب و گزاف۔ جھوٹ اور شیخی۔
مسموع۔ سنا گیا، مستعمل۔

(۱۴۰) صفحہ ۲۶۵

افاقت کلّی۔ پوری فرصت پانا۔

(۱۴۱) صفحہ ۲۶۶

ابلاغ۔ پہونچانا۔
مسنون الاسلام۔ جسے اسلام میں سنت قرار دیا گیا ہے۔
ارادت۔ مرید ہونا۔
بین الافراد۔ فردوں کے درمیان یعنی شعروں کے درمیان۔
بین السطور۔ سطروں کے درمیان کی جگہ۔
معدوم۔ غائب۔

(۱۴۲) صفحہ ۲۶۸

ننگ آفرینش۔ جس سے مخلوق کو شرم آئے
وسوسہ۔ اندیشہ۔

(۱۴۳) صفحہ ۲۶۹

اسقام۔ جمع ہے سقم کی بمعنی عیب

(۱۴۴) صفحہ ۲۶۹

سرآغاز۔ ابتدا۔
ثمر ہائے۔ پھل۔
پیش رس۔ جلد پکنے والے ابتدائے فصل میں پک جانے والے۔
نوید۔ خوشخبری۔
میمنت۔ برکت، سعادت۔
رب النوع۔ اپنی قسم میں افضل، پہلوان یعنی سب سے بہتر ہے۔

(۱۴۵) صفحہ ۲۷۰

منطق۔ کلام، گفتگو۔

(۱۴۶) صفحہ ۲۷۱

قلم انداز۔ تحریر میں نہ لانا۔
اخوان۔ بھائی۔
پابہ رکاب۔ آمادہ سفر۔
ناقل۔ نقل کرنے والا۔

فرجام - انجام، انتہا، نتیجہ۔
کشف - غیب دانی۔

(۱۴۷) صفحہ ۲۷۲

معدوم - جو چیز نہ ہو۔
وسع - دسترس، فراخی۔
خدنگ - تیر۔

(۱۴۸) صفحہ ۲۷۳

صد و سی - ایک سو تیس۔
نسیان - بھول جانا۔
لاحق - جو پیچھے سے آکر ملے۔
نقصان - کمی۔
محول - سپرد کیا گیا۔
بقیۃ النہب والغارت - لوٹ مار سے بچا ہوا۔

(۱۴۹) صفحہ ۲۷۴

مبہم - وہ جو سمجھ میں نہ آئے۔
ابہام - جو واضح نہ ہو۔
توضیح - تشریح۔
اجمال - کمی۔
دوام - ہمیشگی۔
حادث - پیدا ہونیوالا جو پہلے نہ ہو۔

برشگال - برسات۔
موہبی - بخشے ہوئے۔

(۱۵۰) صفحہ ۲۷۵

آماس - ورم، سوجن۔
تکذیب - جھٹلانا۔
اختلاط - ہنسنا، بولنا۔

(۱۵۲) صفحہ ۲۷۶

دم - خون۔

(۱۵۳) صفحہ ۲۷۷

ابن الخال - بھانجہ، ماموں کا بیٹا۔

(۱۵۴) صفحہ ۲۷۷

ابتلا - علالت۔
اسقام - جمع ہے سقم کی بمعنی برائی۔
آلام - جمع ہے الم کی بمعنی رنج

لاموجود الا اللہ ولاموثر فی الوجود الا اللہ — سوائے خدا کے کوئی موجود نہیں اور وجود پر اثر کرنیوالا خدا ہے سوائے اسکے کوئی نہیں ہے۔

(۱۵۷) صفحہ ۲۷۹

عالم بے رنگی - آخرت۔

(۱۵۸) صفحہ ۲۷۹

قبائل - کنبے والے۔

عشائر۔ کنبے والے۔

(۱۵۹) صفحہ ۲۸۰

حرز۔ تعویذ۔
مبدارِ فیاض۔ خداوند تعالیٰ۔
ازلی۔ جو ابتدائے آفرینش سے ہو۔
سرمدی۔ وہ جو ہمیشہ سے ہو جسکی ابتدا انتہا نہ ہو۔
غوامض۔ رموز۔
تلامذہ۔ جمع ہے تلمذ کی بمعنی شاگرد۔
سہام۔ جمع ہے سہم کی بمعنی تیر اور حصے
ہدف۔ نشانہ۔
سہمے سے۔ ہیبت۔
تنک مایہ۔ کم علم۔
معارض۔ معترض۔
اکابر۔ جمع ہے اکبر کی بہت بڑے۔
سلف۔ پرانے لوگ، قدما۔
نمط۔ روش دستور۔

(۱۶۰) صفحہ ۲۸۲

معنون کرکے۔ عنوان لکھکر۔
نفور۔ نفرت کرنے والا۔

(۱۶۱) صفحہ ۲۸۶

عامیانہ۔ عوام کے طریقے پر۔
مشمول۔ شامل کیا جانا۔

(۱۶۲) صفحہ ۲۸۸

اعلیٰ علیین۔ جنت کا سب سے اونچا مقام۔
ابداع۔ جدت۔

(۱۶۳) صفحہ [illegible]

دوری۔ کبھی کبھی آ ٹکنے والا۔
جرعہ۔ گھونٹ۔

(۱۶۴) صفحہ ۲۹۱

خضر۔ جناب خضر علیہ السلام ایک پیغمبر کا نام ہے جو ہمیشہ زندہ سمجھے جاتے ہیں۔
خاص تراش۔ حجام۔

(۱۶۶) صفحہ ۲۹۴

نشیمن۔ بیٹھنے کی جگہ۔
نیر اعظم۔ آفتاب عالمتاب۔
مہر و ولا۔ محبت۔
بقید دوام۔ ہمیشہ کے لئے۔
مستولی۔ چھپاتے ہوئے۔

(۱۶۷) صفحہ ۲۹۵

ت - محنت کرنا -

ہ - سخت -

ہ - چیا -

ر - قیامت -

(۱۶۸) صفحہ ۲۹۷

) - قوت گویائی -

گار - پیدا کرنے والا -

ت - خرافات، بیہودگیاں -

ینہ - کشتی -

ہ ور - اہل نظر -

ش - عکس گیر -

ب - جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام

(۱۶۹) صفحہ ۲۹۹

- بہشت شداد کا نام ہے -

ان - داروغۂ بہشت -

ابند - مالی، باغبان -

ر - پانی دینے والا -

المناقب - عمدہ فضیلتوں والا ایک صفت

مار - قیامت -

(۱۷۰) صفحہ ۳۰۱

یثیت المعنی - معانی کے اعتبار سے

لعبت - معشوق -

نظارگی - دیکھنا -

سیر - تاریخ -

ممتنع الوقوع - جو واقعہ نہیں ہو سکتے -

سام - ایک شخص کا نام ہے جس کا ذکر شاہنامۂ
فردوسی میں ہے -

سیمرغ - ایک خیالی پرند کا نام ہے -

حرب وضرب - لڑائی، جنگ -

رستم - ایران کے مشہور پہلوان کا نام ہے
جو بہادری میں ضرب المثل ہے -

اسفندیار - ایک پہلوان کا نام جس کا ذکر
شاہنامہ میں ہے -

زال - پدر رستم -

فرعون - مصر قدیم کا ایک بادشاہ جو جناب
موسیٰؑ کے عہد میں تھا - اصل میں فرعون
ایک خاندان کا نام ہے -

نمرود - ایک بادشاہ کا نام ہے جس نے خدائی کا
دعویٰ کیا تھا اور جناب ابراہیمؑ کو آگ
میں پھکوایا تھا -

صاحب قرآن - وہ شخص جسکی ولادت کے
وقت دو سعد ستارے ایک برج میں ہوں

سعادت تواماں ۔ جو سعادت سے متعلق ہو
نیرنگ نمائی ۔ عجیب باتیں ظاہر کرنا ۔
فلک زدہ ۔ آسمان کا ستایا ہوا ۔
من اللہ التوفیق و ہو خیر الرفیق ۔ توفیق
خدا کی طرف سے ہے اور وہ بہترین دوست ہے

(۱۷۱) صفحہ ۲۴

قرۃ العین ۔ آنکھ کی پتلی ۔
دقیقہ رس ۔ باریک بیں، باریک باتوں کو
سمجھنے والے ۔
اولو الابصار ۔ آنکھوں والے ۔
مادح ۔ تعریف کرنے والے ۔

(۱۷۲) صفحہ ۳۰۶

یوسف کنعاں ۔ جناب یوسف علیہ السلام جو
کنعاں کے باشندے تھے ۔
معنبر ۔ خوشبودار ۔
رمز ۔ راز، بھید ۔
نعت ۔ تعریف رسول اللہ ۔
منقبت ۔ تعریف ائمہ ۔
علو ۔ بلندی ۔
ستائش گر ۔ تعریف کرنے والا ۔

(۱۷۳) صفحہ ۳۰۷

سہل انکاری ۔ کا
تداخل ۔ دو چیزوں کا باہم
میں داخل ہونا ۔
جواز ۔ جائز ہونا ۔

(تقریظ)

سرآمد ۔ منتخب ۔
صلائے ۔ دعوت ۔
ملفوظات ۔ تحریرات ۔
شائستہ ۔ مناسب ۔
وارستگی ۔ آزادی، فارغ البا
برگزیدگی ربا ۔ بزرگی حاصل
ادام دوامہ ۔ وہ ہمیشہ رہے
اقام مقامہ ۔ خدا اسے ہمیشہ
دام اللہ اجلالہ ۔ ہمیشہ رکھے اللہ
زید اللہ افضالہ ۔ زیادہ کرے اللہ
اصفار ۔ اجزار

(تقریظ)

تحیات ۔ مبارکباد ۔
مذنب ۔ گنہگار ۔
محتجب ۔ پوشیدہ ۔
کساد ۔ ناخریداری اش

تمام شد

نیشنل پریس الہ آباد میں باہتمام رمضان علی شاہ چھپا